Spot CMYK#Waheed

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد یونس، مفتی محمد امجد، حکیم محمد فیضان، غفار الحق

فی شمارہ.................25 روپے
سالانہ...............300 روپے

خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

پبلشرز

محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

قانونی مشیر
الحاج غلام علی فاروق
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جا سکے گا

برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ و چمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728

www.idaraghufran.org
Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....گیس لوڈ شیڈنگ، گھروں یا گاڑیوں کی...........مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط ۱۱۲)...........شہرِ حرام میں قتال کا حکم........................// // ۵

درسِ حدیث ....انگور، کھجور و دیگر اشیاء کے نبیذ، جوس ومشروب کا حکم (قسط ۱).....// // ۱۰

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

جنت کے قرآنی مناظر (جنت اور اس کی بہاریں: قسط ۱۷).............................مفتی محمد امجد حسین ۱۹

ٹھٹھہ کے کوہ ودمن میں (تیسری وآخری قسط)...محمد امجد حسین ۲۳

ماہِ محرم: چھٹی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات.........................مولانا طارق محمود ۲۸

علم کے مینار:............امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (قسط ۳).........مولانا محمد ناصر ۳۰

تذکرۂ اولیاء:.................حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ (قسط ۱).......مفتی محمد امجد حسین ۳۹

پیارے بچو!.........................مسلمانوں کے پہلے خلیفہ...............مولانا محمد ناصر ۴۲

بزمِ خواتین ....آزمائش (قسط ۱)........................ابوصہیب ۴۵

آپ کے دینی مسائل کا حل........نماز سے متعلق وسوسوں کا حکم..........ادارہ ۵۳

کیا آپ جانتے ہیں؟...شراب نوشی والی جگہ یا شرابی کے پاس بیٹھنے کی ممانعت...مفتی محمد رضوان ۸۰

عبرت کدہ ....حضرت یوسف علیہ السلام (قسط ۴۳)...............ابوجویریہ ۸۳

طب وصحت.........تلبینہ یعنی جَو (Barley) کے حریرہ کی افادیت......مفتی محمد رضوان ۸۵

اخبارِ ادارہ ....ادارہ کے شب وروز.................مولانا محمد امجد حسین ۹۲

اخبارِ عالم ....قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں............حافظ غلام بلال ۹۳

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مفتی محمد رضوان

گیس لوڈشیڈنگ، گھروں یا گاڑیوں کی ؟

یہ تو سب جانتے ہی ہیں کہ ایک عرصہ سے ملک میں سوئی گیس کی قلت کا سامنا ہے، جس کی وجہ سے سوئی گیس کی لوڈ شیڈنگ کا سلسلہ جاری ہے، اور موسمِ سرما میں ہیٹر اور گیزر وغیرہ کا استعمال بڑھ جانے کی وجہ سے گیس کی لوڈ شیڈنگ کے اندر شدت آ جاتی ہے، اور گاڑیوں وغیرہ کو گیس کی فراہمی جاری رکھی جائے تو گھروں میں گیس نہیں پہنچتی، اور گاڑیوں کو گیس کی فراہمی موقوف کر کے گھروں کو گیس کی فراہمی جاری رکھی جائے تو پٹرول پر گاڑیاں چلانے میں اخراجات زیادہ پیش آتے ہیں، اس لئے دونوں طرف رسہ کشی کا سلسلہ جاری رہتا ہے، اور اس سلسلہ میں حکومت کی طرف سے موسمِ سرما میں گاڑیوں کے بجائے بلا تعطل گھروں کو گیس کی فراہمی جاری رکھنے کے اقدامات اُٹھائے گئے تھے، لیکن سی این جی اسٹیشن کے مالکان اور ٹرانسپورٹ والوں کی طرف سے پُر زور اصرار اور عدالتی فیصلہ کے باعث کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔

اگر بنظرِ انصاف اور ذاتی مفادات کو بالائے طاق رکھ کر سوچا جائے تو ہمارے خیال میں گھروں اور ہوٹلوں وغیرہ کو گیس کی فراہمی کرنا، گاڑیوں کو گیس کی فراہمی کے مقابلہ میں زیادہ ضروری ہے۔

ایک تو اس وجہ سے کہ گھروں وغیرہ میں استعمال ہونے والی گیس زیادہ ضروری ہے کیونکہ وہ کھانے پکانے، اور نہانے دھونے وغیرہ کی بنیادی ضروریات کے لئے روزانہ استعمال کی جاتی ہے، جس کے بغیر گزر بسر مشکل ہے، اور ہر شخص کو متبادل ذریعہ میسر نہیں، بالخصوص شہری لوگوں کو، دوسرے اس وجہ سے کہ گھروں وغیرہ میں گیس سے ہمہ گیر اور تقریباً ہر گھر اور ہر فرد کی ضرورت وابستہ ہے، بلکہ سفر و اسفار کرنے والوں کی بھی ضرورت وابستہ ہے، کہ ان کو بھی کھانے پینے وغیرہ کی ضرورت پیش آتی ہے، جبکہ اس کے برعکس سفر و اسفار ہر فرد کی یومیہ بنیادی ضرورت نہیں، اور پٹرول وغیرہ کی صورت میں اس کا متبادل ذریعہ بھی میسر ہے۔

اس طرح کی وجوہات کی بناء پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بطورِ خاص موسمِ سرما میں گھروں کو گیس کی فراہمی کا سلسلہ بغیر کسی وقفہ کے تسلسل کے ساتھ جاری رہنا چاہیے، خواہ اس کے لئے پٹرول کی قیمت میں بطورِ خاص

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

گاڑیوں میں استعمال ہونے والے پٹرول کی قیمت میں کمی لائی جائے، یا پھر گاڑیوں میں بھری جانے والی گیس کی قیمت کو پٹرول کی قیمت کے قریب تر کیا جائے تاکہ ٹرانسپورٹ والوں کی طرف سے اس کی طلب میں کمی واقع ہو، کیونکہ عام طور پر مسافروں کے کرایے، پہلے ہی سے اتنے مہنگے ہیں کہ جو پٹرول پر گاڑیاں چلانے کی صورت میں بھی گاڑیوں کے مالکان کے لئے زیادہ تشویش کا باعث نہیں ہوں گے۔

مگر المیہ یہ ہے کہ ہمارے یہاں قومی و وسیع تر مفادات کو اولاً تو ترجیح نہیں دی جاتی، اور اگر کسی طرف سے اس طرح کی کوشش کی جاتی ہے، تو کسی مخصوص طبقہ کے متاثر ہونے کی وجہ سے اس کی طرف سے طرح طرح کی رکاوٹیں ڈالی جاتی ہیں، حالانکہ وسیع تر قومی مفادات کو حاصل کرنے کے لئے جزوی مفادات کو قربان اور جزوی نقصانات کو برداشت کرنا ضروری ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ امتِ مسلمہ کی پریشانیوں کو حل فرمائیے، اور ذاتی مفادات سے بالاتر ہوکر نیک نیتی کے ساتھ انصاف اور عدل پر مبنی اور ہمہ جہتی نظر کے ساتھ اقدامات کرنے کی توفیق عطائے فرمائے۔ آمین۔

بسلسلہ:طبِّ نبوی

حجامہ یا سینگی Cupping Therapy

کے فوائد واحکام

حجامہ وفصد کی تعریف وتحقیق، قولی وفعلی احادیث اور سنت سے حجامہ کا ثبوت اور اس کی افادیت واہمیت، قدیم وجدید طب اور میڈیکل سائنس کے فن میں حجامہ کے فوائد ومنافع، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مختلف اعضاء میں حجامہ کرانا، حجامہ کی افضل تاریخیں، اور حجامہ کے دنوں سے متعلق احادیث وروایات، حجامہ سے متعلق مختلف احادیث کی اسنادی حیثیت، حجامہ سے متعلق شرعی احکام، حجامہ کا طریقہ، حجامہ سے متعلق ہدایات وآداب، اور مختلف بیماریوں میں حجامہ کے مقامات وتعداد

مصنّف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(سورہ بقرہ قسط ۱۱۲، آیت ۱۹۴) مفتی محمد رضوان

شہرِ حرام میں قتال کا حکم

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ

(سورة البقرة، رقم الآية ۱۹۴)

ترجمہ: حرمت والے مہینے کا بدلہ حرمت والا مہینہ ہے اور سب حُرمت والی چیزوں کا بدلہ ہے، پھر جو تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اس پر زیادتی کرو اسی کے مِثل کہ جو اس نے تم پر زیادتی کی ہے، اور تم اللہ سے ڈرو، اور جان لو کہ بے شک اللہ متقیوں کے ساتھ ہے (سورہ بقرہ)

تفسیر وتشریح

قمری مہینوں میں سال کے اندر چار مہینے ایسے ہیں کہ جن کو قرآن وسنت میں ''شہرِ حرام'' یا ''اشہرِ حرم'' کا نام دیا گیا ہے، یہ چار مہینے ایسے ہیں کہ ان کو زیادہ عظمت واحترام حاصل ہے، اور اسی وجہ سے ان کو محترم ومعظم مہینے کہا جاتا ہے، زمانۂ جاہلیت میں بھی ان چار مہینوں کو دوسرے مہینوں کے مقابلہ میں زیادہ قابلِ عظمت سمجھا جاتا تھا، اور ان میں قتل وقتال سے بھی پرہیز کیا جاتا تھا، ابتدائے اسلام میں بھی ان چار مہینوں میں جہاد وقتال کی اجازت نہیں تھی۔

مذکور آیت میں ان مہینوں کے بارے میں ہی حکم بیان ہوا ہے۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ فِيْ حَجَّتِهٖ، فَقَالَ: إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ، اَلسَّنَةُ اِثْنَا عَشَرَ شَهْرًا، مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ، ثَلَاثٌ مُتَوَالِيَاتٌ: ذُو الْقَعْدَةِ، وَذُو الْحِجَّةِ، وَالْمُحَرَّمُ، وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِيْ بَيْنَ جُمَادٰى وَشَعْبَانَ (ابوداؤد، رقم الحديث ۱۹۴۷) ۱

---

۱ قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح (حاشية ابوداؤد)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج کے خطبہ میں فرمایا کہ (اس وقت) زمانہ اسی حالت پر آ گیا ہے جس دن اللہ نے زمین وآسمان کو پیدا کیا تھا (یعنی اس میں پہلے کی گئی گڑبڑ ختم ہو چکی ہے) ایک سال بارہ مہینہ کا ہوتا ہے، ان میں چار مہینے حرمت وعزت والے ہیں، جن میں تین مہینے مسلسل ہیں یعنی ذوقعدہ اور ذوالحجہ اور محرم اور ایک رجب کا مہینہ ہے جو کہ جمادی الاخریٰ اور شعبان کے درمیان میں آتا ہے (ابوداؤد)

اس طرح کی احادیث حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہم وغیرہ کی سندوں سے بھی مروی ہیں۔ ۱

---

۱ عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده قال :كان العرب يجعلون عاما شهرا وعاما شهرين، ولا يصيبون الحج إلا في كل ستة وعشرين سنة مرة، وهو النسيء الذي ذكر الله عز وجل في كتابه، فلما كان عام حج أبو بكر بالناس وافق في ذلك العام الحج، فسماه الله الحج الأكبر، ثم حج رسول الله صلى الله عليه وسلم من العام المقبل، فاستقبل الناس الأهلة، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم :إن الزمان قد استدار كهيئته يوم خلق الله السماوات والأرض (المعجم الاوسط للطبراني، رقم الحديث ۲۹۰۹)

قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۱۰۳۸، كتاب التفسير، سورة براء ة)

عن أبي هريرة، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :إن الزمان قد استدار كهيئته يوم خلق الله السموات والأرض، وقال : إن عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا في كتاب الله، منها أربعة حرم :ثلاثة متواليات، ورجب مضر الذي بين جمادى وشعبان (كشف الاستار عن زوائد البزار، رقم الحديث ۱۱۴۲)

قال الهيثمي: رواه البزار، وفيه أشعث بن سوار، وهو ضعيف، وقد وثق (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۵۲۲۴، كتاب الحج،باب الخطب في الحج)

عن ابن عباس ,قال " :خطب النبي صلى الله عليه وسلم في حجة الوداع فقال " :إن الزمان قد استدار كهيئته يوم خلق الله السموات والأرض ,وإن السنة اثنا عشر شهرا منها أربعة حرم: ثلاثة ولاء :ذو القعدة وذو الحجة والمحرم ,والآخر رجب بين جمادى وشعبان.

عن ثور بن زيد الديلي ,قال: خطب النبي صلى الله عليه وسلم في حجة الوداع ثم ذكر مثله ولم يذكر في إسناده بعد ثور بن زيد أحدا (شرح مشكل الآثار، رقم الحديث ۱۴۵۴، ورقم الحديث ۱۴۵۵، باب بيان مشكل ما روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من قوله إن الزمان قد استدار كهيئته يوم خلق الله عز وجل السموات والأرض)

عن أبي حرة الرقاشي، عن عمه، قال :كنت آخذا بزمام ناقة رسول الله صلى الله عليه وسلم في أوسط أيام التشريق، أذود عنه الناس، فقال " :يا أيها الناس، هل تدرون في أي يوم أنتم؟ وفي

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُوْ فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ إِلَّا أَنْ يُغْزٰى أَوْ يُغْزَوْا فَإِذَا حَضَرَ ذَاكَ، أَقَامَ حَتّٰى يَنْسَلِخَ (مسند أحمد، رقم الحديث ۱۴۵۸۳) ؎

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہر حرم (یعنی مخصوص چار مہینوں) میں جہاد نہیں فرماتے تھے، مگر یہ کہ دوسروں کی طرف سے جنگ مسلط کر دی جائے ورنہ جب اشہر حرم شروع ہوتے تو آپ ان کے ختم ہونے تک رک جاتے (مسند احمد)

مندرجہ بالا آیت میں جو چیزیں بیان کی گئی ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر دوسرے، احترام والے مہینوں میں تم سے قتال کریں، تو تم بھی اس کے مقابلہ اور جواب میں ان سے ان مہینوں میں قتال کر سکتے ہو۔

اور جو احترام وعظمت والی چیزیں ہیں، اگر کوئی ان کی بے احترامی کرے، تو ان کا قصاص اور بدلہ لیا جائے گا، اور اسی اصول پر اسلام میں قصاص اور بدلہ کے احکام مقرر ہیں۔

اور جو تم پر کوئی زیادتی کرے، تو تم اس کے جواب میں اتنی ہی زیادتی کر سکتے ہو، لیکن اس زیادتی اور بدلہ لینے میں اللہ سے ڈرنا چاہئے، اور بدلہ انصاف کے ساتھ لینا چاہئے، جس میں زیادتی نہیں کرنی چاہئے،

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أى شهر أنتم؟ وفى أى بلد أنتم؟ "قالوا: فى يوم حرام، وشهر حرام، وبلد حرام، قال ": فإن دماء كم وأموالكم وأعراضكم عليكم حرام، كحرمة يومكم هذا، فى شهركم هذا، فى بلدكم هذا، إلى يوم تلقونه "، ثم قال ": اسمعوا منى تعيشوا، ألا لا تظلموا، ألا لا تظلموا، ألا لا تظلموا، إنه لا يحل مال امرء إلا بطيب نفس منه، ألا وإن كل دم، ومال ومأثرة كانت فى الجاهلية تحت قدمى هذه إلى يوم القيامة، وإن أول دم يوضع دم ربيعة بن الحارث بن عبد المطلب، كان مسترضعا فى بنى ليث فقتلته هذيل، ألا وإن كل ربا كان فى الجاهلية موضوع، وإن الله قضى أن أول ربا يوضع، ربا العباس بن عبد المطلب، لكم رء وس أموالكم، لا تظلمون، ولا تظلمون، ألا وإن الزمان قد استدار كهيئته يوم خلق الله السموات والأرض، ثم قرأ :(إن عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا فى كتاب الله يوم خلق السموات والأرض منها أربعة حرم ذلك الدين القيم فلا تظلموا فيهن أنفسكم (مسند احمد، رقم الحديث ۲۰۶۹۵)

فى حاشية مسند احمد: صحيح لغيره.

؎ فى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ایسی صورت میں اللہ کی مدد اور نصرت حاصل ہوتی ہے۔ ۱

کسی کی زیادتی کا بدلہ اس کے مثل لینے کا ذکر قرآن مجید کی دوسری آیات میں بھی آیا ہے، اگرچہ ساتھ ہی معاف کردینے کو افضل بھی قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ سورہ شوریٰ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ (سورة الشوریٰ رقم الآية ۴۰)

ترجمہ: اور برائی کا بدلہ اسی طرح کی برائی سے (لینا جائز) ہے، پھر جو کوئی معاف کردے اور اصلاح کرلے تو اس کا اجر اللہ پر ہے، بے شک اللہ ظالموں سے محبت نہیں رکھتا (سورہ شوریٰ)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگرچہ برائی کا بدلہ اسی جیسی برائی کے ساتھ لینا جائز ہے، مثلاً کسی نے ایک چپت مارا تو اس کو اسی طرح کا ایک چپت مارنا جائز ہے، لیکن معاف کردینا افضل ہے، کیونکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس جیسا بدلہ لینے کی اجازت دے کر معاف کردینے پر اجر وثواب کا وعدہ فرمایا ہے۔

اور سورہ نحل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ (سورة النحل، رقم الآية ۱۲۶)

ترجمہ: اور اگر تم تکلیف دو، تو اتنی ہی تکلیف دو جتنی تم کو تکلیف دی گئی، اور اگر تم صبر کرو، تو وہ صبر کرنے والوں کے لئے خیر کا باعث ہے (سورہ نحل)

حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ جب سورہ نحل کی یہ مذکورہ آیت نازل ہوئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم صبر کریں گے اور بدلہ میں تکلیف نہیں پہنچائیں گے۔ ۲

---

۱ (الشهر الحرام) المحرم مقابل (بالشهر الحرام) فكلما قاتلوكم فيه قاتلوهم فى مثله رد لاستعظام المسلمين ذلك (والحرمات) جمع حرمة ما يجب احترامه (قصاص) أى يقتص بمثلها إذا انتهكت (فمن اعتدى عليكم) بالقتال فى الحرم أو الإحرام أو الشهر الحرام (فاعتدوا عليه بمثل ما اعتدى عليكم) سمى مقابلته اعتداء لشبهها بالمقابل به فى الصورة (واتقوا الله) فى الانتصار وترك الاعتداء (واعلموا أن الله مع المتقين) بالعون والنصر (تفسير الجلالين، سورة البقرة، تحت رقم الآية ۱۹۴)

۲ عن أبى بن كعب، قال: لما كان يوم أحد قتل من الأنصار أربعة وستون رجلا، ومن المهاجرين ستة، فقال أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم: لئن كان لنا يوم مثل هذا من المشركين، لنربين عليهم، فلما كان يوم الفتح قال رجل لا يعرف: لا قريش بعد اليوم، فنادى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ملحوظ رہے کہ ابتدائے اسلام میں تو شہرِ حرام یا اشہرِ حرم نام کے چار مہینوں میں جہاد وقتال کی اجازت نہیں تھی، بعد میں ضرورت پڑنے پر دفاعی جہاد وقتال کی اجازت دے دی گئی، کہ اگر تمہارے دشمن ان مہینوں میں تم سے قتال کریں، تو تم ان کے جواب میں قتال کر سکتے ہو، جس کا مذکورہ آیت میں ذکر ہے۔

پھر کیا اس کے بعد آخر میں ان چار مہینوں میں اقدامی طور پر جہاد وقتال کرنے کی اجازت دے دی گئی تھی، یا نہیں؟

اس میں مفسرین اور فقہائے کرام کی آراء مختلف ہیں، اکثر حضرات کا کہنا یہ ہے کہ آخر میں ان چار مہینوں کے اندر اقدامی جہاد وقتال کی ممانعت کا حکم بھی منسوخ ہو گیا تھا، اور اب ان چار مہینوں کے اندر اقدامی جہاد کرنا بھی جائز ہے، جبکہ کچھ حضرات اب بھی ان چار مہینوں میں اقدامی جہاد وقتال کو ناجائز وحرام کہتے ہیں، اور وہ صرف دفاعی جہاد وقتال ہی کی ان مہینوں میں اجازت کے قائل ہیں۔ [1]

البتہ جو حضرات ان مہینوں میں اقدامی جہاد وقتال کو جائز قرار دیتے ہیں، ان میں سے بعض حضرات کا فرمانا یہ ہے کہ اب بھی افضل و بہتر یہی ہے کہ بلا ضرورت ان چار مہینوں میں خود سے اقدامی جہاد وقتال سے پرہیز کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ [2]

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

منادی رسول الله صلى الله عليه وسلم أمن الأسود والأبيض إلا فلانا وفلانا، ناسا سماهم، فأنزل الله تبارك وتعالى :(وإن عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ولئن صبرتم لهو خير للصابرين،فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :نصبر ولا نعاقب(مسند احمد، رقم الحديث ۲۱۲۲۹)

قال شعيب الارنؤوط:إسناده حسن(حاشية مسند احمد)

[1] القتال فى الأشهر الحرم:الأشهر الحرم هى رجب، وذو القعدة، وذو الحجة، ومحرم.

وكان البدء بالقتال فى هذه الأشهر فى أول الإسلام محرما بقوله تعالى :(إن عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا فى كتاب الله) ، وقوله تعالى :(يسألونك عن الشهر الحرام قتال فيه قل قتال فيه كبير .

وأما بعد ذلك فذهب جمهور الفقهاء إلى أن بدء القتال فى الأشهر الحرم منسوخ كما نص عليه أحمد، وناسخه قوله تعالى :(فاقتلوا المشركين حيث وجدتموهم) وبغزوه صلى الله عليه وسلم الطائف فى ذى القعدة .والقول الآخر :أنه لا يزال محرما، ودليله حديث جابر كان النبى صلى الله عليه وسلم لا يغزو فى الشهر الحرام إلا أن يغزى، فإذا حضره أقام حتى ينسلخ.

وأما القتال فى الشهر الحرام دفعا فيجوز إجماعا من غير خلاف (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج١٦، ص١٤٧، مادة "جهاد")

[2] فلا بأس بالقتال فى الأشهر الحرم وهى ذى العقدة وذى الحجة ومحرم ورجب .وترك البداءة بالقتال فى الأشهر الحرم أفضل (فتاوىٰ قاضى خان، ج٣، ص٣٥٠، كتاب الشفعة)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

S احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ P

انگور، کھجور و دیگر اشیاء کے نبیذ، جوس ومشروب کا حکم (قسط ۱)

شراب خواہ انگور کی ہو یا کھجور کی، یا کسی اور چیز کی، اور اسی طرح نشہ آور چیز کا استعمال جائز نہیں۔

البتہ اگر انگور، کھجور یا کسی اور چیز سے ایسا مشروب اور جوس تیار کیا جائے کہ جو نشہ آور نہ ہو، اور نہ ہی اس کو پی کر نشہ ہو، تو اس کا استعمال جائز ہے، اور احادیث میں اس طرح کے مشروب وشربت اور جوس کو ''نبیذ'' یا عصیر وشیرہ کا نام دیا گیا ہے، اور یہ شراب ونشہ آور چیز سے بالکل الگ اور حلال وپاکیزہ مشروب ہے، جب تک کہ اس میں کوئی بات خلافِ شرع پیدا نہ ہو، اس وقت تک اس کو حلال قرار دیا جائے گا۔

اور قرآن وسنت کے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر غیر نشہ آور اور پاک مشروب وشربت جائز ہے، بشرطیکہ اسراف نہ ہو۔ آگے اس کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

حلال وپاکیزہ چیزیں کھانے، پینے اور اسراف سے بچنے کا حکم

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ. قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ (سورة الاعراف، رقم الآيات ۳۱، ۳۲)

ترجمہ: اور کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ نکلو، بے شک اللہ حد سے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتا، آپ فرما دیجئے کہ اللہ کی زینت کو کس نے حرام کیا ہے، جو اس نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی ہے، اور کس نے پاکیزہ رزق کو حرام کیا ہے (سورہ اعراف)

اس سے معلوم ہوا کہ حلال وپاکیزہ چیزوں کو کھانے پینے کی، اللہ کی طرف سے اجازت بلکہ حکم ہے، اور حلال وپاکیزہ رزق کو حرام سمجھنا یا حرام قرار دینا، اللہ کے حکم کے خلاف ہے، لہٰذا جس طرح کسی حرام چیز کو حلال قرار دینا جائز نہیں، اسی طرح کسی حلال چیز کو حرام قرار دینا بھی جائز نہیں، اور پابندیاں دونوں طرف سے ہیں۔

تفسیرِ خازن میں اس آیت کے ضمن میں مذکور ہے کہ:

Idara Ghufran

وَفِی الْآیَةِ دَلِیْلٌ عَلٰی أَنَّ جَمِیعَ الْمَطْعُوْمَاتِ وَالْمَشْرُوْبَاتِ حَلَالٌ إِلَّا مَا خَصَّهُ الشَّرْعُ دَلِیْلٌ فِی التَّحْرِیْمِ لِأَنَّ الْأَصْلَ فِیْ جَمِیعِ الْأَشْیَاءِ الْإِبَاحَةُ إِلَّا مَا حَظَرَهُ الشَّارِعُ وَثَبَتَ تَحْرِیْمُهُ بِدَلِیْلٍ مُنْفَصِلٍ (تفسیر الخازن، ج۲ص۱۹۴، سورة الاعراف)

ترجمہ: اوراس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ تمام کھانے اور پینے کی چیزیں حلال ہیں، سوائے ان چیزوں کے جن کوشریعت نے حرام قرار دینے کی کوئی خاص دلیل قائم کردی ہے، کیونکہ تمام چیزوں میں اصل مباح وجائز ہونا ہے،سوائے ان چیزوں کے،جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ناجائز قرار دے دیا ہے، اور ان کا حرام ہونا کسی مستقل دلیل سے ثابت ہوجائے (تفسیر خازن)

اور قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

یَا أَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْأَرْضِ حَلَالًا طَیِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّیْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ. إِنَّمَا یَأْمُرُكُمْ بِالسُّوْءِ وَالْفَحْشَاءِ (سورة البقرة، رقم الآیات ۱۶۸،۱۶۹)

ترجمہ: اے لوگو! جو چیزیں زمین میں حلال طیب ہیں وہ کھاؤ، اور شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو، بے شک وہ تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے، بس وہ تمہیں برائی اور فحش کاموں کا حکم دیتا ہے (سورہ بقرہ)

شراب حلال اور طیب کے بجائے حرام اور خبیث چیز، بلکہ خبائث کی جڑ ہونے کے ساتھ ساتھ شیطانی عمل، اور برے فحش کام وکلام کا ذریعہ ہے، اس لئے شراب تو زمین کی حلال، پاکیزہ چیزوں سے خارج ہے، اور دوسری حلال اور پاک چیزیں اور مشروبات، حلال، پاکیزہ چیزوں میں داخل ہیں۔

اور قرآن مجید میں ہی ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا إِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ. وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلَالًا طَیِّبًا وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُوْنَ (سورة المائدة، رقم الآیات ۸۷، ۸۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! نہ حرام کرو، ان پاکیزہ چیزوں کو، جو تمہارے لئے اللہ نے حلال

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

فرمادی ہیں، اور تم حد سے تجاوز نہ کرو، بے شک اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا، اور تم کھاؤ، اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے حلال، پاکیزہ، اور تم اللہ سے ڈرو، جس پر تم ایمان رکھتے ہو (سورہ مائدہ)

حد سے تجاوز کرنے سے مراد اللہ کے حکم کی خلاف ورزی ہے، جس میں شراب اور ناپاک چیز اور اسراف جیسی باتیں داخل ہیں، اور جن چیزوں میں یہ باتیں نہ پائی جائیں، وہ حلال اور طیب میں داخل ہیں، اور ان کو حرام سمجھنا جائز نہیں، بلکہ انہیں کھانے پینے کی اللہ کی طرف سے اجازت ہے۔ [1]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُلُوْا، وَاشْرَبُوْا، وَتَصَدَّقُوْا، وَالْبَسُوْا، فِيْ غَيْرِ مَخِيْلَةٍ وَلَا سَرَفٍ، إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ أَنْ تُرٰى نِعْمَتُهُ عَلٰى عَبْدِهٖ (مسند احمد، رقم الحديث ٦٧٠٨) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کھاؤ اور پیو، اور صدقہ کرو، اور پہنو، تکبر اور فضول خرچی کے بغیر، بے شک اللہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنی نعمت اس کے بندے پر ظاہر ہو (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ حلال، پاکیزہ چیزیں کھانا پینا اور ان نعمتوں کا اپنی حسبِ حیثیت استعمال کرنا، اللہ کو پسند ہے، لیکن ساتھ ہی بخل، تکبر اور اسراف وفضول خرچی سے بچنے کا اہتمام بھی ضروری ہے۔

مختلف غیر نشہ آور نبیذ اور مشروبات کا جواز اور سنت سے ثبوت

نبیذ سے مراد میوہ یا غلہ جات کا ایسا مشروب اور جوس ہے، جو پانی میں ڈال کر تیار کیا جاتا ہے، مثلاً پانی میں کشمش یا منقہ یا کھجور یا چھوارا یا جو یا گندم وغیرہ جیسا کوئی میوہ یا غلہ ڈال کر چھوڑ دیا جاتا ہے، اور صبح یا شام ہونے یا معمول کا وقت گزرنے کے بعد جب پانی میں اس میوہ، یا غلہ کا اثر منتقل ہوجاتا ہے، تو اس مشروب کو استعمال کرلیا جاتا ہے، اس مشروب میں میوے یا غلے کے ضروری اجزاء اور وٹامنز شامل ہوجاتے ہیں، اور پانی کے ساتھ رقیق اور نرم ہوکر جسم میں اچھے طریقہ سے سرایت کرتے ہیں، عرب میں اس طرح کے

---

[1] (ولا تعتدوا) تتجاوزوا أمر الله (إن الله لا يحب المعتدين)(تفسير الجلالين، ج ١ ص ١٥٣، تحت سورة المائدة، رقم الآيات ٨٧)

[2] فى حاشية مسند احمد: إسناده حسن.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

نبیذ والے مشروب کا رواج تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام سے اس طرح کے نبیذ کا استعمال کرنا ثابت اور شرعاً جائز ہے، بشرطیکہ اس میں نشہ کی کیفیت پیدا نہ ہو۔

اس سلسلہ میں چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

حضرت ابو بردہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ عُمَرُ : إِنَّ هٰذِهِ الْأَنْبِذَةَ تُنْبَذُ مِنْ خَمْسَةِ أَشْيَاءَ ؛ مِنَ التَّمْرِ، وَالزَّبِيبِ، وَالْعَسَلِ، وَالْبُرِّ، وَالشَّعِيرِ، فَمَا خَمَّرْتَهُ مِنْهَا ، ثُمَّ عَتَّقْتَهُ، فَهُوَ خَمْرٌ (مصنف ابن ابى شيبة، رقم الحديث ۲۴۲۲۰)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ نبیذ پانچ چیزوں سے بنائے جاتے ہیں، کھجور سے، اور کشمش سے، اور شہد سے، اور گندم سے، اور جو سے، پس ان میں سے جس کو آپ بند کر کے رکھ دیں، پھر اس کو کھولیں، تو وہ شراب ہے (ابنِ ابی شیبہ)

مطلب یہ ہے کہ عرب میں عموماً مذکورہ میوے وغلہ جات سے نبیذ بنائے جاتے تھے، اور یہ مطلب نہیں کہ ان چیزوں کے علاوہ کسی اور چیز سے نبیذ نہیں بنایا جاسکتا، اور نبیذ کا استعمال جائز ہے، جبکہ نشہ آور نہ ہو۔

پھر یہ جو فرمایا کہ جس کو آپ بند کر کے رکھ دیں، پھر اس کو کھولیں تو وہ شراب ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس مشروب کو اس طرح ڈھک کر اور چھپا کر رکھ دیا جائے کہ اس میں خمیر اٹھنے سے نشہ آور کیفیت پیدا ہوجائے، تو وہ نشہ آور مشروب بن جانے کی وجہ سے شراب کا حکم حاصل کر لیتا ہے، اور پھر جائز نہیں رہتا۔

جدید میڈیکل سائنس سے بھی یہی ثابت ہوا ہے کہ کسی میوہ ، پھل یا اس غلہ سے شراب کو خمیر اٹھا کر (Fermented liquor) ہی تیار کیا جاتا ہے، اور شراب کو عربی میں ''خمر'' کہا جاتا ہے، جس کے معنیٰ ڈھکنے، چھپانے اور خمیر وغیرہ پیدا ہونے کے آتے ہیں۔ [۱]

---

[۱] (خ م ر) : وَمِنْهَا الْخَمْرُ وَهِيَ النِّيءُ مِنْ مَاءِ الْعِنَبِ مَهْمُوزُ الْآخِرِ وَقَبْلَهُ يَاءٌ مُعْتَلَّةٌ وَفَارِسِيَّتُهُ خَامٌ وَفِي اشْتِقَاقِ الْخَمْرِ كَلَامٌ قِيلَ سُمِّيَتْ بِهَا لِأَنَّهَا تُخَمِّرُ الْعَقْلَ بِالتَّشْدِيدِ أَيْ تُغَطِّيهِ وَمِنْهُ اخْتِمَارُ الْمَرْأَةِ بِخِمَارِهَا أَيْ تَغَطِّيهَا بِهِ وَقِيلَ لِأَنَّ شَارِبَهَا يَخْمِرُ النَّاسَ مِنْ حَدِّ ضَرَبَ أَيْ يَسْتَحْيِي مِنْهُمْ وَقَالَ الْخَلِيلُ بْنُ أَحْمَدَ سُمِّيَتْ بِهَا لِاخْتِمَارِهَا وَهُوَ إِدْرَاكُهَا وَغَلَيَانُهَا وَقَالَ ابْنُ الْأَعْرَابِيِّ سُمِّيَتْ بِهَا لِأَنَّهَا تُرِكَتْ فَاخْتَمَرَتْ وَاخْتِمَارُهَا تَغَيُّرُ رِيحِهَا (طلبة الطلبة، ج۴ص ۶۲ ،كتاب الاشربة، مادة خ م ر)

خ م ر :(خَمْرَةٌ) وَ (خَمْرٌ) وَ (خُمُورٌ) مِثْلُ تَمْرَةٍ وَتَمْرٍ وَتُمُورٍ، يُقَالُ :(خَمْرَةٌ) صِرْفٌ .قَالَ ابْنُ الْأَعْرَابِيِّ: سُمِّيَتِ (الْخَمْرُ) خَمْرًا لِأَنَّهَا تُرِكَتْ (فَاخْتَمَرَتْ) وَ (اخْتِمَارُهَا) تُغَيِّرُ رِيحُهَا .وَقِيلَ :سُمِّيَتْ بِذَلِكَ ل

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

حضرت ثمامہ بن حزن قشیری سے روایت ہے کہ:

لَقِيتُ عَائِشَةَ، فَسَأَلْتُهَا عَنِ النَّبِيذِ، فَدَعَتْ عَائِشَةُ جَارِيَةً حَبَشِيَّةً، فَقَالَتْ: سَلْ هٰذِهِ، فَإِنَّهَا كَانَتْ تَنْبِذُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتِ الْحَبَشِيَّةُ: كُنْتُ أَنْبِذُ لَهُ فِي سِقَاءٍ مِّنَ اللَّيْلِ وَأُوكِيهِ وَأُعَلِّقُهُ، فَإِذَا أَصْبَحَ شَرِبَ مِنْهُ (مسلم، ۲۰۰۵ "۸۴")

ترجمہ: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کی اور ان سے نبیذ کے بارے میں پوچھا؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حبشہ کی ایک باندی کو بلوایا اور فرمایا کہ اس باندی سے پوچھو کیونکہ یہ باندی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نبیذ بنایا کرتی تھی، تو وہ حبشی باندی کہنے لگی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رات کو مشکیزے میں نبیذ (یعنی کھجور، یا کشمش وغیرہ) بھگوتی اور اس کا منہ باندھ کر اسے لٹکا دیا کرتی تھی، پھر جب صبح ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے پی لیتے تھے (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كُنَّا نَنْبِذُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سِقَاءٍ، فَنَأْخُذُ قَبْضَةً مِّنْ زَبِيبٍ، أَوْ قَبْضَةً مِّنْ تَمْرٍ فَنَطْرَحُهَا فِي السِّقَاءِ، ثُمَّ نَصُبُّ عَلَيْهَا الْمَاءَ لَيْلًا، فَيَشْرَبُهُ نَهَارًا أَوْ نَهَارًا فَيَشْرَبُهُ لَيْلًا (مسند احمد، رقم الحديث ۲۴۱۹۸) [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ مُخَامَرَتِهَا الْعَقْلَ .وَ (الْخِمِّيرُ) الدَّائِمُ الشُّرْبِ لِلْخَمْرِ .وَ (الْخُمَارُ) بَقِيَّةُ السُّكْرِ، تَقُولُ :رَجُلٌ (خَمِرٌ) بِوَزْنِ كَتِفٍ وَمَخْمُورٌ .وَ (اخْتَمَرَتِ) الْمَرْأَةُ لَبِسَتِ (الْخِمَارَ) وَ (الْخَمِيرُ) وَ (الْخَمِيرَةُ) مَا يُجْعَلُ فِي الْعَجِينِ، تَقُولُ :(خَمَرَ) الْعَجِينَ، أَيْ جَعَلَ فِيهِ الْخَمِيرَ، وَبَابُهُ ضَرَبَ وَنَصَرَ .وَ (التَّخْمِيرُ) التَّغْطِيَةُ يُقَالُ :خَمِّرْ إِنَاءَكَ .وَ (الْمُخَامَرَةُ) الْمُخَالَطَةُ(مختار الصحاح، ج ۱، ص ۹۷)

(خ م ر) : الْخِمَارُ ثَوْبٌ تُغَطِّي بِهِ الْمَرْأَةُ رَأْسَهَا وَالْجَمْعُ خُمُرٌ مِثْلُ :كِتَابٍ وَكُتُبٍ وَاخْتَمَرَتْ الْمَرْأَةُ وَتَخَمَّرَتْ لَبِسَتْ الْخِمَارَ وَالْخَمْرُ مَعْرُوفَةٌ تُذَكَّرُ وَتُؤَنَّثُ فَيُقَالُ هُوَ الْخَمْرُ وَهِيَ الْخَمْرُ.

وَقَالَ الْأَصْمَعِيُّ الْخَمْرُ أُنْثَى وَأَنْكَرَ التَّذْكِيرَ وَيَجُوزُ دُخُولُ الْهَاءِ فَيُقَالُ الْخَمْرَةُ عَلَى أَنَّهَا قِطْعَةٌ مِنْ الْخَمْرِ كَمَا يُقَالُ كُنَّا فِي لَحْمَةٍ وَنَبِيذَةٍ وَعَسَلَةٍ أَيْ فِي قِطْعَةٍ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مِنْهَا وَيُجْمَعُ الْخَمْرُ عَلَى الْخُمُورِ مِثْلُ :فَلْسٍ وَفُلُوسٍ وَيُقَالُ هِيَ اسْمٌ لِكُلِّ مُسْكِرٍ خَامَرَ الْعَقْلَ أَيْ :غَطَّاهُ وَاخْتَمَرَتْ الْخَمْرُ أَدْرَكَتْ وَغَلَتْ وَخَمَّرْتُ الشَّيْءَ تَخْمِيرًا غَطَّيْتُهُ وَسَتَرْتُهُ وَالْخُمْرَةُ وِزَانُ غُرْفَةٍ حَصِيرٌ صَغِيرَةٌ قَدْرُ مَا يُسْجَدُ عَلَيْهِ وَخَمَرْتُ الْعَجِينَ خَمْرًا مِنْ بَابِ قَتَلَ جَعَلْتُ فِيهِ الْخَمِيرَ وَخَمَرَ الرَّجُلُ شَهَادَتَهُ كَتَمَهَا(المصباح المنير فى غريب الشرح الكبير، ج ۱ ص ۱۸۱، مادة خ م ر)

[1] قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح(حاشية مسنداحمد)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک مشکیزہ میں نبیذ بنایا کرتے تھے، اور ہم ایک مٹھی کشمش یا ایک مٹھی کھجور لے لیا کرتے تھے، جسے ہم مشکیزہ میں ڈال دیا کرتے تھے، پھر اس پر رات کو پانی ڈال دیتے تھے، جسے آپ دن میں پیتے تھے، یا دن کے وقت پانی ڈال دیتے تھے، جسے آپ رات میں پیتے تھے (مسند احمد)

اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کشمش اور کھجور کے نبیذ کا نوش فرمانا ثابت ہوا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَسْقٰى، فَقَالَ رَجُلٌ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَلَا نَسْقِيْكَ نَبِيْذًا؟ فَقَالَ : بَلٰى، قَالَ: فَخَرَجَ الرَّجُلُ يَسْعٰى، فَجَاءَ بِقَدَحٍ فِيْهِ نَبِيْذٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَلَّا خَمَّرْتَهُ وَلَوْ تَعْرُضُ عَلَيْهِ عُوْدًا، قَالَ: فَشَرِبَ (مسلم، رقم الحديث "٢٠١١" ٩٤، مسند احمد، رقم الحديث ١٤٣٦٧) [1]

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، تو آپ نے پینے کے لئے پانی طلب فرمایا، تو ایک آدمی نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! کیا ہم آپ کو نبیذ نہ پلا دیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی ہاں، پھر وہ آدمی دوڑتا ہوا گیا، پھر ایک پیالہ میں نبیذ لایا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ نے اس برتن کو ڈھانکا کیوں نہیں، اگرچہ اس کی چوڑائی میں لکڑی ہی کیوں نہ رکھ لیتے؟ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ نبیذ نوش فرمایا (مسلم، مسند احمد)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ، وَهُوَ عَلٰى بَعِيْرِهٖ وَخَلْفَهٗ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، فَاسْتَسْقٰى فَسَقَيْنَاهُ نَبِيْذًا فَشَرِبَ ثُمَّ نَاوَلَ فَضْلَهٗ أُسَامَةَ (مسند احمد، رقم الحديث ٣٤٩٥) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے، اور آپ اس وقت اپنے اونٹ پر سوار تھے، اور آپ کے پیچھے اُسامہ بن زید سوار تھے، تو آپ نے پانی طلب فرمایا، تو ہم نے آپ

---

[1] فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

[2] فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کونبیذ پلایا، جس کو آپ نے پی لیا، پھر اس میں سے بچا ہوا نبیذ اُسامہ بن زید کو پلایا(مسند احمد)

حضرت بکر بن عبداللہ مزنی سے روایت ہے کہ:

كُنْتُ جَالِسًا مَّعَ ابْنِ عَبَّاسٍ عِنْدَ الْكَعْبَةِ، فَأَتَاهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ : مَا لِيْ أَرٰى بَنِيْ عَمِّكُمْ يَسْقُوْنَ الْعَسَلَ وَاللَّبَنَ وَأَنْتُمْ تَسْقُوْنَ النَّبِيْذَ؟ أَمِنْ حَاجَةٍ بِكُمْ أَمْ مِنْ بُخْلٍ؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، مَا بِنَا مِنْ حَاجَةٍ وَلَا بُخْلٍ، قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ وَخَلْفَهٗ أُسَامَةُ، فَاسْتَسْقٰى فَأَتَيْنَاهُ بِإِنَاءٍ مِّنْ نَبِيْذٍ فَشَرِبَ، وَسَقٰى فَضْلَهٗ أُسَامَةَ، وَقَالَ : أَحْسَنْتُمْ وَأَجْمَلْتُمْ، كَذَا فَاصْنَعُوْا، فَلَا نُرِيْدُ تَغْيِيْرَ مَا أَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مسلم، رقم الحديث ١٣١٦ "٣٤٧")

ترجمہ: میں کعبہ کے پاس حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا تھا کہ ایک دیہاتی آدمی آیا اور اس نے کہا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ کے چچازاد تو (لوگوں کو) شہد اور دودھ پلاتے ہیں اور آپ نبیذ (یعنی کھجور، یا کشمش وغیرہ کا پانی) پلاتے ہیں؟ کیا اس کی وجہ غربت ہے یا بخل؟ تو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ الحمدللہ نہ تو ہم غریب ہیں اور نہ بخیل (بلکہ اس کی وجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے، چنانچہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر تشریف لائے اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے ،تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی طلب کیا تو ہم نے آپ کی خدمت میں نبیذ کا برتن پیش کیا، تو آپ نے وہ پیا اور اس میں سے بچا ہوا حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے پیا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اچھا اور خوب کام کیا اور تم اسی طرح کرو۔

تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم میں کوئی تبدیلی نہیں کرنا چاہتے (مسلم)

مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف یہ کہ نبیذ نوش فرمایا تھا، بلکہ اس کی تعریف وتوصیف بھی فرمائی تھی، اس لئے ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ کی پسند کی وجہ سے لوگوں کو نبیذ پلاتے ہیں۔

حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَتٰى أَبُوْ أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ فَدَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عُرْسِهٖ،

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

فَكَانَتْ امْرَأَتُهُ خَادِمَهُمْ، وَهِيَ الْعَرُوسُ، قَالَ: أَتَدْرُونَ مَا سَقَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ أَنْقَعْتُ لَهُ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ فِي تَوْرٍ (بخاری، رقم الحديث ۵۵۹۱، سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ۱۹۱۲)

ترجمہ: حضرت ابواُسید ساعدی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی شادی کے موقع پر مدعو کیا، ابواسید کی دلہن نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت (وضیافت) کی، حضرت سہل نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا پلایا تھا، میں نے آپ کے لئے رات کو پتھر کے برتن میں کھجوریں بھگو رکھی تھیں (جس کا نبیذ اگلے دن آپ کو پلایا) (بخاری، ابنِ ماجہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَقَدْ سَقَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحِي هٰذَا الشَّرَابَ كُلَّهُ: اَلْعَسَلَ وَالنَّبِيذَ، وَالْمَاءَ وَاللَّبَنَ (مسلم، رقم الحديث ۲۰۰۸ "۸۹")

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اس پیالہ سے تمام مشروبات پلائے ہیں، شہد بھی اور نبیذ بھی، اور پانی بھی، اور دودھ بھی (مسلم)

حضرت صحار بن صخر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّا بِأَرْضٍ كَثِيرَةٌ أَخْبَازُهَا وَبُقُولُهَا، وَنَشْرَبُ النَّبِيذَ عَلٰى ذٰلِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِشْرَبُوا مِنْهُ مَالَا يُذْهِبُ الْعَقْلَ وَالْمَالَ (المعجم الكبير لطبرانی، رقم الحديث ۷۴۰۵)

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم ایسی زمین میں رہتے ہیں، جہاں روٹیاں اور سبزیاں کثرت سے ہوتی ہیں، اور ہم اس کے اوپر نبیذ پیتے ہیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ایسا نبیذ پی لیا کرو، جو عقل اور مال کو ضائع نہ کرے (طبرانی)

اس حدیث کی سند پر بعض حضرات نے کلام کیا ہے، مگر اس کی تائید دیگر احادیث وروایات سے ہوتی ہے۔ [1]

---

[1] چنانچہ علامہ ہیثمی نے اس حدیث کی سند میں رشدین بن سعد کے بارے میں جمہور کے ضعیف ہونے کا قول نقل کیا ہے، لیکن بعض حضرات نے ان کی توثیق بھی کی ہے، اس لئے دوسری روایات کی تائید ہوتے ہوئے ان کی روایت قبول کی جاسکتی ہے۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اس سے معلوم ہوا کہ نبیذ کا استعمال جائز ہے، بشرطیکہ وہ نشہ آور درجہ کا نہ ہو۔

اس طرح کی اور بھی کئی احادیث ہیں، جن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مختلف قسم کے غیر نشہ آور نبیذ اور جوس وشربت کا نوش فرمانا اور دوسروں کو اجازت دینا ثابت ہوتا ہے۔

نیز کئی صحابہ کرام وتابعینِ عظام سے بھی غیر نشہ آور نبیذ کا استعمال کرنا ثابت ہے۔ (جاری ہے......)

(ملاحظہ ہو:مُصنف ابن أبی شیبة، باب من رخص فی نبیذ الجر الأخضر،وباب فی الرخصة فی النبیذ ، ومن شربه)

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

جہاں تک منصور بن ابی منصور کے مجہول ہونے کا تعلق ہے، تو اگرچہ ان کو بعض حضرات نے مجہول قرار دیا ہے، لیکن ابنِ حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے، اور عجلی نے ان کو تابعی ثقہ قرار دیا ہے۔

قال الهیثمی:رواہ الطبرانی، ورشدین بن سعد ضعفه الجمهور وقد وثق، ومنصور بن أبی منصور مجهول (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۸۱۶۰)

مَنْصُور بن أبی مَنْصُور یروی عَن بن عمر روی عَنهُ قَتَادَة (الثقات لابن حبان، تحت رقم الترجمة ۵۵۵۱)

منصور بن أبی منصور روی عن عبد الله بن عمرو وصحار العبدی روی عنه قتادة ویزید بن ابی حبیب . نا عبد الرحمن قال سألت ابی عنه فقال :لایعرف، مجهول (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم، تحت رقم الترجمة ۷۷۹)

مَنْصُور بن أبی مَنْصُور تَابِعِیّ ثِقَة (الثقات للعجلی، تحت رقم الترجمة ۱۷۹۶)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مقالات ومضامین (جنت اور اس کی بہاریں: قسط ۱۷) مفتی محمد امجد حسین

جنت کے قرآنی مناظر

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْۤا اِلٰی رَبِّهِمْ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ (سورہ ھود، آیت نمبر ۲۳)

ترجمہ: البتہ جو لوگ ایمان لائے اور کام کیے نیک اور عاجزی کی اپنے رب کے سامنے وہ ہیں جنت کے رہنے والے وہ اسی میں رہا کریں گے۔ [۱]

جملہ احکامِ اسلام کی تین بنیادی اقسام

جملہ احکامِ اسلامی کی ۷۰ سے اوپر شاخیں ہیں (۷۳ یا اس کے لگ بھگ) جیسا کہ حدیث شعب الایمان میں ذکر ہے۔ [۲]

لیکن اصولی درجے میں ان کو تین اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔

الف: ایمانیات (یعنی عقائد کے متعلق جملہ احکام، جن پر نفیاً یا اثباتاً ایمان لانا ضروری ہے، مثلاً توحید، رسالت، قیامت، تقدیر، آسمانی کتب اور فرشتوں پر ایمان وغیرذالک)

ب: اعضاء وجوارح کے اعمال، یعنی عبادات مثل نماز، روزہ، حج، زکاۃ، جہاد، پاکی ناپاکی، نکاح طلاق، خرید وفروخت، لین دین، معاشرت، رہن سہن، ادب آداب، یعنی جو ابوابِ شرع فقہ ظاہری میں آتے ہیں، جن کو فقہاء امت نے موضوع بحث بنایا ہے، اور فقہ کی کتب میں جس کے مباحث اور اصول وفروع، پوری شرح وبسط سے بیان ہوئے ہیں۔

ج: اخلاقیات یعنی دل کے اعمال، یا تزکیۂ نفس، واصلاحِ باطن جن کو اخلاقِ حمیدہ اور اخلاقِ رذیلہ میں تقسیم

---

۱ اخبات کے مفہوم میں تزکیۂ نفس، اصلاحِ باطن شامل ہیں کہ یہ اندرونی خشوع وخضوع پر مبنی ہیں۔

وَالْإِخْبَاتُ هُوَ الْخُشُوْعُ وَالْخُضُوْعُ وَهُوَ مَأْخُوْذٌ مِنَ الْخَبْتِ وَهُوَ الْأَرْضُ الْمُطْمَئِنَّةُ (تفسیر الکبیر، سورہ ھود، درذیل آیت نمبر ۲۳)

أَيْ خَشَعُوا لَهُ وَاطْمَأَنَّتْ نُفُوسُهُمْ بِالْإِيْمَانِ، وَلَانَتْ قُلُوبُهُمْ إِلَى ذِكْرِهِ (تفسیر المنار، سورہ ھود، درذیل آیت نمبر ۲۳)

۲ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ (شعب الایمان، باب ذکر الحدیث الذی ورد فی شعب الإیمان)

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کیا گیا ہے، اخلاقِ حمیدہ مثل صبر، شکر، توکل، قناعت، حیاء، استغناء، خیرخواہی، اخلاص، اللہ ورسول کی محبت ورغبت، ان کا تو حصول مطلوب ہے۔اور اخلاقِ رذیلہ مثل حسد، تکبر، منافقت، ریاکاری، شہوت پرستی، بے حیائی، دنیا کی محبت، وغیرہ کہ ان کا قلب سے ازالہ وامالہ مطلوب ہے۔

اس چھوٹی سی آیت میں تینوں چیزوں کو مختصراً ذکر کرکے ان کے حاملین کو اصحابُ الجنۃ قرار دیا گیا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا میں قسمِ اول، وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ میں قسمِ دوم، وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰی رَبِّهِمْ میں قسمِ سوم کی طرف اشارہ ہے۔

وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّةِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّکَ عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ (سورہ ھود، آیت نمبر ۱۰۸)

ترجمہ: اور جولوگ نیک بخت ہیں سو جنت میں ہیں ہمیشہ رہیں گے، اس میں جب تک رہے آسمان اور زمین مگر جو چاہے تیرا ربّ یہ عطیہ وانعام ہے بے انتہا۔

مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ

اس آیت سے پہلے دو آیتوں میں اہلِ جہنم کے لئے اسی طرح کا مضمون جہنم میں ہمیشہ رہنے کے متعلق مذکور ہے کہ جب تک آسمان وزمین قائم ہیں، تب تک وہ جہنم میں رہیں گے، مگر جو اللہ چاہے، یعنی مشیت کا استثناء بھی ساتھ کیا گیا۔

اور اس آیت میں اہلِ جنت کے لئے جنت میں ہمیشہ رہنے کا مضمون بیان ہورہا ہے، کہ جب تک آسمان وزمین قائم ہیں، تب تک وہ جنت میں قیام پذیر رہیں گے، اور آگے مشیت کا استثناء یہاں بھی کیا گیا ہے، لیکن اس استثناء کے بعد "عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ" لاکر تسلی واطمینان بھی دلا دیا گیا کہ رب کا یہ عطیہ (جنت میں داخلہ اور قیام) منقطع ہونے والا نہیں۔

مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ کنایہ ہے، ہمیشہ ہمیشہ رہنے سے، کیونکہ عرب کے محاورہ میں ابدیت ودوام کو بتانے کے لئے یہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ [۱]

---

[۱] عبارة عن تابید ونفی الانقطاع (کشاف)

اَلْعَرَبَ یُعَبِّرُوْنَ عَنِ الدَّوَامِ وَالْاَبَدِ بِقَوْلِهِمْ مَا دَامَتِ السموات وَالْاَرْضُ (تفسیر الکبیر، سورہ ھود، درذیل آیت نمبر ۱۰۸)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کیونکہ انسانی فہم کے اعتبار سے لمبی سے لمبی مدت اتنی ہی متصور ہوسکتی ہے، جتنا عرصہ زمین وآسمان کے وجود میں آنے سے لے کر ان کے ختم ہونے تک ہو، اسی وجہ سے یہ معنیٰ بھی بعض نے لیا ہے کہ جتنا عرصہ اس دنیا کے آسمان وزمین باقی اور قائم رہے (وجود میں آنے سے ختم ہونے تک) اتنا عرصہ اہلِ جہنم واہلِ جنت رہیں گے، اس صورت میں استثناء کا دونوں آیتوں میں یہ مطلب لیا گیا ہے کہ اس عرصہ سے زیادہ ٹھہرنا جو اللہ کی مشیت ہو تو اس کو وہ ہی جانتا ہے، اور بعض نے آخرت کے آسمان وزمین مراد لئے ہیں کہ جب تک آخرت کے آسمان وزمین باقی رہیں گے (اور ظاہر ہے کہ وہ تو ہمیشہ ہمیش رہیں گے) تو دونوں طبقے اپنے اپنے ٹھکانے میں رہیں گے، واضح ہو کہ آخرت میں اس دنیا کے آسمان وزمین کی بجائے اور آسمان وزمین ہوں گے، اس صورت میں استثناء سے اللہ کا اپنی خاص مشیت سے کسی کو جہنم سے نکالنے کے وقوع اور امکان کی طرف اشارہ ہوگا۔ واللہ اعلم۔

آخرت کے آسمان وزمین اور ہوں گے

جیسا کہ ان آیات میں منقول ہے:

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (سورة ابراهيم، آيت نمبر ۴۸)

ترجمہ: جس دن بدلی جائے گی یہ زمین اور زمین سے، اور بدلے جائیں گے آسمان، اور لوگ نکل کھڑے ہوں گے سامنے اللہ اکیلے زبردست کے۔ [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ العرب إذا أرادت أن تصف الشيء بالدوام أبدا، قالت :هذا دائم دوام السموات والأرض؛ بمعنى أنه دائم أبدا (تفسير ابن جرير طبرى، سوره هود، درذيل آيت نمبر ۱۰۸)

ويحتمل ان المراد بمادامت السموات والارض الجنس (ابن كثير)

قال الضحاک: مادامت السموات الجنة والنار وارضها (معالم التنزيل)

[۱] اعلم أن الله تعالى لما قال: عزيز ذو انتقام بين وقت انتقامه فقال :يوم تبدل الأرض غير الأرض وعظم من حال ذلک اليوم، لأنه لا أمر أعظم من العقول والنفوس من تغيير السموات والأرض (تفسير الرازى، سورة ابراهيم، درذيل آيت نمبر ۴۸)

يوم تبدل الأرض غير الأرض ظرف لمضمر مستأنف ينسحب عليه النهى المذكور أى ينجزه يوم إلى آخره أو معطوف عليه نحو فارتقب يوم إلى آخره (روح المعانى، سورة ابراهيم، درذيل آيت نمبر ۴۸)

يوم تبدل الأرض غير الأرض والسماوات وبرزوا لله الواحد القهار. يقول تعالى مقررا لوعده ومؤكدا :فلا تحسبن الله مخلف وعده رسله أى من نصرتهم فى الحياة الدنيا ويوم يقوم الأشهاد، ثم أخبر تعالى أنه ذو عزة لا يمتنع عليه شىء أراده ولا يغالب، ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُه يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَه وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (سورة الزمر، آیت نمبر ٦٧)

ترجمہ: اورلوگوں نے اللہ کی ویسی قدر نہیں کی، جیسی کہ کرنی چاہیے تھی، قیامت کے دن یہ زمین تو اللہ کی ایک مٹھی ہوگی، اور آسمان لپٹے ہوئے ہوں گے اس کے داہنے ہاتھ میں، اور اللہ پاک وبرتر ہے، ان کے شریک ٹھہرانے سے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وذو انتقام ممن كفر به وجحده ويل يومئذ للمكذبين ، ولهذا قال :يوم تبدل الأرض غير الأرض والسماوات أى وعده هذا حاصل يوم تبدل الأرض غير الأرض، وهى هذه على غير الصفة المألوفة المعروفة، كما جاء فى الصحيحين من حديث أبى حازم عن سهل بن سعد قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :يحشر الناس يوم القيامة على أرض بيضاء عفراء كقرصة النقى ليس فيها معلم لأحد (تفسير ابن كثير، سورة ابراهيم، درذيل آيت نمبر ٤٨)

[1] وما قدروا الله حق قدره أى ما عظموه جل جلاله حق عظمته إذ عبدوا غيره تعالى وطلبوا من نبيه صلى الله عليه وسلم عبادة غيره سبحانه (روح المعانى، سورة الزمر، درذيل آيت نمبر ٦٧)

واعلم أنه تعالى لما حكى عن المشركين أنهم أمروا الرسول بعبادة الأصنام، ثم إنه تعالى أقام الدلائل على فساد قولهم وأمر الرسول بأن يعبد الله ولا يعبد شيئا آخر سواه، بين أنهم لو عرفوا الله حق معرفته لما جعلوا هذه الأشياء الخسيسة مشاركة له المعبودية، فقال :وما قدروا الله حق قدره (تفسير الرازى، سورة الزمر، درذيل آيت نمبر ٦٧)

Idara Ghufran

نظارۂ وطن (جس دیس میں سندھو بہتا ہے) **محمد امجد حسین**

ٹھٹھہ کے کوہ ودمن میں (تیسری وآخری قسط)

ٹھٹھہ کی شاہجہانی مسجد

مکلی قبرستان جتنا بڑا ہے، اور پھر اس میں جتنی صدیوں اور قرنوں کی تاریخ اپنے تمدنی پسِ منظر کے ساتھ دفن ہے، اس کا قدرے مفصل حال احوال ڈھائی سو سال پہلے میر علی شیر مکلی نامہ اور تحفۃ الکرام میں اور نصف صدی پہلے تازہ صورتِ حال پیر سید حسام الدین راشدی مرحوم، مکلی نامہ کے اپنے ایڈٹ کردہ جدید مفصل باحواشی ایڈیشن میں دنیا کے سامنے پیش کر چکے ہیں، تاریخ وجغرافیہ سے دلچسپی رکھنے والے صاحبانِ ذوق کو اس باب میں اس لٹریچر کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

بندہ کا تو ایک جوگیوں والا پھیرا تھا، اس قبرستان کے اندر پکی روڈ سے ایک طرف سے دوسری طرف تک گزر کر اور روڈ کے ہر دو جانب مشہور مقابر ومزارات اور گنبدوں اور ان کی تعمیراتی خدوخال کو سرسری سرسری دیکھ کر، جانی بیگ کے مقبرے سے لے کر عبداللہ شاہ اصحابی کے مقبرے تک پہنچ کر واپس ہولیا، قبرستان کے باہر سے رکشہ میں بیٹھ کر ٹھٹھہ شہر آ گیا۔ [۱]

---

[۱] ٹھٹھہ ایک قدیم شہر ہے، آج کا ٹھٹھہ تو قدیم ٹھٹھہ کے کھنڈرات پر آباد ایک چھوٹا سا شہر ہے، لیکن برٹش اقتدار سے پہلے جب موجودہ کراچی ابھی تک وجود میں نہیں آیا تھا، کراچی کی جگہ یہاں ساحلِ سمندر پر مچھیروں کی ایک چھوٹی سی بستی تھی، اس وقت سے پہلے صدہا سال تک ٹھٹھہ پورے سندھ کا مرکز ثقل، دارالحکومت اور تہذیب وتمدن کا گہوارا تھا، ٹھٹھہ میں بے چینی پھیلتی، اقتدار کے لئے رسہ کشی اور سر پھٹول مچتی، تو پورا سندھ ہل کے رہ جاتا، یہ سندھ کے جسدِ قومی میں قلب اور دل کی حیثیت رکھتا تھا، جس کی شریانوں سے سندھ بھر میں زندگی کا خون دوڑتا، تمدن ومعاشرت، معیشت واقتصادیات، کلچر وثقافت، یہ حیاتِ اجتماعی کی سب سرگرمیاں یہیں سے سندھ بھر میں نشر ہوتی تھیں، 1699ء (یہ تخت دلی پر اورنگزیب عالمگیر رحمہ اللہ کا عہدِ حکومت تھا) میں انگریز سیاح ہملٹن ٹھٹھہ آیا تھا، جس نے ٹھٹھہ کی علمی عظمت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ٹھٹھہ میں چار سو دارالعلوم موجود ہیں، جن میں ہزاروں طلبہ رات دن حصولِ علم میں مشغول رہتے ہیں (بحوالہ دیباچہ تحفۃ الکرام، ڈاکٹر نبی بخش بلوچ) ٹھٹھہ کی حقیقی قدامت ابھی تک معمہ ہے، تاریخی مواد سے یوں اندازہ ہوتا ہے کہ زیرین سندھ میں عربوں کی حکمرانی (جو محمد بن قاسم کی فتوحات سے شروع ہوتی ہے) کے بعد محمود غزنوی تک دیبل (موجودہ بھنبور کے قریب ساحلی شہر تھا، جو ٹھٹھہ اور کراچی کے درمیان ہے) کو اہمیت حاصل تھی، غزنوی اور اس کے بعد غوری کے عہد تک یعنی چوتھی تا چھٹی صدی ہجری کا جو زمانہ ہے، اس میں مرکزِ ثقل ٹھٹھہ کی طرف منتقل ہوتا گیا اور دیبل اجڑتا گیا، آٹھویں صدی ہجری میں سمہ خاندان کے جام حکمرانوں کے عہد سے ٹھٹھہ تاریخ میں بالکل نمایاں ہو کر سامنے آتا ہے، جب تغلق حکمرانوں کی یہاں کے جاموں سے لڑائیاں ہوئیں، اس وقت دریائے سندھ ٹھٹھہ کے قریب سے بہتا تھا، اور ٹھٹھہ بحری تجارت کا ہندوستان بھر میں ایک بڑا مرکز تھا،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

یہاں میں نے شاہجہانی مسجد دیکھنی تھی، رکشے پر ہی مسجد تک گیا، ظہر کی نماز ۳ بجے کے بعد اسی تاریخی مسجد میں پڑھی، اس کے درودیوار اور گنبد و مینار شاہانِ گزشتہ کی عظمت رفتہ کے خاموش گواہ ہیں، جو زمانے اور زمانے والوں کو ماضی مرحوم کی داستانیں بزبانِ حال سناتے ہیں، لاہور کی بادشاہی مسجد اور دلی کی شاہجہانی مسجد کی طرح ٹھٹھہ کی یہ مسجد بھی عہدِ مغلیہ کی یادگار ہے، تعمیرات کا خاص ذوق رکھنے والے، تاج محل آگرہ کے تخلیق کار شاہجہان کی نشانی ہے، جو ۱۶۴۴ء تا ۱۶۴۷ء کے دوران تعمیر ہوئی۔ [۱]

مسلمانوں کی شاندار ماضی کے تمدنی مظاہر اور نشانات تاریخ کے ایک طالبِ علم ہونے کے ناطے میرے لئے ہمیشہ دلچسپی کے حامل رہے ہیں، نیز ایک مسلمان ہونے اور اس آفاقی مسلم امہ کے ایک فرد ہونے کے باعث جس نے روئے زمین کے چپے چپے پر اپنی عظمت وسطوت اور آفاقیت کے گہرے نقوش چھوڑے ہیں، زمین کے طول وعرض میں پھیلے اسلامیوں کے ایک ایک آثار ونشاں کو میں اپنے شاندار ماضی کا ورثہ سمجھتا ہوں، جس کی کسی ایک چیز سے بھی میں ذہنی طور پر دستبردار ہونے کے لئے اپنے کو آمادہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ آگے سمندر کا ساحل بھی قریب تھا، یہیں ٹھٹھہ کے ضلع میں میر پور ساکرو بھی ہے، جہاں دریائے سندھ کا ڈیلٹا ہے، اور دریائے سندھ سمندر میں گرتا ہے، یہیں پر شاہ بندر اور کیٹی بندر کی بندرگاہیں تھیں، جو بین الاقوامی بحری تجارت کا اہم حصہ تھیں، دریائے سندھ کے راستہ لاہور، ملتان سے تجارتی کارواں یہاں پہنچتے، جو پیچھے وسطی ایشیاء اور چائنہ تک سے آتے، ٹھٹھہ سے ہوکر آگے پورے ہندوستان اور سمندر پار عراق، شام، ترکی، اور یورپ تک جاتے، اٹھارہویں صدی سے ٹھٹھہ کا انحطاط شروع ہوا، جس کی وجوہات دریائے سندھ کی گزرگاہ کا یہاں سے تبدیل ہونا، نادر شاہ درانی کا لوٹ مار کرنا، مغل اقتدار کا کمزور ہونا، جس کا اکبر کے دور سے یہ صوبہ تھا، اور یہاں دلی سے ناظم الامور مقرر ہوکر آتے تھے، اور اقتدار کے لئے ایرانی وافغانی طالع آزماؤں کا یہاں چڑھائیاں کرنا، تباہی مچانا اور مقامی حکمران خاندان کلہوڑوں اور تالپوروں کی خانہ جنگیاں ہونا، اور بعض کلہوڑا حکمرانوں کا ہلاکو وچنگیز کی سی تباہی یہاں مچانا، پھر بعد میں فرنگیوں کا آنا، اور کاروبار وتجارت کو اپنے ہاتھ میں لینا، اور کراچی کے ساحلوں پر نئے بحری تجارتی مرکز بنانا تھا، نتیجتاً انگریزی عہد میں کئی لاکھ کی آبادی والا یہ شہر سمٹ کر چند ہزار کی آبادی والا شہر رہ گیا۔ امجد۔

[۱] یہ مسجد ۳۰۵ فٹ لمبی، ۱۷۰ فٹ چوڑی ہے، اس کی عمارت مستطیل ہے، ایک اونچے چبوترے پر یہ عمارت کھڑی ہے، لاہور کی بادشاہی مسجد بھی اسی طرح اونچے چبوترے پر کھڑی ہے، قدیم عمارتیں خصوصاً مغلیہ تعمیرات زیادہ تر اسی طرح عام سطح زمین سے کافی بلند چبوترہ بنا کر تعمیر ہوئی ہیں، دالان کی چھت پر تین بڑے گنبد ہیں، دالانِ خاص کے محرابی دروازے کاشی کاری اور سنگی نقش ونگار کے بڑے عمدہ نمونے ہیں، عمارت میں روغنی اینٹیں جو استعمال ہوئی ہیں، وہ بھی گل کاری (ڈیزائینگ) سے مزین ہیں، جن میں پھولوں کے گلدستے، شاخیں اور بیلیں بنی ہوئی ہیں، دالانِ خاص کے محرابی دروازے پر آیات قرآنیہ عمدہ خطاطی کے ساتھ کھدی ہوئی ہیں، فرنگی عہد میں ۱۸۵۵ء اور پھر ۱۸۹۴ء میں عوامی چندہ سے اس کی مرمت اور تزئین کے کام ہوئے۔ تین بڑے گنبدوں کے علاوہ مسجد کے مستطیل احاطے کی راہداریوں پر بھی چھوٹے گنبد ہیں، جن کی تعداد ۹۰ کے قریب ہے، مسجد کی تعمیر اس لحاظ سے بھی انجنیئرنگ کا عجوبہ ہے کہ منبر پر ہونے والا بیان دالان اور راہداریوں کے گنبدوں سے گنبد در گنبد گونجتا ہوا پوری مسجد میں آواز پھیلتی اور پہنچتی ہے، مسجد کی دیواریں نیلی ٹائلوں اور راہداریاں سرخ اینٹوں سے چنی ہوئی ہیں، راہداریوں پر سفید گنبدوں کی قطار اپنی رونق دکھاتی ہے، مسجد کے باہر خوبصورت احاطے میں باغ، حوض اور فوارے ہیں۔ امجد

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

نہیں پاتا، اقبال نے ہسپانیہ میں جامع مسجد قرطبہ کے لئے جن لافانی جذبات اور احساسات کا نظم کی زبان میں اظہار کیا تھا، اس میں سے چند اشعار اس موقعہ کے لئے مستعار لیتا ہوں۔

اے حرمِ قرطبہ! عشق سے تیرا وجود	عشق سراپا دوام جس میں نہیں رفت وبود
رنگ ہو یا خشت وسنگ، چنگ ہو یا حرف وصوت	معجزۂ فن کی ہے خونِ جگر سے نمود
مردِ خدا کا عمل عشق سے صاحبِ فروغ	عشق ہے اصل حیات موت ہے اس پر حرام
عشق کی تقویم میں عصر رواں کے سوا	اور زمانے بھی ہیں جن کا نہیں کوئی نام
شوق میری لے میں ہے، شوق میری نے میں ہے	نغمۂ اللہ ہو میرے رگ وپے میں ہے
مٹ نہیں سکتا کبھی مردِ مسلماں کہ ہے	اس کی اذانوں سے فاش سرِّ کلیم وخلیل
اس کی زمیں بے حدود اس کا افق بے ثغور	اس کے سمندر کی موج دجلہ ودنیوب ونیل
اس کے زمانے عجیب اس کے فسانے غریب	عہد کہن کو دیا اس نے پیامِ رحیل
مردِ سپاہی ہے وہ اس کی زرہ لاالہ	سایۂ شمشیر میں اس کی پناہ لاالہ
ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مؤمن کا ہاتھ	غالب وکار آفریں، کار کشا وکارساز
خاکی ونوری نہاد بندہ مولا صفات	ہر دو جہاں سے غنی اس کا دل بے نیاز
اس کی امیدیں قلیل اس کے مقاصد جلیل	اس کی ادا دلفریب اس کی نگہ دلنواز

کینجھر جھیل پر

شاہجہانی مسجد سے فارغ ہو کر میں کینجھر جھیل (جس کو کلری جھیل کہتے ہیں) کے لئے روانہ ہوا، شہر کے بڑے چوک سے اس روٹ کے لئے سوزوکیاں چلتی ہیں، جو پیچھے سے کھلی ہوتی ہیں، عام طور پر شہروں میں یہ سوزوکیاں لوڈنگ کے لئے استعمال ہوتی ہیں، یہ جھیل ٹھٹھہ سے حیدرآباد جانے والی روڈ پر ہے، اس کے قریب مشہور جگہ ''جھمپر'' ہے، ٹھٹھہ سے جھیل کے پکنک پوائنٹ کا فاصلہ ۳۰ کلومیٹر کے قریب ہے (ٹھٹھہ سے غالباً ۳۵ یا ۴۰ روپے کرایہ تھا) اسی روڈ پر ٹھٹھہ سے حیدرآباد کے لئے ہائی ایس اور بڑی بسیں چلتی ہیں، عصر کے وقت میں یہاں (اسٹاپ پر) اترا، چند منٹ پیدل چلنے پر پکنک پوائنٹ ہے۔

مبینہ طور پر یہ جھیل انسانی ہاتھوں کی بنائی ہوئی سب سے بڑی جھیل ہے، یہاں پرانے وقتوں میں دو جھیلیں تھیں، سنہری جھیل اور کینجھر جھیل، ان دونوں کو ملا کر کلری جھیل سے موسوم یہ بڑی جھیل

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بنائی گئی ہے۔ ؎

؎ کلری جھیل بڑی وسیع وعریض اور قدیم جھیل ہے، اس کا رقبہ ۵۱ مربع میل ہے، گہرائی ۱۵ سے ۳۰ فٹ ہے، ۱۹۷۵ء میں حکومت سندھ نے جھیل اور اس سے متعلقہ عمارات پاکستان ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن کو سالانہ کرایے پر حوالے کیں، کارپوریشن نے اسے ایک بہترین تفریحی مقام کی حیثیت سے اجاگر کیا، یہاں مچھلی فارم بھی بنایا گیا ہے، یہ کلری جھیل جس کینجھر جھیل کی توسیع شدہ شکل ہے، اس کی تاریخ بڑی قدیم ہے، تحفۃ الکرام اور دوسری کتبِ تواریخ (مثل تاریخ معصومی وغیرہ) کے مطابق آٹھویں صدی ہجری میں (تحفۃ الکرام کے مطابق ۷۵۲ھ میں) سندھ کے تاج وتخت میں انقلاب آیا، اور سومروں سے حکومت سمہ قوم میں چلی گئی، سمہ کے حکمران جام کے لقب سے ملقب ہوتے تھے، جیسے کہ تاریخ میں انہیں جامانِ سمہ لکھا جاتا ہے، جامانِ سمہ کا پہلا حکمران جام انڑ تھا، اس کے بعد اس کا بھائی جام جونہ اور جام جونہ کے بعد جام انڑ کا بیٹا جام تماچی سندھ کا حکمران ہوا، یہ ہندوستان پر تغلق خاندان کی حکمرانی کا دور تھا، اور اسی دور میں (یعنی تغلق عہد میں) مشہور مسلمان سیاح ابنِ بطوطہ بھی ہندوستان آیا تھا، تغلق بادشاہ نے اس کی بڑی آؤ بھگت کی، اور وہ دلی میں ایک عرصہ قاضی بھی رہا، پھر یہاں سے آگے چین وغیرہ کے سفر پر گیا، ابنِ بطوطہ نے بھی سندھ کی حالت پر اور تغلق حکمرانوں کے سندھ پر مہمات سے بحث کی ہے، کیونکہ سندھ تخت دہلی کی ماتحتی میں رہنا قبول نہیں کرتا تھا، اور یہاں کے جام حکمران خود مختاری اختیار کرتے، جس پر مرکز کی طرف سے یہاں فوجی مہمات بھیجی جاتیں، حتی کہ یہ تاریخی واقعہ ہے کہ سندھ کی بغاوت کو ختم کرانے خود سلطان محمد شاہ تغلق فوج لے کر آیا، اور ٹھٹھہ کے محاصرے کے دوران وہ فوت ہوا، اور پھر وہیں پر سلطان فیروز شاہ تغلق اس کا جانشین بن کر فوراً دہلی واپس گیا، اور اپنی تخت نشینی کا اعلان کیا، اس واقعہ کے لئے سندھ میں یہ شعر مشہور رہا ہے۔ ؎

برکت پیر پٹھا ہک موا ہک نٹھا

یعنی پیر پٹھا کی برکت سے ایک بادشاہ جو سندھ پر چڑھائی کرنے آیا تھا، مر گیا، اور دوسرا بادشاہ (سلطان فیروز) فوج لے کر واپس بھاگ گیا، الغرض تغلق سلاطین کو جام تماچی اور اس کی اولاد کی طرف سے سندھ میں بغاوتوں کا سامنا رہا، اور یہاں فوجی مہمات بار بار بھیجنی پڑیں، خیر یہ جام تماچی کینجھر جھیل پر مرغابیوں کا شکار کرنے آتا تھا، واضح رہے کہ یہ کینجھر جھیل مرغابیوں اور دیگر آبی پرندوں کی قدیم شکارگاہ ہے، اس غرض سے اس نے جھیل کے کنارے ایک محل بھی بنایا تھا، جہاں وہ قیام کرتا، انہیں دنوں یہاں جھیل کے اندر ایک ٹیلے (جزیرے) پر شاہ ہونڈرو نامی ایک بزرگ تھے، جو یہاں عبادت وریاضت کے ساتھ تنہائی والی زندگی گزارتے، اب ایک قصہ یہ ہوا کہ کینجھر کے قریب علاقہ جھمپر ہے، یہاں کے ایک وڈیرے کے گھر بچی پیدا ہوئی، اس کے حکم پر بچی کو ایک مچھیرن کے حوالے کر دیا گیا کہ اسے جھیل میں غرق کردے، کیونکہ وہ لوگ بیٹیوں کو پسند نہیں کرتے تھے، لیکن اس مچھیرن نے غرق کرنے کے بجائے مچھیروں کے سردار کینجھر کو وہ بچی دے دے، جو بے اولاد تھا، اس نے اس کی پرورش کی، وہ بڑی ہوئی، ماحول اور اس وقت کے رجحان کے مطابق وہ شاہ ہونڈرو کے ٹھکانے یا خانقاہ میں عقیدت کے ساتھ آتی، یہاں صفائی وغیرہ کرتی، دوشیزہ کا نام نوری تھا، ایک دن شام کو جب وہ کشتی کے ذریعے شاہ ہونڈرو کے ٹیلے سے واپس ہوئی، تو جھیل کے کنارے جام تماچی سے اس کی مڈبھیڑ ہوئی، جام تماچی کے دل میں اس کا عشق گھر کر گیا، عشق عجیب چیز ہے، نہ بادشاہوں کو چھوڑتا ہے، نہ گداؤں کو، جس کے دل کو اپنی جلوہ گاہ بنائے، اس کی عاشق ہونے کے علاوہ ساری شناختیں اور حیثیتیں مٹا دیتا ہے۔ ؎ عشق کی آتش ہے عجب بد بلا دے سوائے معشوق کے باقی سب کو جلا

قصہ مختصر یہ کہ دوشیزہ ملکہ نوری بنی اور ساری عمر جام تماچی کی محبوب ملکہ رہی، سچل سرمست نے ایک شعر میں ملکہ نوری کی جام تماچی کے سامنے اپنی حیثیت کے اظہار کو یوں بیان کیا ہے۔ ؎

؎ میں ہوں مہانی تو ہے سمہ سائیں تیرا دامن تھاما ہے تو ہی لاج بچائیں

سسی پنوں (جو ٹھٹھہ کے قریب بھمبور کے علاقے میں ہی پروان چڑھنے والی سندھ کی مشہور عشقیہ لوک کہانی ہے) کی طرح جام تماچی اور مائی نوری کی عشقیہ داستان بھی سندھ کی بہت مؤثر لوک کہانی ہے، تحفۃ الکرام والے کے بقول سندھ کے لوگ اس لوک داستان کو ایک خاص طریقے سے گاتے ہیں، اور اشعار کی زبان میں بیان کرتے ہیں۔ جس مچھیرے نے مائی نوری کو پالا تھا، اس کا نام کینجھر تھا، کھینجر جھیل اسی نام سے مشہور ہو گیا، آج بھی کھینجر جھیل میں پیر گھنو کے جزیرے کے ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

جب میں واپس سٹاپ پر پہنچا تو مغرب کی اذانیں ہونے والی تھیں، سورج کو میں اپنی پشت پر کلری جھیل کے پار افق پر ڈوبتے ہوئے چھوڑ آیا، کہ دن بھر کے سفر کے بعد یہ تھکا ماندہ مسافر اور بہت سی وادیوں اور میدانوں میں روشنی کی کرنیں بانٹے گا، اور صبح گجردم پھر ایک نئے عزم سے کلری جھیل، دریائے سندھ اور بحرِ ہند کے ساحلوں پر اپنی روپہلی کرنوں کی چادر تانے گا۔

ؔ پھر لوٹا ہے خورشید جہاں تاب سفر سے　　پھر نور سحر دست و گریباں ہے سحر سے
پھر آگ بھڑکنے لگی ہر ساز طرب سے　　پھر شعلے لپکنے لگے ہر دیدۂ تر سے
پھر نکلا ہے دیوانہ کوئی پھونک کے گھر کو　　کچھ کہتی ہے ہر راہ ہر اک راہ گزر سے

یہاں سے میں ٹھٹھہ آیا، ٹھٹھہ کی مشہور سوغات ربڑی فالودہ لیا، جس کی یہاں بازار میں کئی دوکانیں اور ریڑھے ٹھیلے ہیں اور کراچی کی ہائی ایس پر بیٹھ کر تقریباً دو گھنٹے میں قائد آباد پہنچا، اور رات دس بجے گھر پہنچا، جہاں سے چلا تھا، کیونکہ دنیا گول ہے، بلکہ یہ ساری کائنات شائد دوّار ہے، اور چکر و گردش میں ہے، ”**کل فی فلک یسبحون**“ اور مکان کے ساتھ ساتھ زمین و زمانہ بھی گردش میں ہے، اس طرح گردشِ دوراں کا سلسلہ مسلسل جاری ہے، اور تاریخ لوٹ لوٹ کر اپنے آپ کو دوھراتی ہے، اچھے ہیں وہ لوگ اور وہ قومیں جو تاریخ کے الٹ پھیر اور گھن چکر سے سبق لیتی ہیں، تاریخ کا تازیانہ بہت سخت ہے، کہ اس کے پاس فطرت کی تعزیریں ہیں، یہ کئی دفعہ لمحوں کی خطاؤں کا مزہ صدیوں تک چکھاتی ہے۔

ؔ وہ وقت بھی دیکھے ہیں تاریخ کی گھڑیوں نے　　لمحوں نے خطا کی تھی، صدیوں نے سزا پائی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ قریب ایک ٹیلے پر مائی نوری اور شاہ ہونڈرو کے مزار قریب قریب ہیں، جہاں لوگ نیاز مندانہ طور پر آتے ہیں، جبکہ جام تماچی کا مزار مکلی قبرستان میں شیخ حماد جمالی کے مقبرے کے پاس سمہ خاندان کے قبرستان میں ہے، یہاں تحفۃ الکرام کے مولف میر علی شیر قانع کو غلط فہمی ہوئی ہے، اس نے نوری اور جام تماچی دونوں کی قبریں مکلی قبرستان میں بتائی ہیں، لیکن مشہور اور منقول یہی ہے کہ نوری کی قبر یہی ہے، جو کینجھر جھیل کے ٹیلے پر شاہ ہونڈرو کی قبر کے برابر میں ہے۔ امجد

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بسلسلہ: تاریخی معلومات 6 مولانا طارق محمود

ماہِ محرم: چھٹی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

r ...... ماہِ محرم ۵۵۱ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن حسین غزنوی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔ (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۰ ص ۳۲۵)

r ...... ماہِ محرم ۵۵۲ھ: میں حضرت ابومحمد سلمان بن مسعود بن حسن بغدادی شحام رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔ (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۰ ص ۳۲۴)

r ...... ماہِ محرم ۵۵۶ھ: میں حضرت ابوالحسن محمد بن محمد بن محمد بن حسن بن علوی بن محمد بن زید بن عمرہ ہاشمی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۰ ص ۳۳۳)

r ...... ماہِ محرم ۵۶۰ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن عبداللہ بن احمد بن ہشام لخمی مغربی، فاسی مقری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۰ ص ۳۴۸)

r ...... ماہِ محرم ۵۶۲ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن ثابت مصری کیزانی واعظ رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۰ ص ۴۵۵)

r ...... ماہِ محرم ۵۶۲ھ: میں حضرت ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن حسن بن ہلال بن علی بن حمصاء عجلی سامری بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۰ ص ۴۷۱)

r ...... ماہِ محرم ۵۶۴ھ: میں حضرت ابومحمد عبدالخالق بن اسد بن ثابت دمشقی حنفی طرابلسی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۰ ص ۴۹۸)

r ...... ماہِ محرم ۵۷۰ھ: میں حضرت ابوطالب روح بن احمد بن محمد بن احمد بن صالح حدیثی بغدادی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۵۱)

r ...... ماہِ محرم ۵۷۴ھ: میں حضرت شہدہ بنت ابونصر احمد بن فرج دینوری بغدادی رحمہا اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۰ ص ۵۴۳)

r ...... ماہِ محرم ۵۷۶ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن عبدالرحیم بن حسن سلمی عباسی رقی بغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۰ ص ۵۷۹)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

r ...... ماہِ محرم ۵۷۸ھ: میں حضرت ابوعبدالرحمٰن محمد بن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر محمد بن ابوتوبہ کشمیہنی مروزی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۸۲)

r ...... ماہِ محرم ۵۷۹ھ: میں حضرت ابوطالب محمد بن ابی الازہر علی بن احمد بن محمد بن علی بن یوسف واسطی کتانی معدل رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۱۱۶)

r ...... ماہِ محرم ۵۸۳ھ: میں حضرت ابوالعز عبدالمغیث بن زہیر بن زہیر بن علوی حربی بغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۱۶۱)

r ...... ماہِ محرم ۵۸۵ھ: میں حضرت ابوالحسین احمد بن حمزہ بن ابوالحسن علی بن حسن بن حسین بن موازینی دمشقی معدل رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۱۶۲)

r ...... ماہِ محرم ۵۹۰ھ: میں حضرت ابوالخیر رضی الدین احمد بن اسماعیل بن یوسف طالقانی قزوینی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۱۹۲)

r ...... ماہِ محرم ۵۹۴ھ: میں حضرت ابوعلی حسن بن مسلم بن ابوالجود فارسی عراقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۳۰۲)

r ...... ماہِ محرم ۵۹۵ھ: میں ابوالفتح عمادالدین عثمان بن سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۲۹۲)

r ...... ماہِ محرم ۵۹۶ھ: میں حضرت ابومحمد عبیداللہ بن محمد بن عبدالجلیل ابوالفتح ساوی بغدادی حنفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۳۰۶)

r ...... ماہِ محرم ۵۹۸ھ: میں حضرت ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن حسن بن ابوسعد مظفر بن حسن ہمذانی بغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۳۵۳)

r ...... ماہِ محرم ۵۹۸ھ: میں حضرت ابوالحسن محمد بن علی بن ابوطالب زینبی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔ (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۳۵۵)

r ...... ماہِ محرم ۵۹۸ھ: میں حضرت ابومحمد عبداللہ بن احمد بن ابوالمجد بن غنائم حربی عتابی اسکاف رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۳۶۱)

r ...... ماہِ محرم ۵۹۹ھ: میں حضرت ابوبکر محمد بن احمد بن عبدالملک بن موسیٰ بن عبدالملک بن ولید بن ابی جمرہ اموی اندلسی مرسی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۳۹۹)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

علم کے مینار مولانا محمد ناصر

مسلمانوں کے علمی کارناموں و کاوشوں پر مشتمل سلسلہ

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے اخلاق وحالات (قسط ۳)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے سنت کی حفاظت اور بدعات کی تردید میں بہت مصیبتیں برداشت کیں، خلیفۂ وقت نے آپ پر بہت ظلم کیے، لیکن سنت کی حفاظت اور بدعت کی مخالفت میں آپ نے خلیفۂ وقت کی طرف سے پیش آنے والی ہر آزمائش، تکلیف اور مصیبت کو بڑی ثابت قدمی کے ساتھ برداشت کیا (تاریخ بغداد للخطیب البغدادی، ج ۵، ص ۱۸۴)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو اس وقت کے اہلِ علم اور اہلِ حق حضرات نے اس آنے والی آزمائش کی طرف پہلے متوجہ کیا، چنانچہ ربیع بن سلیمان کا بیان ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے مصر کے قیام کے زمانہ میں مجھے ایک خط دیا، اور کہا کہ بغداد جاؤ، اور ابوعبداللہ احمد بن حنبل کو یہ خط دے کر اس کا جواب لاؤ، میں وہ خط لے کر بغداد پہنچا، اور فجر کی نماز میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے مل کر کہا کہ آپ کے بھائی شافعی نے مصر سے یہ خط بھیجا ہے، احمد بن حنبل نے پوچھا کہ آپ نے خط پڑھا ہے؟ میں نے نفی میں جواب دیا، اس کے بعد انہوں نے اس کی مہر توڑی، اور خط پڑھا، جس پر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے، میں نے پوچھا کہ ابوعبداللہ! خط میں کیا ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ امام شافعی نے لکھا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے، آپ نے مجھ سے فرمایا کہ تم ابوعبداللہ! کو میرا سلام لکھو، اور یہ کہو کہ عنقریب تم ایک آزمائش میں ڈالے جاؤ گے، اور قرآن کے مخلوق ہونے کا تمہیں قائل کیا جائے گا، تم اس کے داعیوں کی بات نہ ماننا، اللہ تعالیٰ قیامت تک تمہارے علم کو بلند رکھے گا۔

ربیع بن سلیمان کہتے ہیں کہ یہ خط سن کر میں نے کہا کہ ابوعبداللہ! آپ کو مبارک ہو، اس کے بعد امام احمد بن حنبل نے اپنے بدن سے کرتہ اُتار کر مجھے دیا، اور میں ان سے جواب لے کر مصر روانہ ہو گیا، وہاں پہنچ کر میں نے امام شافعی کو امام احمد کا خط دیا، امام شافعی نے پوچھا کہ احمد بن حنبل نے تم کو کیا دیا ہے؟ میں نے کہا کہ اپنا کرتہ دیا ہے، امام شافعی نے کہا کہ تم اس کو پانی میں بھگو دو، اور وہ پانی مجھے دو، میں اس سے برکت حاصل کروں گا (طبقات الشافعیۃ الکبریٰ للسبکی، ج ۲، ص ۳۶)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے قید ہونے یا قتل ہوجانے سے اتنا خوف نہیں آتا تھا، جتنا کوڑوں کی سزا سے خوف آتا تھا، کیونکہ قید ہونے میں ایک ہی جگہ رہنا پڑتا ہے، اور قتل ہونے میں ایک ہی مرتبہ میں جان نکل جاتی ہے، اور یہ دونوں کام میرے لئے اتنے مشکل نہ تھے، جتنی کوڑوں کی سزا، کیونکہ کوڑوں کی سزا میں بار بار تکلیف اور اذیت برداشت کرنی پڑتی ہے۔

اس موقعہ پر امام صاحب کو بعض دوسرے لوگوں نے تسلی دیتے ہوئے بتایا کہ آپ کوڑوں سے بھی نہ ڈریے، کیونکہ دو کوڑے لگنے کے بعد پھر مزید کوڑوں کا احساس نہیں ہوتا (سیر اعلام النبلاء، ج ۱۱، ص ۲۴۰)

امام احمد رحمہ اللہ کا خلیفہ مامون کی تکلیفوں پر صبر

سنہ ۲۱۸ھ میں خلیفہ مامون نے جب اپنے درباری علمائے سوء کے کہنے پر خلقِ قرآن کے عقیدہ کو پھیلانا شروع کیا، اور جو اہلِ علم و سرکاری حکام خلیفہ مامون کے اس نظریہ سے اختلاف رکھتے تھے، اُن کو سخت سزائیں دینے کا حکم نامہ جاری کیا، تو کیونکہ خلیفہ مامون کا خلقِ قرآن کا نظریہ، حق نظریہ سے مختلف تھا، اس لئے اہلِ حق علماء نے خلیفہ مامون کے اس نظریہ میں مخالفت کی، ان اہلِ حق علماء میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا نام قابلِ ذکر ہے، کیونکہ اس موقع پر بہت سے اہلِ علم نے خلیفہ کی سزا اور خلیفہ کی دشمنی سے بچنے کے لئے اپنا نظریہ تبدیل کرلیا، لیکن امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ صحیح اور حق نظریہ پر قائم رہے، امام صاحب کا اہلِ سنت کے نظریہ پر قائم رہنا خلیفہ مامون کو بہت ناگوار گزرا، اور خلیفہ مامون، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سخت ناراض ہوا، اور امام صاحب کو بغداد سے شام کے علاقہ رَقہ کی طرف ہتھکڑیوں میں جکڑ کر اپنے پاس بُلوالیا، خلیفہ مامون اس وقت روم کے علاقے میں تھا۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جب مجھے قید کرکے مامون کی طرف لے جایا جارہا تھا، تو دورانِ سفر راستہ میں ایک دیہاتی نے قافلہ کو رُکوا کر پوچھا کہ تم لوگوں میں احمد بن حنبل کون ہے؟ اُسے جب میرا بتایا گیا تو اس نے میرا اونٹ چلانے والے کو رُکوایا، اور مجھ سے کہا کہ کیا آپ یہ بات برداشت نہیں کرسکتے کہ آپ کو یہاں دنیا میں حق پر قائم رہنے کی وجہ سے قتل کردیا جائے، اور آپ جنت میں داخل ہوں؟ اے احمد! اگر آپ حق کے راستہ میں قتل کردیے گئے، تو آپ شہید ہوں گے، اور اگر آپ زندہ رہے، تو آپ کا نام روشن ہوگا (سیر اعلام النبلاء، ج ۱۱، ص ۲۴۱)

اور ابو محمد طفاوی کی روایت میں ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ابو محمد طفاوی کو بتایا کہ جب اس دیہاتی

Idara Ghufran

نے مجھے سلام کر کے پوچھا کہ کیا آپ ہی احمد بن حنبل ہیں؟ تو میں تعجب کی وجہ سے خاموش ہوگیا، اس دیہاتی نے دوبارہ پوچھا، تب بھی میں خاموش رہا، پھر وہ دیہاتی دوزانو بیٹھ گیا، اور اس نے سہ بارہ پوچھا کہ کیا آپ ہی ابوعبداللہ احمد بن حنبل ہیں؟ میں نے کہ جی ہاں۔

اس پر اس دیہاتی نے کہا کہ آپ خوشخبری حاصل کیجئے، اور صبر کیجئے، اس لئے کہ یہاں دنیا میں تو آپ کو خلیفہ کی طرف سے تکلیف پہنچے گی، اور وہاں آپ جنت میں داخل ہوں گے، یہ کہہ کر وہ دیہاتی چلا گیا (سیر اعلام النبلاء، ج۱۱، ۲۵۸، وص ۲۵۹)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس دیہاتی کے اس جملہ سے میرا دل اور بھی مضبوط ہوگیا، مجھے بہت حوصلہ ہوا، اور میرے ارادہ میں مزید پختگی اور مضبوطی آ گئی۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ خلیفہ مامون سے ملنا نہیں چاہتے تھے، امام صاحب کا اپنا بیان ہے کہ جب ہمیں خلیفہ مامون کے پاس لے جایا جا رہا تھا، اور ہم ابھی رَقہ شہر بھی نہیں پہنچے تھے کہ خلیفہ مامون کا انتقال ہوگیا، چنانچہ راستہ میں ایک آدمی نے کہا کہ خوشخبری ہو، خلیفہ مامون کا انتقال ہوگیا ہے، یہ سُن کر امام احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ میں یہ دعاء کر رہا تھا کہ میں خلیفہ مامون کو نہ دیکھوں۔

پھر امام صاحب رحمہ اللہ کو واپس بغداد لے آیا گیا، اور آپ بغداد میں ہی قید رہے (سیر اعلام النبلاء، ج۱۱، ص ۲۴۱، تا ۲۴۳، مقدمۃ الناشر لمسند احمد، ج۱، ص ۴۲، وص ۴۳)

امام احمد رحمہ اللہ کا خلیفہ معتصم کی تکلیفوں پر صبر

سنہ ۲۱۸ھ میں مامون کی وفات کے بعد اس کے بھائی معتصم کو خلافت حاصل ہوگئی، مامون نے اپنے جانشین معتصم کو وصیت کی تھی کہ وہ قرآن کے بارے میں اس کے نظریہ پر قائم رہے، چنانچہ معتصم نے اپنے بھائی مامون کی وصیت کو پورا کیا، خلیفہ مامون کی وفات کے چودہ ماہ بعد رمضان سنہ ۲۱۹ھ تک امام صاحب بغداد کے ایک اصطبل میں قید رہے، آپ بیمار بھی ہوئے، اور ایک لمبا عرصہ جیل کی قید میں گزارا، امام صاحب موصوف کے بیٹے صالح فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد امام احمد کے پاس اس قید کے زمانہ میں پڑھنے کے لئے آتا تھا، اور میں نے اپنے والد کو اسی قید کی حالت میں نماز پڑھتے ہوئے بھی دیکھا (سیر اعلام النبلاء، ج۱۱، ص ۲۴۲، وص ۲۴۳، وص ۲۵۲)

اس زمانہ کی قید اور سزا کا ذکر کرتے ہوئے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اس قید کے زمانہ میں خلیفہ کے قاصد مجھ سے مناظرہ کرنے کے لئے آتے رہے، کہ میں اہلِ سنت کے نظریہ سے منحرف ہوجاؤں، لیکن میں اہلِ سنت کے نظریہ پر ہی قائم رہا، یہاں تک کہ خلیفہ کے قاصد نے مجھ سے کہا کہ اگر آپ اپنے نظریہ پر قائم رہے تو آپ کو بہت سخت سزا دی جائے گی، اور آپ کو ایسی تاریک جگہ میں قتل کیا جائے گا، جہاں سورج، چاند کی روشنی بھی نہیں پہنچ سکے گی، لیکن میں اہلِ سنت کے نظریہ سے منحرف نہ ہوا۔

اس کے بعد میرے پاس خلیفہ معتصم کے سپاہی مجھے خلیفہ کے پاس لے کر جانے کے لئے آ گئے، اور مجھے بیڑیاں ڈال دیں، پھر مجھے بھاری اور وزنی بیڑیوں میں سواری پر سوار ہونے کا کہا گیا، مجھے کوئی سہارا دینے والا نہیں تھا، بیڑیوں کے بوجھ کی وجہ سے میں کئی مرتبہ اپنے منہ کے بَل گرتا رہا، بہرحال پھر جب میں خلیفہ کے دربار میں پہنچا، تو مجھے انتہائی تاریک راستوں سے لے جایا گیا، اور میرے پیچھے سے دروازے تالے لگا کر بند کیے جاتے رہے، اسی حال میں مجھے کہیں سے پانی مل گیا، تو میں نے وضو کر کے نماز پڑھی۔

اگلے دن میں نے بیڑیوں کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے بیڑیوں کو اپنے ازار بند کے ساتھ باندھ لیا، خلیفہ معتصم کا قاصد مجھے خلیفہ کے پاس لے جانے کے لئے آ گیا، بیڑیوں کا بوجھ اُٹھانے کے لئے ازار بند میرے ہاتھ میں تھا، اسی حال میں، میں خلیفہ کے پاس پہنچا، وہاں خلیفہ کے علاوہ معتزلہ کے گمراہ فرقے سے تعلق رکھنے والا اس وقت کا قاضی احمد بن ابوداؤد اپنے ساتھیوں کی بڑی تعداد کے ساتھ موجود تھا۔

معتصم نے مجھے اپنے بہت قریب کرلیا، اور مجھے بیٹھنے کا کہا، تھوڑی ہی دیر بعد میں نے خلیفہ سے کچھ بات کرنے کی اجازت مانگی، تو خلیفہ معتصم نے اجازت دے دی، چنانچہ میں نے خلیفہ سے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول نے کس چیز کی طرف بُلایا ہے، خلیفہ نے تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد کہا کہ لاالٰہ الا اللہ کی گواہی دینے کی طرف۔

میں نے کہا کہ پھر میں لاالٰہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہوں۔

اس کے بعد میں نے خلیفہ سے مزید گفتگو کی، جس پر خلیفہ بولا کہ اگر آپ میرے سے پہلے قیدیوں میں شامل نہ ہوتے، تو میں آپ کو کچھ نہ کہتا۔

پھر خلیفہ نے اپنے درباریوں سے کہا کہ احمد کے ساتھ مناظرہ کرو، چنانچہ اُن درباریوں نے میرے ساتھ

Idara Ghufran

لمبا مناظرہ کیا، اور میں سب مناظرہ کرنے والوں کو لاجواب کرتا رہا، اور قاضی ابنِ ابوداؤد، میری طرف غصے سے دیکھتا رہا، اور بار بار خلیفہ سے کہتا کہ اے امیرُ المؤمنین! یہ (احمد بن حنبل) گمراہ اور بدعتی آدمی ہے، خلیفہ کہتا کہ پھر اس سے مناظرہ کرو۔

وہ لوگ پھر سے میرے ساتھ مناظرہ کرتے، اور میں انہیں لاجواب کردیتا۔

جب کئی مرتبہ ایسا ہو چکا تو خلیفہ معتصم نے مجھ سے کہا کہ اے احمد! اب آپ کی کیا رائے ہے؟

میں نے کہا کہ اے امیرُ المؤمنین! مجھے اللہ کی کتاب یا رسول اللہ کی سنت سے کوئی دلیل دیجئے، تب میں آپ کے نظریہ کا قائل ہو جاؤں گا۔

اس پر قاضی ابنِ ابوداؤد نے مجھ سے کہا کہ تم جو کچھ بھی کہہ رہے ہو، وہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول سے ہے؟ میں نے کہا کہ تم تاویلیں کررہے ہو، اور تم جانتے بھی ہو، اور میں تاویلات نہیں کررہا، امام احمد رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ وہ لوگ اتنی نامناسب باتیں کررہے تھے کہ مجھے ان کی باتوں کو نقل کرنا بھی گوارا نہیں، یہاں تک کہ ایک موقعہ پر میں نے قاضی ابنِ ابوداؤد سے بات کرنے سے بھی انکار کردیا، اور خلیفہ کے سامنے کہہ دیا کہ میں اس آدمی کو اہلِ علم میں سے نہیں سمجھتا۔

خلیفہ نے مجھ سے کہا کہ آپ میری بات مان جائیں، اور میرے نظریہ پر آجائیں، تو میں آپ کو آزاد کردوں گا، اور آپ کو امام اور پیشوا بنادوں گا، اے احمد! اللہ کی قسم، میرے دل میں آپ کے لئے بہت شفقت اور نرمی ہے، اور میں آپ پر اپنے بیٹے ہارون کی طرح شفیق ہوں، اب کہو، کیا کہتے ہو؟ میں نے اس پر بھی کہا کہ مجھے کتابُ اللہ اور رسولُ اللہ کی سنت سے کوئی دلیل دو تو میں قائل ہو جاؤں گا۔

اس موقعہ پر خلیفہ کے ایک درباری نے خلیفہ سے کہا کہ اے امیرُ المؤمنین! میں احمد بن حنبل کو تیس سال سے جانتا ہوں، یہ آپ کی اطاعت کرنے اور آپ کے ساتھ حج اور جہاد کرنے ہی کو درست سمجھتے ہیں (یہ آپ کے خلاف بغاوت کے حامی نہیں) اس پر خلیفہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں انہیں ایک عالم اور فقیہ ہی سمجھتا ہوں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد خلیفہ نے مجھ سے کہا کہ آپ صالح رشیدی کو جانتے ہو؟ میں نے کہا کہ میں نے ان کا نام سنا ہوا ہے، خلیفہ نے کہا کہ وہ میرے دربار میں فلاں جگہ بیٹھتا تھا، لیکن اس نے میرے نظریہ کی مخالفت کی، اس پر میں نے اسے روندوا کر مروادیا، تم بھی میری بات مان

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

جاؤ، تاکہ میں تمہیں آزاد کرادوں، میں نے کہا کہ مجھے اللہ کی کتاب اور رسولُ اللہ کی سنت سے کوئی دلیل دیجئے، تب میں مانوں گا، اس پر خلیفہ اُٹھ کر چلا گیا، اور مجھے واپس اپنی جگہ پہنچا دیا گیا، یہ رمضان کا مہینہ تھا، مغرب کے بعد روزہ افطار کرانے کے لئے میرے پاس کھانا وغیرہ لایا گیا، لیکن میں نے اُس کھانے سے افطار نہیں کیا۔

رات کو خلیفہ نے میرے پاس ابنِ ابی داؤد کو میری رائے معلوم کرنے کے لئے بھیجا، تو میں نے اپنا وہی پہلے والا جواب دیا، اس پر ابنِ ابی داؤد نے کہا کہ امیرُ المؤمنین نے قسم کھائی ہے کہ اگر تم نے اُن کی بات نہ مانی، تو وہ تمہیں بہت سخت سزا دے گا، اور تمہیں ایسی جگہ پہنچوا دے گا، جہاں سے تم سورج بھی نہیں دیکھ سکوگے، اور اگر تم نے اُن کی بات مان لی، تو وہ تمہیں آزاد کردے گا۔

پھر اگلے دن صبح کو مجھے دوبارہ خلیفہ معتصم کے سامنے پیش کر دیا گیا، خلیفہ نے اپنے درباریوں سے کہا کہ اس سے مناظرہ کرو، تو وہ لوگ مجھ سے مناظرہ کرنے لگے، اور میں اُنہیں جواب دینے لگا، اور جب وہ لوگ مجھ سے کتاب اللہ اور رسولُ اللہ کی سنت سے ہٹ کر کوئی بات کرتے، تو میں کہتا کہ مجھے نہیں معلوم کہ تم کیا بات کر رہے ہو، اس پر وہ درباری کہتے کہ امیرُ المؤمنین یہ شخص ہم سے اپنی بات تو کرلیتا ہے، اور جب ہم کوئی بات کرتے ہیں تو یہ کہتا ہے کہ ”مجھے نہیں معلوم کہ تم کیا بات کر رہے ہو“۔

خلیفہ نے کہا کہ اس سے مناظرہ کرو، اور اسی طرح دوسرا دن بھی ختم ہوگیا، اور خلیفہ اُٹھ کر چلا گیا، اور مجھے واپس اپنی جگہ پہنچا دیا گیا۔

تیسری رات مجھے خیال ہوا کہ کل شاید میرا کوئی فیصلہ ہوجائے، میں نے اپنی نگرانی کرنے والے شخص سے کہا کہ مجھے دھاگہ چاہئے، چنانچہ اس نے مجھے دھاگہ لادیا، دھاگہ سے میں نے اپنے ازار بند کو کس کر باندھ دیا، تاکہ کسی موقعہ پر میرا ستر نہ کھل جائے۔

چنانچہ اگلے دن مجھے خلیفہ کے پاس لے جایا گیا، اور مجھے جس راستہ سے بھی لے جایا گیا، وہاں تلواریں اور کوڑے لیے ہوئے لوگ کھڑے تھے، جب میں خلیفہ کے پاس پہنچ گیا، تو مجھے بیٹھنے کا کہا گیا، اور درباریوں کو میرے سے مناظرہ کرنے کا حکم دیا گیا، چنانچہ وہ مجھ سے مناظرہ کرنے لگے، اور میں ہر شخص کی بات کا جواب دیتا رہا، اور میری آواز بلند ہوتی چلی گئی، یہاں تک کہ خلیفہ نے مجھے لوگوں سے علیحدہ کر کے اپنے پاس بلایا، اور مجھ سے کہا کہ اے احمد! میری بات مان جاؤ، میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے آزاد کردوں

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

گا، میں نے پہلے والا جواب ہی دیا، تو خلیفہ نے مجھے لعن طعن کیا، اور حکم دیا کہ اس کو پکڑو، گھسیٹو، کھینچو۔
چنانچہ مجھے گھسیٹا اور کھینچا گیا، میری قمیص کی آستین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بال بندھا ہوا تھا، ایک آدمی نے مجھ سے پوچھا کہ یہ بندھی ہوئی چیز کیا ہے؟ میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بال ہے، بعض لوگوں نے میرے سے وہ قمیص پھاڑ کر لینا چاہی، تو معتصم نے انہیں روک دیا، پھر وہ قمیص میرے سے اُتار لی گئی۔

معتصم کُرسی پر بیٹھ گیا، اور کوڑے اور قمچیاں منگوالی گئیں، پھر جلادوں کو آگے بڑھنے کا حکم دیا، میری طرف ایک آدمی بڑھتا، مجھے دو کوڑے مارتا، اور معتصم اسے کہتا کہ اور زور سے مارو، تیرے ہاتھ ٹوٹیں، پھر وہ آدمی ہٹ جاتا، دوسرا آدمی آتا، اور معتصم اسے بھی کہتا کہ اور زور سے مارو، اسی طرح جب مجھے سترہ کوڑے مار لیے گئے، تو معتصم میری طرف آیا، اور مجھ سے کہا کہ اے احمد! اپنی جان کو کیوں ہلاک کرتے ہو، اللہ کی قسم! میں تم پر شفیق ہوں، ایک دُبلا پتلا شخص مجھے اپنی تلوار دکھا کر ڈرانے لگا، اور کچھ لوگ کہنے لگے کہ کیا تو ان سب لوگوں پر غالب آجائے گا، اور کچھ لوگ کہنے لگے کہ تیرا ناس ہو، تیرا امام (اور خلیفہ) تیرے سامنے کھڑا ہے، اور کچھ لوگ کہنے لگے کہ امیرُ المؤمنین! اس کا خون میرے سر ہے، اسے قتل کر دیجئے، اور کچھ لوگ کہنے لگے کہ اے امیرُ المؤمنین! آپ روزے سے ہیں، اور آپ سورج کی تپش میں کھڑے ہیں، اس پر معتصم نے مجھ سے کہا کہ اے احمد! تیرا بُرا ہو، اب تو کیا کہتا ہے؟ میں نے کہا کہ مجھے اللہ کی کتاب یا رسول اللہ کی سنت میں سے کچھ دکھاؤ، تو میں بھی وہی کہوں گا، جو تم کہہ رہے ہو۔

معتصم اپنی جگہ لوٹ گیا، اور بیٹھ گیا، اور جلاد سے کہا کہ آگے بڑھو، اور اسے سزا دو، معتصم دوبارہ پھر کھڑا ہو گیا، اور کہنے لگا کہ اے احمد! میری بات مان جاؤ، کچھ لوگ میری طرف بڑھے اور مجھ سے کہنے لگے کہ تیرا امام تیرے سامنے کھڑا ہے، عبدالرحمٰن نام کے ایک آدمی نے مجھ سے کہا کہ جو کام تم کر رہے ہو، تمہارے ساتھیوں میں سے کسی اور نے بھی ایسا کام کیا ہے؟ معتصم کہنے لگا کہ میری بات مان جاؤ، تاکہ میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے آزاد کر دوں۔

پھر معتصم نے جلاد سے کہا کہ آگے بڑھو، جلاد آگے بڑھا، اور مجھے دو کوڑے لگائے، اور اپنی جگہ سے ہٹ گیا، اور معتصم برابر کہتا رہا کہ اور زور سے مارو، اس کے بعد میں بیہوش ہو گیا، بعد میں جب مجھے ہوش آیا تو میرے سے بیڑیاں کھول دی گئی تھیں، میرے پاس ستو لایا گیا اور مجھے کہا گیا کہ اسے پی کر قئے کرو، میں نے کہا کہ

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

نہیں میں روزہ نہیں توڑوں گا، پھر مجھے اسحاق بن ابراہیم کے گھر لایا گیا، میں نے وہاں ظہر کی نماز پڑھی۔
امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بیٹے صالح کہتے ہیں کہ مجھے ایک آدمی نے بتایا، جو اس وقت میرے والد کے پاس تھا، کہ اے بھتیجے! اس موقعہ پر احمد بن حنبل نے پانی مانگا تھا، پانی پلانے والے نے برف والے پانی کا برتن پیش کر دیا، احمد بن حنبل نے برتن کو دیکھا، اور پھر اسے لوٹا دیا، اور پانی نہیں پیا، اس پر مجھے احمد بن حنبل کے بھوک اور پیاس میں صبر کرنے پر بہت تعجب ہوا، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بیٹے صالح کہتے ہیں کہ ان دِنوں میں بھی اپنے والد کے پاس کھانا وغیرہ لے کر جانے کی بہت کوشش کرتا تھا، لیکن میں والد کے پاس نہ پہنچ پاتا تھا۔
امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس موقعہ پر میں نے معتصم کو دیکھا کہ وہ دھوپ میں بغیر کسی سائے کے بیٹھا ہوا تھا، جب مجھے ہوش آیا تو میں نے معتصم کو ابنِ ابودؤاد سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں اس آدمی (یعنی امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ) کے معاملہ میں بہت گناہ گار ہو چکا ہوں، ابنِ ابودؤاد نے کہا کہ اے امیرُ المؤمنین! اللہ کی قسم، یہ آدمی کافر، مشرک ہے، وہ یہ بات بار بار کہتا رہا، یہاں تک کہ معتصم کے دل میں میرے متعلق نرمی کی جو بات آئی تھی، وہ ختم ہو گئی۔
امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو کوڑے لگوانے کے بعد معتصم نے جب ابنِ ابودؤد سے پوچھا کہ احمد بن حنبل کو کتنے کوڑے لگائے گئے، تو اس نے بتایا کہ تقریباً چونتیس کوڑے لگائے گئے (سیر اعلام النبلاء، ج ۱۱، ص ۲۴۳ الیٰ ص ۲۵۳)
اس سارے واقعہ کے پسِ منظر میں معتصم کا وہی اصرار تھا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ قرآن کے مخلوق ہونے کا اقرار کر لیں، لیکن امام صاحب رحمہ اللہ نے ایسا نہیں کیا، چنانچہ اسی قید اور سزا کے زمانہ میں ایک موقع پر امام صاحب رحمہ اللہ سے کہا گیا کہ تین باتیں لکھ دو، تمہارا راستہ چھوڑ دیا جائے گا۔
امام صاحب نے کہا کہ بتاؤ وہ تین باتیں کیا ہیں؟...... انہوں نے کہا کہ لکھو ”اللہ ہمیشہ سے ہے، ہمیشہ رہے گا“ ...... امام صاحب رحمہ اللہ نے لکھ دیا...... انہوں نے کہا کہ لکھو ”اللہ کے علاوہ ہر چیز مخلوق ہے“ ...... امام صاحب رحمہ اللہ نے یہ بھی لکھ دیا...... پھر انہوں نے کہا کہ لکھو ”اللہ قرآن کا بھی رب ہے“ ......
امام صاحب رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ جملہ میں نہیں لکھوں گا۔
بشر بن حارث کہتے تھے کہ اگر امام صاحب یہ جملہ بھی لکھ دیتے، تو انہیں قید سے آزاد کر دیا جاتا (سیر اعلام النبلاء، ج ۱۱، ص ۲۵۸)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

طفاوی کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے معلوم کیا کہ خلیفہ اوراس کے درباریوں نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ تو امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب مجھے کوڑے مار لیے گئے، تو اس کے بعد ایک لمبی ڈاڑھی والا دُبلا پتلا آدمی آیا، اوراس نے مجھے تلوار کا دستہ مارا، میں سمجھا کہ اب یہ میری گردن اُڑا دے گا، اور مجھے مسلسل پہنچنے والی تکلیف سے نجات مل جائے گی، اور راحت حاصل ہو جائے گی، اتنے میں ایک شخص نے کہا کہ امیرُ المؤمنین! احمد بن حنبل کی گردن اُڑا دیجئے، اس کا خون میری گردن پر ہوگا، لیکن ابنِ ابی داؤ د نے کہا کہ اے امیرُ المؤمنین! احمد بن حنبل کی گردن نہ اُڑائیے، اس لئے کہ اگر یہ قتل کر دیا گیا، یا یہ آپ کے محل میں مَر گیا، تو لوگ کہیں گے کہ احمد بن حنبل نے خلیفہ کی تکلیفوں پر اتنا صبر کیا کہ شہید ہوگیا، پھر لوگ احمد بن حنبل کو امام بنالیں گے، اور احمد بن حنبل کے نظریات کو اختیار کرلیں گے، اس لئے اسے آزاد کر دیجئے، پھر اگر یہ آپ کے محل سے باہر مَرا، تو لوگوں کے سامنے اس کا معاملہ مشکوک ہوگا، بعض لوگ سمجھیں گے کہ احمد بن حنبل نے خلیفہ کا نظریہ تسلیم کرلیا تھا، اور بعض لوگ کہیں گے کہ احمد بن حنبل نے خلیفہ کا نظریہ تسلیم نہیں کیا تھا، اس کے بعد خلیفہ معتصم نے امام احمد بن حنبل کے چچا کو بُلوایا، اور کہا کہ اس شخص کو پہچانتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، یہ احمد بن حنبل ہے، معتصم نے کہا کہ اسے دیکھ لو، کیا یہ زندہ سلامت ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، اس پر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے معتقدین کو اطمینان ہوگیا۔

بعض اہلِ علم کے بقول دراصل معتصم کو اس بات کا بھی خطرہ تھا کہ اگر امام صاحب اس کے ہاتھوں قتل کر دیے گئے، تو امام صاحب کے معتقدین اور بالخصوص بغداد کے لوگ معتصم کے خلاف بغاوت کر دیں گے، جس کا مقابلہ معتصم نہ کر سکے گا (سیر اعلام النبلاء، ج۱۱ص۲۵۹، وص۲۶۰)

بہر حال اس واقعہ کے بعد امام صاحب رحمہ اللہ کو آپ کے خاندان کے لوگ واپس آپ کے گھر لے آئے، اور آپ کا گھر میں ہی علاج کرایا گیا، یہاں تک کہ دواء وغیرہ بھی گھر میں ہی تیار کی جاتی تھی، اس خوف سے کہ کہیں حکومت کی طرف سے امام صاحب کو زہر نہ دے دیا جائے، اس کے بعد امام صاحب رحمہ اللہ صحت یاب ہونے لگے، لیکن آپ کے جسم پر اُن کوڑوں کے نشانات آپ کے آخر وقت تک برقرار رہے، پھر آپ جمعہ اور جماعت کی نمازوں میں بھی شرکت کرنے لگے، اور آپ نے بغداد میں حدیث کا درس اور فتویٰ بھی دینا شروع کر دیا، یہاں تک کہ اسی حال میں سنہ ۲۲۷ھ میں خلیفہ معتصم کا انتقال ہوگیا

(سیر اعلام النبلاء، ج۱۱ص۲۶۵، مقدمۃ الناشر لمسند احمد، ج۱ص۴۳) (جاری ہے......)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

تذکرۂ اولیاء مفتی محمد امجد حسین

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ (قسط ۱)

(جن کا فیض شام وروم، مصر، حجاز اور عراق تک پھیلا)

دلّی میں دوکانِ عشق ومعرفت کے دوکاندار، بلکہ خداپرستی کی راہوں کے ہول سیل بیوپاری حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ (۱۱۵۸ھ تا ۱۲۴۰ھ) اسلامی ہندوستان کے عہدِ زوال کی ایک تاریخ ساز اور عبقری ہستی ہیں۔ [۱]

آپ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمہ اللہ (۱۱۱۱ھ تا ۱۱۹۵ھ، بمطابق 1700ء تا 1781ء) کے خلیفہ تھے۔ مورخین اس امر کو معلوم نہیں کس نظر سے دیکھیں گے کہ اٹھارہویں صدی کا پرآشوب عہد کہ جب ہندوستان میں اسلامی سلطنت کا چراغ ٹمٹما رہا تھا، اس گھمبیر زمانے میں برصغیر میں تصوف وسلوک کے بعض برحق سلسلوں کو بڑا فروغ حاصل ہوا، اور ان کا فیض ہندوستان کے طول وعرض میں اور برصغیر سے گزر کر پورے ایشیاء میں خوب پھیلا، اور انہی سلسلوں کے قدم بقدم علومِ اسلامیہ کے بعض درسی سلسلوں نے بھی خوب بہار دکھائی۔

چنانچہ درسِ نظامی کا موجودہ دینی مدارس میں رائج تعلیمی نظام جس کا آغاز اورنگزیب عالمگیر رحمہ اللہ کے

---

[۱] اٹھارہویں صدی عیسوی برصغیر کی تاریخ کا نہایت ہنگامہ خیز اور پرفتن زمانہ رہا ہے، جب مغلیہ سلطنت کی کمزوری سے ہندوستان طوائف الملوکی کی نذر ہو چکا تھا، اور برصغیر کے طول وعرض میں مرکز گریز قوتیں اور غیر مسلم اقوام ایک طوفانِ بےتمیزی بپا کئے ہوئے تھیں، ایک طرف اندرونی طالع آزما اور فتنہ پرداز سکھ، مرہٹے، جاٹ وغیرہ ملک میں اندھیر نگری مچائے ہوئے تھے، اور شمال سے جنوب تک، دکن سے پنجاب تک ملک کی اینٹ سے اینٹ بجا رہے تھے، تو دوسری طرف بیرونی لٹیرے اور غارت گر فرنگی، فرانسیسی ولندیزی، پرتگیزی وغیرہ اقوامِ مغرب ہزار مکر اور حیلوں سے اپنے پاؤں جما رہے تھے، اور ملک کے وسائل اور تجارتی منڈیوں پر تسلط جمانے کے ساتھ ساتھ ملک کی، سلطنتِ مغلیہ کے طول وعرض کی بندر بانٹ اور حصے بخرے کر رہے تھے، سرزمینِ ہند پر قبضہ جمانے کے لئے یہ سب اندرونی وبیرونی قوتیں آپس میں جنگ آزما ودست وگریباں تھیں، خود تخت دلی پر مغلیہ تخت وتاج پر ایرانی تورانی رسہ کشی اور جنگ زرگری جاری تھی، طوائف الملوکی کا دور دورہ تھا، اندرونی قوتوں اور خود مسلمانوں کے مارِ آستین اور مفاد پرست اشرافیہ اور امراء کی ان غارت گر بیرونی لٹیروں سے جوڑ توڑ کا سلسلہ جاری رہتا تھا، تا کہ اپنے مخالفین کو نیچا دکھا۔ امجد

مشہور ہے کہ ہاتھیوں کی جنگ میں مینڈک کچلے جاتے ہیں، اس سیاسی افراتفری اور انتشار کا عسکری مہم جوئی اور جنگِ اقتدار کا بھی سارا نزلہ، عام رعایا پر، پوری قوم پر گرتا تھا ”نزلہ برعضو ضعیف می ریزد“ کیونکہ معاشرتی ڈھانچہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھا، معیشت واقتصاد کے مسائل گردابِ بلا بن چکے تھے، جس کے بھنور میں قوم کی نیّا ہچکولے کھا رہی تھی، اور کھیون ہار ایک خدا کی ذات تھی، عالمِ اسباب میں تو قوم کی لٹیا ڈوبی جا رہی تھی، یہ سلسلہ اورنگزیب عالمگیر رحمہ اللہ کی وفات 1707ء سے 1857ء تک جاری رہا، کبھی مسلسل اور کبھی وقفہ وقفہ سے۔ امجد

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

زمانے میں لکھنؤ کے فرنگی محل کے مکتب درس سے ملا نظام الدین سہالوی کے ذریعے ہوا، اس اٹھارہویں صدی میں خوب برگ وبار لایا، اور برصغیر پاک وہند میں ہر طرف نشر اور رائج ہو کر بیرون ہند بھی پھیلا، ایشیاء کے کئی خطوں اور ملکوں میں اس سلسلہ درسیات نے اپنا لوہا منوایا۔

تصوف کے سلسلوں میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے مردِ خدا آگاہ حضرت خواجہ مظہر جانِ جاناں رحمہ اللہ کا فیضِ روحانی اور آپ کے بعد آپ کے خلفاء کا مجددانہ فیض، خصوصاً حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ کا فیض اس اٹھارہویں صدی میں جس آن بان شان کے ساتھ پھیلا، وہ اسلام کی حقانیت وصداقت کی نشانی ہے۔

ہم حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ کا کچھ تذکرہ کرتے ہیں۔

آپ کی ولادت ۱۱۵۸ھ (۱۷۴۶ء کے لگ بھگ) میں ہوئی (ایک قول میں ولادت کا سن ۱۱۵۶ھ ہے، دیکھئے جواہرِ علویہ بحوالہ مقامات مظہری، ص ۵۷۰)

پیدائشی وطن خطہ پنجاب کا موضع بٹالہ ہے، آپ کا نسب حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے، آپ کے والد شاہ عبداللطیف ایک صاحبِ نسبت بزرگ تھے، اور شاہ ناصر الدین قادر کے مرید تھے (شاہ ناصر قادری، دلی کے بڑے بزرگوں میں سے تھے، ۱۱۷۴ھ بمطابق 1761ء میں وفات ہوئی)

والد کا ارادہ آپ کو اپنے پیر ومرشد سے بیعت کرانے کا تھا، لیکن ابھی بیعت کرانے کی نوبت نہیں آئی تھی کہ شاہ ناصر قادری وفات پاگئے۔

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں کی خدمت میں حاضری

۱۱۸۰ھ میں جبکہ آپ کی عمر بائیس یا چوبیس برس تھی، آپ حضرت مظہر جانِ جان رحمہ اللہ کی خانقاہ میں دلّی پہنچے، حضرت کے ہاتھ پر آپ نے سلسلہ قادریہ میں بیعت کی، لیکن طریقہ نقشبندیہ مجددیہ سے مناسبت تھی، جو آپ کے حسبِ حال تھا، لہٰذا حضرت مظہر اسی سلسلہ میں آپ کو تلقین فرماتے، اور اسی سلسلے کے تحت آپ کی اصلاح وتربیت فرمائی۔

پندرہ سال تک اپنے شیخ کے ہاں ذکر ومراقبات کے مرحلوں سے گزرے، اس کے بعد شیخ نے آپ کو عام اور مطلق اجازت سے نوازا، آپ کو سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سے مناسبت تھی، لہٰذا اس سلسلے کا فیض آپ کی ذات سے مدت العمر نشر ہوتا رہا، اور خوب پھیلا، ہند اور بیرون ہند ملکوں ملکوں میں پھیلا۔

علمِ حدیث سے بڑی مناسبت تھی، اور عمل بھی اکثر حدیث شریف کو سامنے رکھ کر کرتے (یعنی بہت سے

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مسائل میں فقہی استدلالات کے بجائے براہِ راست حدیث پر عمل کرتے) حدیث میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے فرزندانِ گرامی میں سے کسی ایک سے سند یافتہ اور اور فیض یافتہ تھے، اپنے مرشد سے بھی حدیث شریف کی اجازت حاصل تھی، قرآن مجید بھی حفظ تھا، جس سے کم لوگ واقف تھے، رات کو کم سوتے تھے، تہجد کے وقت متوسلین میں سے سونے والوں کو اٹھا دیتے، جگا دیتے، تہجد پڑھ کر تلاوت اور مراقبہ میں مشغول ہوجاتے، دس پارے تلاوت روزانہ کا وظیفہ تھا، مرض کی حالت میں یہ مقدار کم ہوجاتی۔

صبح کی نماز اول وقت میں جماعت سے پڑھتے (احناف کا رائج قول اسفار میں فجر پڑھنے کا ہے) اس کے بعد اشراق تک مراقبہ ہوتا، آپ کی خانقاہ میں چونکہ لوگوں کی ذاکرین وشاغلین کی بہت کثرت رہتی تھی، لوگوں کی کثرت کے سبب مراقبہ اور اشغال کے ایک سے زیادہ حلقے آپ کراتے، پہلے لوگ فارغ ہوجاتے تو اور آتے اور حلقہ میں شامل ہوتے، حلقہ کے بعد حدیث اور تفسیر کا درس دیتے تھے، کوئی ملاقات کے لئے آتا تو اس سے مل کر جلدی اسے رخصت کردیتے، اور معذرت کرتے، فرماتے کہ فقیر قبر کی تیاری میں مصروف ہے، فکرِ گور میں مشغول ہے، اور ملاقاتی صاحب کو مٹھائی یا کوئی تحفہ دے کر رخصت فرمادیتے۔

کھانا معمولی اور تھوڑا سا کھاتے، امراء کے گھروں سے پرتکلف کھانے بھیجے جاتے، آپ یہ کھانے نہ کھاتے، بلکہ متوسلین کے لئے بھی پسند نہ کرتے، عام ضرورت مندوں میں تقسیم کردیتے۔

سرسید احمد خان آپ کی خانقاہ کا نقشہ کھینچتے ہیں

آثار الصنادید میں سرسید احمد خان [۱] آپ کی خانقاہ کا حال یوں بیان کرتے ہیں:

> میں نے حضرت کی خانقاہ میں اپنی آنکھ سے روم اور شام اور بغداد اور مصر، چین اور حبش (افریقہ) کے لوگوں کو دیکھا ہے، کہ حاضر ہوکر بیعت کی، اور خدمت خانقاہ کو سعادتِ ابدی سمجھے، اور قریب قریب کے شہروں کا مثل ہندستان، پنجاب اور افغانستان کا تو کچھ ذکر نہیں کہ ٹڈی دَل کی طرح امنڈتے تھے، حضرت کی خانقاہ میں پانچ سو فقیر سے کم نہیں رہتا تھا، اور سب کا روٹی کپڑا آپ کے ذمہ تھا (آثار الصنادید، باب چہارم) (جاری ہے......)

---

[۱] سرسید احمد کے والد حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ کے متوسلین میں سے تھے، سرسید کا نام احمد آپ نے ہی رکھا تھا، اور ان کے والد کی درخواست پر کان میں اذان بھی دی تھی، سرسید احمد آپ کو دادا حضرت کہا کرتے تھے، آثار الصنادید میں بڑی عقیدت، عظمت، اور شیفتگی کے ساتھ سرسید نے آپ کا تذکرہ لکھا ہے (سرسید کے آپ سے تعلق خاطر کے لئے ملاحظہ ہو: رودِ کوثر ص ۴۵۳، از شیخ محمد اکرام)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

پیارے بچو!   مولانا محمد ناصر

مسلمانوں کے پہلے خلیفہ

پیارے بچو! آپ جانتے ہیں کہ ہمارے پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں کے سب سے پہلے خلیفہ اور امام جو صحابی بنے ہیں، اُن کا نام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام اور مسلمانوں اور پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت خدمت کی ہے۔

ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کررہے تھے، مکہ کے مشرک لوگ چاہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہماری طرح بتوں کی عبادت کریں، اس لئے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مارنے پر تیار ہوگئے، اورانہوں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینا شروع کردی، جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو انہوں نے مشرکوں کو ہٹایا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن مشرکوں سے بچایا۔

اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے، کہ ایک کافر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اُس کے پاس ایک چادر تھی، اُس نے وہ چادر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں ڈال کر زور سے کھینچی، جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت تکلیف پہنچی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُس کافر کو الگ کرکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس تکلیف سے نکالا۔

مکہ کے لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح صحابہ کے بھی دشمن تھے، اور صحابہ میں سے جو غریب اور کمزور ہوتے تھے، اُنہیں تکلیفیں پہنچاتے تھے، رسیوں میں باندھتے تھے، پتھریلی زمین میں کھینچتے تھے، اُن غریب مسلمانوں کو گرم ریت پر لٹاتے تھے، اور اُن کے اوپر بڑے بڑے اور بھاری پتھر رکھ دیتے تھے، تاکہ وہ ہل نہ سکیں، اور اوپر سے مارتے پیٹتے اور ظلم کرتے تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اُن غریب مسلمانوں کی اپنے مال سے مدد کرتے تھے، اور مکہ کے مشرکوں کو اپنا مال دے کر اُن غریب مسلمانوں کو اُن سے آزاد کراتے تھے، اور غریب مسلمانوں کو بھی خوش کرتے تھے، اور خود بھی خوش ہوتے تھے۔

اُن غریب صحابہ میں ایک صحابی کا نام حضرت بلال بھی ہے، حضرت بلال بھی ایک مشرک آدمی کے غلام تھے، جو حضرت بلال پر بہت ظلم کرتا تھا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُس مشرک کو مال دے کر حضرت بلال کو اُس سے آزاد کرایا تھا۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

جب صحابہ پر کافروں کے ظلم اور تکلیفیں بہت زیادہ بڑھ گئیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اپنے گھر اور وطن چھوڑ کر مدینہ کی طرف جانے کی اجازت دیدی، اللہ کے لئے گھر اور وطن چھوڑ کر دوسری جگہ جانے کو ہجرت کہتے ہیں، مدینہ میں اس وقت اسلام پہنچ چکا تھا، اور مدینہ کے بہت سارے لوگ مسلمان ہوچکے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت ملنے کے بعد بہت سارے صحابہ خفیہ طور پر مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی مدینہ ہجرت کر کے جانے کے لئے تیار ہوگئے۔

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ آپ مدینہ جانے میں جلدی نہ کریں، اس لئے کہ ہم دونوں اکٹھے ہجرت کر کے مدینہ چلیں گے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دو اونٹ تیار کر لیے، ایک اونٹ اپنے لیے، اور دوسرا اونٹ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے، اس طرح مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔

مکہ سے مدینہ کے راستہ میں بہت سی تکلیفیں آئیں، لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف نہ پہنچنے دی، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت خدمت کی، اور اس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خیریت کے ساتھ مدینہ پہنچ گئے۔

مدینہ پہنچنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی عبادت کے لئے ایک مسجد بنائی، مسجد جس جگہ پر بنائی تھی، وہ زمین دو یتیم بچوں کی تھی، وہ بچے اپنی زمین مسجد بنانے کے لئے مفت دینے کو تیار تھے، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پسند نہیں کیا کہ مسجد کے لئے یتیم بچوں سے ان کی زمین مفت لیں، اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ان بچوں کو اس جگہ کے پیسے دے دیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُن بچوں کو اس جگہ کی رقم دے کر مسجد کے لئے زمین خریدی۔

اس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کرنے کے بعد ایک اور بڑا عمل یعنی مسجد کے لئے زمین خریدنے کی بہت بڑی نیکی اور اس کا ثواب بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آیا۔

مدینہ میں بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی بہت خدمت کی، مدینہ میں مکہ کے مشرکوں کے ساتھ مسلمانوں کی بڑی بڑی جنگیں ہوئیں، جن میں سے ایک بڑی جنگ کا نام جنگِ بدر ہے، دوسری بڑی جنگ کا نام جنگِ اُحد ہے، ان جنگوں کے علاوہ مسلمانوں کی مکہ کے مشرکوں کے ساتھ

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور بھی کئی جنگیں ہوئیں، جیسے جنگِ خندق، جنگِ حنین وغیرہ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سب جنگوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

پھر جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا سے اپنے پاس بُلا لیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب مسلمانوں نے مل کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کا امام اور خلیفہ بنالیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے مطابق ہی مسلمانوں کے کام جاری رکھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں کو بہت سخت اور مشکل مرحلوں کا سامنا کرنا پڑا، ان مشکل وقتوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بہت ہمت سے کام لیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے چلے جانے کے بعد مسلمانوں کے دشمن ملکوں نے مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کی تیاریاں شروع کردیں، تاکہ مسلمانوں کو ختم کرسکیں، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی مسلمانوں کو جہاد اور جنگ کرنے کے لئے تیار کیا، اور مسلمانوں کے دشمنوں کو شکست دی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کچھ لوگوں نے یہ کہنا شروع کردیا کہ ہم نبی ہیں، ان میں سے ایک شخص کا نام مسیلمہ تھا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے صحابہ کی ایک فوج بھیجی، صحابہ نے مسیلمہ اور اس کی فوج کو شکست دیدی، اور اس طرح مسلمانوں کو بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کچھ لوگوں نے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں زکاۃ دیتے تھے، انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں زکاۃ دینے سے انکار کردیا، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُن کے خلاف بھی جہاد کیا، اور انہیں جہاد میں شکست دے کر سزائیں دیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کچھ کچے مسلمانوں نے اسلام چھوڑ دیا، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُن کو بھی سزائیں دیں، اس طرح مسلمانوں کو یہ یقین ہوگیا کہ اسلام سچا دین ہے، اور یہ کبھی ختم نہیں ہوگا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں دنیا میں دُور دُور تک اسلام پھیلا، بہت سے نئے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ اور مسلمانوں کے امام نہ ہوتے، تو مسلمانوں کو بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا، لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بہت مضبوط ایمان اور بہادری دی تھی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ مسلمانوں کو بہت کامیابیاں ملیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر بہت زیادہ رحمتیں بھیجے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بزمِ خواتین **ابوصہیب**

z

آزمائش (قسط۱)

معززخواتین! یہ دنیا آزمائش کی جگہ ہے، یہاں ہرانسان کی ہروقت آزمائش ہورہی ہے،اورآزمائش مختلف طریقوں سے ہورہی ہے، کسی کی آزمائش مال ودولت زیادہ ہونے کی صورت میں ہورہی ے، اور کسی کی آزمائش مال ودولت کی کمی کے ذریعہ ہورہی ہے، کسی کورزق کھلادے کرآزمایا جارہاہے،اورکسی کارزق تنگ کرکےاسےآزمایاجارہاہے،کسی کاامتحان اولاددےکرلیاجارہاہے،اورکسی کاامتحان اولادسےمحروم رکھ کریادی ہوئی اولادواپس لےکرلیاجارہاہے،کسی کونعمتیں دےکرآزمایاجارہاہے،اورکسی کونعمتوں سےمحروم رکھ کرآزمایا جارہاہے، کسی کے پاس صحت وطاقت ہے،اوراس ذریعہ سےاس کودیکھا جارہاہے،اورکوئی مختلف طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہوکردیکھاجارہاہے،الغرض ہرانسان اور ہرفردبشرکی صلاحیتوں،حوصلوں،جذبوں،اعمال اورردِعمل کوجانچاجارہاہے،چنانچہ قرآن مجیدکی ایک آیتِ کریمہ میں اس کی رہنمائی موجودہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَکُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَبْلُوَکُمْ فِیْ مَآ اٰتٰـکُمْ اِنَّ رَبَّکَ سَرِیْعُ الْعِقَابِ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (سورۃ الانعام، آیت نمبر ۱٦۵)

ترجمہ: اوروہی ہے جس نےتمہیں زمین میں ایک دوسرےکاجانشین بنایا،اورتم میں سےکچھ لوگوں کودوسروں سےدرجات میں بلندی عطا کی، تاکہ اس نےتمہیں جونعمتیں دی ہیں،ان میں تمہیں آزمائے، یہ حقیقت ہےکہ تمہارارب جلدسزادینےوالاہے،اوریہ(بھی) حقیقت ہےکہ وہ بہت بخشنےوالا، بڑامہربان ہے(سورہ انعام، آیت نمبر۱٦۵)

اس آیتِ کریمہ سےمعلوم ہواکہ اللہ تعالیٰ نےلوگوں کورزق، اخلاق وعادات، خوبیوں وخامیوں اور شکلوں،صورتوں اوررنگوں کےاعتبارسےمختلف درجات پرپیداکیاہے، تاکہ اس ذریعہ سےوہ لوگوں کی آزمائش کرے، اوران کا امتحان لے، اورامتحان یہ ہے کہ مال دارآدمی کواس کی مالداری کےذریعہ آزمائے، اوراس سےقیامت کےدن شکرکےبارےمیں سوال کرےکہ اس نےاللہ تعالیٰ کی نعمتِ مالداری کاشکراداکیاتھایانہیں؟اورغریب آدمی کواس کی غربت کےذریعہ آزمائےکہ وہ اپنی غربت پرصبر اورتسلیم ورضا(یعنی بخوشی اس حالت کواپنےلئےقبول) کرتاہے یانہیں؟اوربروزقیامت اس سےاس

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کے بارے میں سوال کیا جائے۔

سورہ فرقان کی آیتِ کریمہ میں یوں ارشاد ہے کہ:

وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً(سورة الفرقان، آیت نمبر ۲۰)

ترجمہ: اور ہم نے تم میں سے ایک کو دوسرے کے لئے آزمائش بنایا ہے۔

تشریح: اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ گو ہر چیز پر قادر ہیں، اور قدرت کی وجہ سے وہ سارے انسانوں کو مالدار بنا دیتے کہ کوئی غریب نہ ہوتا، سب کو تندرست ہی رکھتے، کوئی بیمار نہ ہوتا، سب کو عزت کا اعلیٰ درجہ عطا فرما دیتے، کوئی ادنیٰ یا کم رتبہ نہ ہوتا، تو ایسا کرنا بھی اللہ کے لئے کچھ مشکل نہ تھا، نہ اب مشکل ہے، مگر یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کے خلاف ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے بہت ساری حکمتوں کے پیشِ نظر کسی کو مالدار بنایا، کسی کو غریب، کسی کو طاقتور بنایا، کسی کو کمزور، کسی کو تندرست بنایا، کسی کو بیماریوں میں مبتلا کیا، کسی کو عزت و شہرت عطا فرمائی، کسی کو گمنام رکھا، اس طرح کی مختلف حالتوں کے ذریعہ انسانوں کے ہر طبقے کا امتحان اور آزمائش کی، چنانچہ مالداروں، تندرستوں، طاقتوروں، اولاد والوں اور عزت و شہرت والوں کے شکر کا امتحان ہے، اور غریبوں، بیماروں، کمزوروں، اپاہجوں، بے اولادوں اور گمنام و کم مرتبہ لوگوں کے صبر و برداشت کا امتحان ہے۔

سورہ ملک میں بھی اللہ تعالیٰ نے موت و حیات کی پیدائش کا مقصد یہ بیان فرمایا کہ اس سے مقصود تمہاری آزمائش ہے، چنانچہ ارشاد ہے کہ:

الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ

(سورة الملک، آیت نمبر ۲)

ترجمہ: جس نے پیدا کیا موت کو اور حیات کو، تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں کون شخص عمل کے اعتبار سے زیادہ اچھا ہے، اور وہ عزیز ہے، غفور ہے (سورہ ملک، آیت نمبر۲)

تشریح: اس آیت سے معلوم ہوا کہ موت و حیات کی پیدائش کا مقصد آزمائش و امتحان ہے، مطلب یہ ہے کہ انسان دنیا میں آتے جاتے ہیں، پیدا ہوتے ہیں، زندہ رہتے ہیں، پھر مر جاتے ہیں، یہ سارا سلسلہ اور یہ جینا مرنا یوں ہی بغیر حکمت کے نہیں ہے، انسان یوں نہ سمجھے کہ میں یونہی بغیر کسی حکمت اور بغیر کسی مقصد کے پیدا کر دیا گیا ہوں، نہ انسان کا پیدا ہونا فضول ہے، نہ اس کی زندگی بے کار ہے، بلکہ اس کے پیدا کرنے والے نے اس کی اس دنیوی زندگی کے لئے احکام بھیجے ہیں، ان احکام پر عمل کرنا ہے، جتنا اچھا

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کوئی شخص عمل کرے گا، اتنا ہی آخرت میں کامیاب ہوگا، اور اخروی نعمتوں سے حصہ پائے گا۔

سورہ ھود میں ایک جگہ ارشاد ہے کہ:

وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَاۗءِ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (سورۃ ھود، آیت نمبر ۷)

ترجمہ: اور وہ (اللہ) ایسا ہے کہ سب آسمان اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا، اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا، تاکہ تم کو آزمائے کہ (دیکھیں) تم میں اچھا عمل کرنے والا کون ہے۔

تشریح: اس آیت میں آسمان وزمین کے پیدا کرنے کا مقصد یہ بتایا ہے کہ یہ سب چیزیں اس لئے پیدا کی گئی ہیں کہ ہم تمہارا امتحان لیں کہ کون تم میں سے اچھا عمل کرنے والا ہے۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اس کائنات اور انسانی موت وحیات پیدا کرنے سے اور انسانوں کو زمین پر بسانے سے غرض انسان کی آزمائش اور امتحان ہے، اور آزمائش ہی کے لئے انسانوں کو مختلف حالتوں پر پیدا کیا گیا ہے، اور ہر چیز کے اعتبار سے ان کے درمیان نمایاں فرق رکھا گیا ہے، اور یہ سب کچھ حق تعالیٰ کی مشیت وارادے سے ہوتا ہے، اس لئے کوئی فردِ انسانی کتنی ہی تدبیریں اختیار کرے، اور لاکھ کوششیں کرلے، مگر وہ ہر چیز میں ہو بہو دوسرے جیسا نہیں بن سکتا ہے، کیونکہ بہت ساری چیزیں انسان کی طاقت واختیار سے باہر ہیں، اسی لئے غیر اختیاری حالت وچیزوں میں دوسروں جیسا ہونے کی تمنا کرنے سے منع کیا گیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے کہ:

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ (سورۃ النساء، آیت نمبر ۳۲)

ترجمہ: اور تم ایسے کسی امر کی تمنا مت کیا کرو، جس میں اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت بخشی ہے۔

تشریح: اس آیتِ کریمہ میں دوسروں کے پاس موجود غیر اختیاری خصوصیات کی تمنا کرنے سے منع کیا گیا ہے، وجہ یہ ہے کہ انسانوں کے حالات میں باہم اس فرق میں بہت ساری حکمتیں اور مصلحتیں ہیں، جن تک انسانی عقل وفہم کی رسائی مشکل ہے، سب سے بڑی حکمت تو یہی ہے کہ اس طرح کے فرق سے انسانوں کی آزمائش مقصود ہے، پھر آزمائش کے ذرائع واسباب بھی بتلائے گئے ہیں۔

چنانچہ سورہ بقرہ کی ایک آیتِ کریمہ میں امتحان کے بعض ذرائع واسباب کا اس طرح سے ذکر ہے:

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ (سورة البقرة، آيت نمبر ۱۵۵)

ترجمہ: ضرور بالضرور ہم تمہیں آزمائیں گے، کچھ خوف سے، اور (کچھ) بھوک سے، اور (کچھ) مالوں میں اور جانوں میں اور پھلوں میں کمی کر کے، اور خوشخبری سنا دیجئے صبر کرنے والوں کو۔

اس آیت میں صبر کا امتحان لینے کے چند اسباب وذرائع کو بیان فرمایا گیا ہے، اور وہ یہ ہیں، خوف یعنی ڈر، خواہ دشمن کا ہو یا کسی اور کا، بھوک جس میں فقر وفاقہ، قحط سالی وغیرہ شامل ہیں، مالوں کا کم ہونا جیسے مال چوری ہو جانا، ڈاکہ پڑ جانا، آگ لگ جانا، سیلاب میں بہہ جانا، زلزلے میں تباہ ہو جانا وغیرہ، جانوں کا کم ہونا یہ کہ اعزہ واقرباء کا فوت ہو جانا، وبائی امراض کا پھیل جانا، دھماکہ سے ہلاکتیں ہو جانا، حادثات کے ذریعہ پیاروں کا چلے جانا وغیرہ، پھلوں کا کم ہونا یہ ہے کہ باغوں میں پھل پیدا ہی نہ ہونا، یا متوقع مقدار سے کم پھل آنا، پکے ہوئے پھلوں کا کیڑوں یا آندھی طوفان سے ضائع ہو جانا وغیرہ، یہ سب امتحان وآزمائش کے ذرائع واسباب ہیں۔ (جاری ہے............)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

قرض واپس کرنے کا ارادہ رکھنے والے کے ساتھ اللہ کی مدد

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں سے ایک آدمی نے دوسرے آدمی سے ہزار دینار قرض مانگے، پہلے آدمی نے گواہ طلب کیے تو قرض مانگنے والے نے کہا کہ اللہ گواہ ہے، پہلے آدمی نے کہا کہ کسی کی ضمانت دے دو، قرض مانگنے والے نے کہا کہ اللہ ضامن ہے، پہلے آدمی نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو، اور اس نے ایک ہزار دینا دے دیے، قرض لینے والا (قرض لے کر) بحری سفر پر چلا گیا، اور اپنا کام پورا کر کے واپس ہونے کے لیے کشتی کی تلاش کی، تاکہ مقررہ مدت کے اندر قرض واپس کر دے، لیکن اس کو کشتی نہ ملی، چنانچہ اس نے ایک لکڑی کے اندر ہزار دینار اور قرض خواہ کے نام ایک خط رکھ کر مضبوطی سے باندھ دیا، پھر وہ لکڑی دریا کے پاس لایا، اور کہا کہ اے اللہ! آپ جانتے ہیں کہ میں نے فلاں آدمی سے ہزار دینار قرض لیا تھا، تو اس نے ضمانت مانگی تھی تو میں نے کہا تھا کہ اللہ ضامن ہے، تو وہ آپ کی ضمانت پر راضی ہو گیا تھا، پھر اس نے گواہ مانگا تھا، اور میں نے کہا تھا کہ اللہ گواہ ہے، تو وہ آپ کی گواہی پر راضی ہو گیا تھا، اب میں نے کشتی تلاش کرنے کی کوشش کی، تاکہ قرض خواہ کے پاس پہنچ جاؤں لیکن کشتی نہ ملی، اب میں یہ دینار آپ کے حوالہ کر رہا ہوں، یہ کہہ کر اس نے وہ لکڑی سمندر میں ڈال دی، اور لکڑی پانی میں چلی گئی، پھر وہ آدمی واپس آ گیا، اور واپسی میں بھی اپنے شہر جانے کے لئے کشتی تلاش کرتا رہا (دوسری طرف) قرض خواہ دریا پر یہ دیکھنے آیا کہ شاید کوئی کشتی میرا مال لائی ہو، تو وہاں وہ لکڑی موجود تھی جس میں مال تھا، اُس آدمی نے وہ لکڑی گھر کے لیے اُٹھالی، پھر جب اس نے اس لکڑی کو توڑا، تو اس میں سے مال اور خط برآمد ہوا، پھر وہ قرض دار ہزار دینار لے کر آ گیا، اور اس نے کہا کہ اللہ کی قسم میں برابر کشتی کی تلاش میں کوشش کرتا رہا تاکہ آپ کا مال آپ کو پہنچا دوں، لیکن اس سے پہلے کشتی نہ ملی، قرض خواہ نے پوچھا کہ کیا آپ نے مجھے کچھ بھیجا تھا؟ مقروض نے کہا کہ میں نے آپ کو بتایا ہے کہ اس سے پہلے مجھے کشتی نہیں ملی تھی، قرض خواہ نے کہا کہ اللہ نے آپ کی طرف سے لکڑی میں بھیجا ہوا مال پہنچا دیا تھا، لہٰذا آپ اپنے ہزار دینار کامیابی کے ساتھ واپس لے جاؤ (بخاری، رقم الحدیث ۲۲۹۱)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

تنگدست مقروض کومہلت دینے یا معاف کرنے پر اللہ کے سائے کا وعدہ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور میرے والد علم حاصل کرنے کے لئے انصار کے اس محلّہ میں اُن کے ہلاک ہونے سے پہلے گئے، تو سب سے پہلے ہماری ملاقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ابوالیسر سے ہوئی، اُن کے ساتھ ان کا غلام بھی تھا، جس کے پاس صحیفوں کا ایک بستہ تھا، اور ابوالیسر ایک چادر اوڑھے ہوئے اور مغافری کپڑے پہنے ہوئے تھے، اور اُن کے غلام پر بھی ایک چادر تھی اور وہ بھی مغافری کپڑے پہنے ہوئے تھا، تو اُن سے میرے والد نے کہا کہ اے چچا! میں آپ کے چہرے پر ناراضگی کے اثرات دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے فرمایا کہ جی ہاں، فلاں بن فلاں حرامی کے اوپر میرا کچھ مال تھا، میں اس کے گھر گیا، میں نے سلام کیا، اور میں نے پوچھا کہ کیا وہ آدمی یہاں ہے؟ گھر والوں نے کہا کہ نہیں ہے، اسی دوران اُس کا بیٹا جفر باہر نکلا، میں نے اس سے پوچھا کہ تیرا باپ کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ وہ آپ کی آواز سن کر میری ماں کے کمرے میں داخل ہوگئے ہیں، میں نے کہا کہ میرے پاس آؤ، مجھے معلوم ہے کہ آپ کہاں ہو، پھر وہ باہر نکلا، تو میں نے کہا کہ تم مجھ سے چھپے کیوں تھے؟ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم میں آپ سے بیان کرتا ہوں، اور آپ سے جھوٹ نہیں بولوں گا کہ اللہ کی قسم مجھے آپ سے جھوٹ بولنے اور آپ سے وعدہ کرنے کے بعد اس کی خلاف ورزی کرنے سے ڈرلگا، کیونکہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، اور اللہ کی قسم میں ایک تنگ دست آدمی ہوں، حضرت ابوالیسر فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ کیا واقعی؟ اس نے کہا کہ جی ہاں، میں نے کہا کہ کیا واقعی؟ اس نے کہا کہ جی ہاں، میں نے کہا کہ کیا واقعی؟ اس نے کہا کہ جی ہاں، حضرت ابوالیسر نے وہ کاغذ منگوا کر اپنے ہاتھ سے اسے مٹادیا، اور فرمایا کہ اگر آپ (مال) پاؤ تو اسے مجھے ادا کردینا، ورنہ میں آپ کو معاف کرتا ہوں، میں نے اپنی ان آنکھوں سے دیکھا، اور اپنی دونوں آنکھوں پر اپنی دونوں انگلیاں رکھ لیں، اور میرے ان دونوں کانوں نے سنا اور میرے اس دل نے اس کو یاد رکھا اور اپنے دل کی طرف اشارہ کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی کسی تنگ دست کو مہلت دے یا اس سے اس کا قرض معاف کردے تو اللہ اسے اپنے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا (مسلم، رقم الحدیث ۳۰۰۶ ’’۷۴‘‘)

Idara Ghufran

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے قرض کی واپسی کا معجزہ

حضرت ابومتوکل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اور ان سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی حدیث سنائیں جس کا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مشاہدہ کیا ہو، انہوں نے فرمایا کہ میرے والد صاحب کا انتقال ہوگیا، ان پر بیس وسق کھجوروں کا قرض تھا، اور ہمارے پاس مختلف قسم کی چند کھجوریں تھیں، اور عجوہ کھجور اتنی تھی جس سے ہمارا قرض ادا نہیں ہوسکتا تھا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور میں نے آپ سے یہ عرض کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قرض خواہ کے پاس بھیجا، لیکن اس نے سوائے عجوہ کے کوئی دوسری کھجور لینے سے انکار کردیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ، اور انہیں عجوہ ہی دیدو، چنانچہ میں اور میری بیوی نے کھجوروں کو کاٹنا شروع کردیا، ہمارے پاس ایک بکری بھی تھی جسے ہم گھاس پھوس کھلایا کرتے تھے اور وہ خوب صحت مند ہوگئی تھی، اچانک ہم نے دیکھا کہ دو آدمی چلے آرہے ہیں وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر تھے، میں نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت عمر کو خوش آمدید کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جابر! ہمارے ساتھ چلو ہم تمہارے باغ کا چکر لگانا چاہتے ہیں، میں نے عرض کیا بہت بہتر، چنانچہ ہم نے باغ کا چکر لگایا، میں نے اپنی بیوی سے بکری کا بچہ ذبح کرکے اس کا گوشت پکانے کا کہا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بالوں کے بنے ہوئے تکیہ سے ٹیک لگائی، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، لیکن حضرت عمر کے لیے دوسرا تکیہ نہ مل سکا، تھوڑی دیر بعد میں نے دسترخوان بچھایا اور اس پر دو طرح کی کھجوریں اور گوشت لاکر رکھا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر کے سامنے پیش کیا، ان دونوں نے کھانا تناول فرمایا، مجھ پر فطری طور حیاء کا غلبہ تھا، پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر جانے لگے، تو میری بیوی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست کی، چنانچہ نبی ﷺ نے ہمارے لیے برکت کی دعا کی، اس کے بعد میں نے اپنے قرض خواہوں کو بلاوا بھیجا، تو وہ درانتیاں اور قینچیاں لے کر آگئے، لیکن اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں نے انہیں اس باغ میں سے بیس وسق عجوہ کھجور ادا کردی، اور اس کے باوجود بھی وہ بڑی مقدار میں بچ گئی، میں رسول اللہ ﷺ کو یہ خوش خبری سنانے چلا گیا، جب میں نے نبی ﷺ کو یہ خوش خبری سنائی تو آپ نے دو مرتبہ فرمایا کہ **اللھم لک الحمد** پھر حضرت عمر سے فرمایا کہ جابر نے اپنے قرض خواہوں کا سارا قرض اتار دیا حضرت عمر بھی اللہ کا شکر کرنے لگے (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۵۰۰۵)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

تنگدست مقروض کومہلت دینے یا اُس پر صدقہ کرنے کا ثواب

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا أَوْ تَصَدَّقَ عَلَيْهِ أَظَلَّهُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۴۱۲۴)

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی کسی تنگدست کو مہلت دے، یا اُس پر صدقہ کردے، تو اللہ قیامت کے دن اُسے اپنے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا (طبرانی)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (ابن ماجه، رقم الحديث ۲۴۱۷، بَابُ إِنْظَارِ الْمُعْسِرِ، إسناده صحيح)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تنگدست پر آسانی کرے، اللہ اس پر دنیا اور آخرت میں آسانی فرمائیں گے (ابن ماجہ)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ تنگدست مقروض کو مہلت دینے یا اُس پر صدقہ کرنے اور اُس کے ساتھ آسانی کرنے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخرت میں بڑے بڑے اجر وانعام کے وعدے ہیں۔

Idara Ghufran

آپ کے دینی مسائل کاحل " ادارہ

نماز سے متعلق وسوسوں کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

بعض لوگوں کو نماز میں مختلف قسم کے وسوسے آتے ہیں، اور وہ ان وسوسوں کی وجہ سے پریشانی میں مبتلا ہوتے ہیں، بعض اوقات نماز سے متعلق وسوسوں کا معاملہ اتنا بڑھ جاتا ہے، کہ بعض لوگ تنگ آ کر نماز پڑھنا ہی چھوڑ دیتے ہیں، اور اگر چھوڑتے نہیں تو نماز یا اس کے کسی رکن کو کئی کئی مرتبہ ادا کر کے خود بھی پریشان ہوتے ہیں، اور نماز کو بھی مکروہ یا فاسد کرتے ہیں، اور بعض اوقات دوسرے لوگوں کی بھی تکلیف وایذاء کا باعث بنتے ہیں۔

اس لئے اگر نماز سے متعلق اس طرح کے مسائل پر روشنی ڈال دی جائے، تو بہت سے لوگوں کے لئے افادیت کا باعث ہوگا۔ بینوا وتوجروا۔

جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ موضوع کیونکہ تفصیل طلب ہے، اور اس کے مختلف پہلو ہیں، اس لئے ان پہلوؤں پر الگ الگ تفصیل کے ساتھ کلام کیا جاتا ہے۔

شیطان کا نماز میں وسوسے ڈال کر بھول پیدا کرنا

شیطان، نمازی کو مختلف قسم کے وسوسے ڈالتا ہے، اور دنیا کی مختلف چیزوں میں ذہن کو مشغول کرنے کی کوشش کرتا ہے، تاکہ نماز کی طرف سے توجہ ہٹے، اور نماز میں بھول واقع ہو۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا نُودِيَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ، وَلَهُ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ الْأَذَانَ، فَإِذَا قُضِيَ الْأَذَانُ أَقْبَلَ، فَإِذَا ثُوِّبَ بِهَا أَدْبَرَ،

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

فَإِذَا قُضِيَ التَّثْوِيبُ، أَقْبَلَ حَتّٰى يَخْطِرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ، يَقُولُ: اذْكُرْ كَذَا وَكَذَا، مَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ، حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ اَنْ يَّدْرِيْ كَمْ صَلّٰى (بخاری، رقم الحدیث ۱۲۳۱) ۱؎

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے، تو شیطان ریح خارج کرتا ہوا بھاگ جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ اذان کی آواز نہیں سنتا، پھر جب اذان ختم ہوجاتی ہے، تو واپس لوٹ آتا ہے، پھر جب اقامت ہوتی ہے، تو بھاگتا ہے اور جب اقامت پوری ہوجاتی ہے، تو لوٹ آتا ہے، اور آدمی (یعنی نمازی) کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں بات یاد کر اور فلاں کام یاد کر، اور نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ نمازی کو یہ یاد نہیں رہتا کہ (اس نے) کتنی رکعتیں پڑھی ہیں (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ شیطان، نمازی کو مختلف چیزوں کا وسوسہ ڈال کر نماز کی رکعتوں کی تعداد وغیرہ میں بھول پیدا کرادیتا ہے۔

کئی احادیث میں شیطان کے وسوسہ ڈالنے کا علاج وحل بھی آیا ہے، جس کا آگے ذکر آتا ہے۔

نماز کی قرائت وغیرہ میں شیطانی وسوسہ اور اس کا علاج

بعض احادیث میں شیطان کے نماز اور قرائت وغیرہ میں وسوسہ ڈالنے کا ذکر کرنے کے بعد شیطان کے وسوسہ کے علاج کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ حَالَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ صَلَاتِيْ وَقِرَاءَتِيْ فَقَالَ: إِنَّ ذٰلِكَ شَيْطَانٌ يُقَالُ لَهُ خَنْزَبٌ فَإِذَا أَحْسَسْتَهُ فَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ وَاتْفُلْ عَنْ يَّسَارِكَ قَالَ: فَفَعَلْتُ فَأَذْهَبَ اللّٰهُ عَنِّيْ (مستدرک حاکم) ۲؎

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! بلاشبہ شیطان میرے اور میری نماز اور میری قراءت کے درمیان حائل ہوجاتا ہے (اور وہ مجھ کو وسوسہ ڈالتا ہے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ

۱؎ کتاب الصلاة، باب إذا لم يدر كم صلى ثلاثا أو أربعا، سجد سجدتين وهو جالس.

۲؎ رقم الحديث ۷۵۱۴، ج۴ص ۲۴۴، كتاب الطب، مسلم، رقم الحديث ۲۲۰۳ "۶۸"

قال الحاكم: هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه. وقال الذهبي في التلخيص: صحيح.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

وسلم نے فرمایا کہ یہ شیطان ہے جس کو خَنزَب کہا جاتا ہے، سو جب تم ایسی صورتِ حال محسوس کرو (جس کا تم نے ذکر کیا ہے) تو تم اللہ کے ذریعہ اس سے پناہ مانگو اور اپنی بائیں طرف تین مرتبہ تھتکار دو (یعنی تُھو تُھو کردو) میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ نے مجھ سے (شیطان اور اُس کے وسوسہ کو) دُور فرمادیا (حاکم، مسلم)

اور حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّـهُ: شَكَـى إِلٰى رَسُـوْلِ الـلّٰـهِ صَـلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَسْوَسَةَ فِي الصَّلَاةِ، فَـقَالَ: ذَاكَ شَيْطَانٌ يُقَالُ لَـهُ: خَنْزَبٌ، فَإِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ مِنْهُ شَيْئًا فَلْيَتْفُلْ عَنْ يَّسَـارِهٖ ثَـلَاثًـا وَلْيَتَعَـوَّذْ بِـاللّٰهِ مِنْهُ (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۸۳۶۸، ج۹ ص۵۳)

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں وسوسہ کی شکایت کی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شیطان ہے جس کو خَـنْـزَبُ کہا جاتا ہے، سو جب تم میں سے کوئی نماز میں شیطان کی طرف سے وسوسہ پائے، تو اپنی بائیں طرف تین مرتبہ تھتکار دے، اور اللہ کے ذریعہ اس سے پناہ طلب کرے (طبرانی)

شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرنے اور مانگنے کا مطلب یہ ہے کہ **اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ** پڑھ لے، اس کے پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوگی، یا نماز کے بعد پڑھ لے، اور بائیں طرف تین مرتبہ تھتکارنے کا مطلب یہ ہے کہ بائیں طرف کو اشارہ کرکے بغیر آواز کے آہستہ سے تین مرتبہ تھو کردے، اور یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد بائیں طرف تین مرتبہ تھتکارے۔

اس طریقہ کو اختیار کرنے کی برکت سے شیطان وسوسہ ڈال کر اپنا مقصد حاصل کرنے میں ناکام ہوجائے گا۔[۱]

شیطان کا نماز میں وضو ٹوٹنے کا وسوسہ ڈالنا

بعض احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شیطان، نماز میں وضو ٹوٹنے کا بھی وسوسہ ڈالتا ہے۔

---

[۱] وليتفل ثلاث مرات غير متواليات، ويمكن حمل التفل والتعوذ على ما بعد الصلاة (مرقاة المفاتيح، ج ۱ ص ۱۴۶، كتاب الايمان، باب في الوسوسة)

وفي الحديث أن التفل في الصلاة للضرورة لا يفسدها (مرعاة المفاتيح، ج ۱ ص ۱۵۶، كتاب الايمان، باب في الوسوسة)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا شَبَّهَ عَلٰى أَحَدِكُمُ الشَّيْطَانُ وَهُوَ فِيْ صَلَاتِهِ، فَقَالَ: أَحْدَثْتَ، فَلْيَقُلْ فِيْ نَفْسِهِ كَذَبْتَ، حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا بِأُذُنَيْهِ، أَوْ يَجِدَ رِيْحًا بِأَنْفِهِ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۱۳۲۰، حديث صحيح لغيره)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو نماز پڑھتے ہوئے شیطان شبہ پیدا کرے، اور یہ کہے کہ تیرا وضو ٹوٹ گیا ہے، تو یہ (نماز پڑھنے والا) اپنے دل میں کہے کہ تو نے جھوٹ بولا، یہاں تک کہ اپنے کانوں سے (ریح کی) آواز سُن لے، یا اپنی ناک سے (ریح کی) بدبو محسوس کرلے (مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ نماز پڑھتے ہوئے شیطان وضو ٹوٹنے کا بھی وسوسہ ڈال دیتا ہے، جس پر عمل نہیں کرنا چاہئے، جب تک یقین نہ ہو جائے، اور مذکورہ حدیث میں یقین کا طریقہ یہ بتایا گیا کہ جب تک اپنے کانوں سے ریح خارج ہونے کی آواز یا اپنی ناک سے بدبو نہ سونگھ لے۔

اور جس طرح شیطان، نماز میں ریح خارج ہونے کی صورت میں وسوسہ ڈال سکتا ہے، اسی طرح دوسری صورتوں میں بھی وضو ٹوٹنے کا وسوسہ ڈال سکتا ہے، مثلاً پیشاب کا قطرہ خارج ہونے کا وسوسہ، اس کی طرف بھی توجہ نہیں کرنی چاہئے۔

نماز میں آنے والے وسوسوں پر کان نہ دھرے جائیں

گزشتہ حدیث سے اُصولی انداز میں یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ جس طرح نماز میں وضو ٹوٹنے سے متعلق آنے والے وسوسوں پر عمل نہیں کیا جائے گا، اسی طرح وضو ٹوٹنے کے علاوہ کسی اور بات میں وسوسہ آئے، تو اس پر بھی عمل نہیں کیا جائے گا، بعض دوسری روایات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ نے یہ روایت نقل کی ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، فَقَالَ لَهُ: إِنِّيْ لَأَهِمُ فِيْ صَلَاتِيْ فَيَكْثُرُ ذٰلِكَ عَلَيَّ، فَقَالَ الْقَاسِمُ امْضِ فِيْ صَلَاتِكَ فَإِنَّهُ لَنْ يَّذْهَبَ عَنْكَ حَتّٰى تَنْصَرِفَ وَأَنْتَ تَقُوْلُ مَا أَتْمَمْتُ صَلَاتِيْ (مؤطا امام مالك) [1]

[1] رقم الحديث ۳۳۲، كتاب النداء للصلاة، باب العمل فى السهو.

Idara Ghufran

ترجمہ: ایک آدمی نے قاسم بن محمد سے یہ سوال کیا کہ مجھے نماز میں بہت وہم ہوتا ہے؟ (مثلاً یہ چیز رہ گئی یا فلاں عمل چھوٹ گیا وغیرہ، وغیرہ) قاسم بن محمد نے اس کے جواب میں فرمایا کہ تم نماز پڑھتے چلے جاؤ اور اس وقت تک یہ کیفیت نہیں جائے گی جب تک تم ایسا نہ کرو کہ نماز سے فارغ ہوکر (شیطان سے) یوں نہ کہہ دو کہ ہاں میری نماز مکمل نہیں ہوئی (مؤطا امام مالک)

مطلب یہ ہے کہ نماز میں وضو ٹوٹنے، قرائت نہ کرنے، یا کسی اور چیز کے متعلق وسوسہ آئے، اور شیطان یہ کہے کہ آپ کا فلاں عمل رہ گیا، اور آپ کی نماز نہیں ہوئی، تو شیطان کی بات نہیں ماننی چاہئے، اور اس کی ایسے انداز میں تکذیب کردینی چاہئے، کہ جس کے بعد اسے وسوسہ ڈالنے کی جرأت ہی نہ ہو، یہ وسوسوں کا انتہائی عمدہ علاج ہے۔ ؎۱

اور مذکورہ روایت کا مضمون، ان احادیث کے مطابق ہے، جن میں آنے والے وسوسوں کو ان پر عمل نہ کرنے سے پہلے معاف قرار دیا گیا ہے، اور شیطان کے وسوسہ کو مان لینا، دراصل وسوسہ پر عمل کرلینا ہے۔ ؎۲

توجہ وخشوع والی نماز کی فضیلت

گزشتہ احادیث سے یہ بات معلوم ہوچکی کہ نماز کے اندر شیطان، مختلف قسم کے وسوسے ڈالتا ہے، اوران

؎۱ (حتى تنصرف) أى :تفرغ من الصلاة (وأنت تقول) : للشيطان صدقت (ما أتممت صلاتى) : لكن ما أقبل قولک، ولا أتمها إرغاما لک، ونقضا لما أردته منى، وهذا أصل عظيم لدفع الوساوس، وقمع هواجس الشيطان فى سائر الطاعات (مرقاة المفاتيح، ج ۱ ص ۱۴۷، كتاب الايمان، باب فى الوسوسة)

قال أبو عمر هذا عندى فيمن يغلب عليه أنه يعتريه ذلک مع إتمام صلاته وأن تلک الوسوسة قد علم من نفسه فيها أنها تعتريه وقد أكمل ما عليه من العمل فى الأغلب وأنه لا ينفک منها والأغلب عنده أنها وسوسة تنوبه مع حاله تلک ولم يكن يعرف من نفسه قبل أن يعتريه ذلک إلا الإتمام والله أعلم.

وأما من كان الأغلب عليه أنه لم يكمل صلاته فالحكم فيه أن يبنى على يقينه فإن اعتراه ذلک فيما يبنى لها أيضا عنه على ما جاء عن القاسم وغيره ويدلک على أن حديث هذا الباب غير حديث البناء على اليقين أن أبا سعيد الخدرى هو الذى روى فيمن لم يدر أثلاثا صلى أم أربعا أن يصلى ركعة وهو على البناء على اليقين فى أصل فرضه ألا يخرج عنه إلا بيقين.

وقد ذكرنا فى الباب قبل هذا عند ذكر حديث مالک عن زيد بن أسلم فى البناء على اليقين من قال من العلماء بالتحرى فى معنى هذا الحديث أيضا فأغنى ذلک عن ذكره ها هنا (الاستذكار للقرطبى، ج ۲، ص ۴، كتاب السهو، باب العمل فى السهو)

؎۲ عن أبى هريرة رضى الله عنه، قال :قال النبى صلى الله عليه وسلم :إن الله تجاوزلى عن أمتى ما وسوست به صدورها، ما لم تعمل أو تكلم (بخارى، رقم الحديث ۲۵۲۸، كتاب

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

العتق، باب الخطإ والنسیان فی العتاقة)

وسوسوں پر عمل نہیں کرنا چاہئے، اور اُن پر کان نہیں دھرنا چاہئے۔

البتہ اپنے اختیار سے وسوسوں میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے، اور خود کوشش یہ کرنی چاہئے کہ نماز میں دل سے متوجہ رہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ يُقْبِلُ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهٖ وَوَجْهِهٖ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ (سنن النسائی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے وضو کیا، اور اچھی طرح وضو کیا، پھر دو رکعتیں پڑھیں، جن میں اپنے دل اور چہرے کے ساتھ متوجہ رہا، تو اس کے لئے جنت واجب ہوجائے گی (نسائی)

اس حدیث سے اچھی طرح وضو کرنے کے بعد دو رکعتیں دل اور چہرہ کی توجہ کے ساتھ پڑھنے کی یہ فضیلت معلوم ہوئی کہ اس کی وجہ سے جنت کا انعام حاصل ہوتا ہے۔

اپنے دل اور چہرہ کے ساتھ نماز کی طرف متوجہ رہنے کا مطلب محدثین نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اپنے باطن یعنی دل کے ساتھ ساتھ اپنے ظاہر سے بھی متوجہ رہا، جس میں یہ بھی داخل ہے کہ اپنے چہرہ، نظر اور ہاتھ پاؤں کو اِدھر اُدھر متوجہ نہیں کیا، اور ان کو سنت و مستحب طریقہ پر نماز میں مشغول و پابند رکھا۔ [2]

---

[1] رقم الحدیث ۱۵۱، کتاب الطهارة، باب ثواب من أحسن الوضوء ثم صلی رکعتین، سنن أبی داود، رقم الحدیث ۹۰۶، باب کراهية الوسوسة وحديث النفس فی الصلاة.

فی حاشية ابی داؤد: حديث قوی.

[2] (وعن عقبة بن عامر قال: قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم - (ما من مسلم يتوضأ فيحسن وضوءه): أغرب ابن حجر وقال: أی بأن يأتی بواجباته ويحتمل مكملاته اهـ. فإن إحسان الوضوء بعد التوضؤ لا يحتمل غير المكملات مع أن فی لفظه الإحسان دلالة عليه وإشارة إليه (ثم يقوم): أی: حقيقة أو حكما سيما إذا كان يعذر فإطلاقه جرى على الغالب لا أنه قيد احترازی، وثم للترقی (فيصلی ركعتين، مقبل عليهما): أی: على الركعتين (بقلبه): أی: باطنه (ووجهه): أی ظاهره أو ذاته. قال الطيبی: مقبل، وجد بالرفع فی الأصول وفی بعض النسخ مقبلا منصوبا على الحال يعنی حال كونه متوجها، وكونه مرفوعا مشكل لأنه إما صفة لمسلم على أن من زائدة ففيه فصل، وإما خبر مبتدأ محذوف والجملة حال، وهو أيضا بعيد لعدم الواو إلا أن يجعل من قبيل فوه إلى فی، والأولى أنه فاعل تنازع فيه الفعلان من باب التجريد مبالغة اهـ. والأظهر أنه صفة مسلم وليس الفصل أجنبيا (إلا وجبت له الجنة) أی: إنه تعالى يدخل الجنة بفضله بحيث لا

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

يخالف وعده ألبتة كمن وجب عليه شيء(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج ۱، ۳۴۹، كتاب الطهارة)

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ صَلّٰى غَيْرَ سَاهٍ وَلَا لَاهٍ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَقَالَ يَحْيٰى، مَرَّةً: غُفِرَ مَا كَانَ قَبْلَهَا مِنْ سَيِّئَةٍ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ جس نے وضو کیا، اور اچھی طرح (یعنی سنت کے مطابق) وضو کیا، پھر غفلت اور لا پرواہی کے بغیر (توجہ، اخلاص اور خشوع کے ساتھ) نماز پڑھی، تو اس کے گزشتہ (صغیرہ) گناہ معاف کردیئے جائیں گے ،اور حضرت یحییٰ راوی نے ایک روایت میں یہ فرمایا کہ اس کی گزشتہ برائی (وخطا) معاف کردی جائے گی (مسند احمد)

اس حدیث سے اچھی طرح وضو کرکے غفلت ولاپرواہی سے بچ کر توجہ کے ساتھ دو رکعت پڑھنے کی یہ فضیلت معلوم ہوئی کہ گزشتہ (صغیرہ) گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔

اور یہ فضیلت اس صورت میں حاصل ہوجاتی ہے، جبکہ خود اپنے اختیار سے دل کو نماز اور اس کے اذکار وافعال کی طرف متوجہ رکھے، اور غیر اختیاری طور پر شیطان کی طرف سے جو وساوس آتے رہیں، وہ اس کے خلاف نہیں۔

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلاً عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ لَمْ يُحَدِّثْ فِيْهِمَا نَفْسَهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ جو شخص دو رکعتیں اس طرح پڑھ لے کہ دل سے ان پر متوجہ ہو اور اپنے جی سے باتیں نہ کرے وہ جنت میں داخل ہوگا، اس سے حضورِ قلب (یعنی دل حاضر ہونے) کی یہ حقیقت معلوم ہوئی کہ نماز پر دل سے متوجہ ہو، یعنی ہر رکن کے ادا کرنے میں یہ بات پیش نظر رہے کہ میں نماز پڑھ رہا ہوں، پھر ہر رکن کو نماز کے قاعدہ پر ادا کرے، بتلایئے تو یہ کیا مشکل کام ہے، اگر کسی کو خطرات ووساوس آتے رہیں، تو یہ حضورِ قلب (یعنی دل حاضر ہونے) کے منافی (وخلاف) نہیں، پس اتنا ضروری ہے کہ خود وساوس نہ لاوے اور

[1] رقم الحديث ۱۷۴۴۸، واللفظ لهٗ، مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۲۱.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

فی حاشیۃ مسند احمد: صحیح لغیرہ.

جو آتے ہوں ان کی طرف التفات (وتوجہ) نہ کرے، دیکھئے کس قدر تو آسان، مگر ہم سے یہ بھی نہیں ہوسکتا (خطباتِ حکیم الامت، جلد۳۰صفحہ۵۸۱)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ:

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص دو رکعتیں پڑھے اور ان کی صفت یہ ہو کہ مُقْبِلاً عَلَیْهِمَا بِقَلْبِهٖ یعنی ان دونوں رکعتوں پر اپنے دل سے متوجہ ہو، اب دیکھ لیجئے کہ رکعتوں کی کیا حقیقت ہے، رکعت نام ہے قیام، قراءت رکوع وسجود کا بس حاصل (نتیجہ اور خلاصہ) مُقْبِلاً عَلَیْهِمَا (یعنی رکعتوں کی طرف دل سے متوجہ ہونے) کا یہ ہوا کہ مُقْبِلاً عَلَی الْقِرَاءَةِ وَالرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ (قرأت ورکوع وسجود پر متوجہ ہو) پس عبادت کے اجزائے خارجہ (خارجی حصوں) اور ذکر اللہ کی طرف متوجہ ہونا مامور بہ اور مطلوب ہوا (یعنی یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا) اور یہی توجہ الی اللہ (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ) ہے، اس لئے کہ موصل الی اللہ (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچانے والی) ہے، پس اس کو توجہ الی غیر الحق (یعنی غیر اللہ کی طرف توجہ کرنا) نہیں کہیں گے، اور جن کی چشمِ غیرت (یعنی غیرت وحیاء کی آنکھ) حق تعالیٰ نے کھول دی ہے، ان کے لئے تو ہر شے موصل الی الحق (یعنی ہر چیز ہی حق تعالیٰ کی طرف پہنچانے والی) ہے، کسی نے (حق تعالیٰ کی شان میں) خوب کہا ہے۔

ہر چہ بینم در جہاں غیر تو نیست   یا توئی یا خوئے تو یا بوئے تو

یعنی تمام عالم آپ کی صفات کا مظہر ہے (جہان میں جو کچھ بھی نظر آتا ہے اس میں آپ ہی کی قدرت اور دوسری صفات کا نظارہ ہوتا ہے) ہر چیز کو آپ سے تعلق ہے، غیر کا وجود ہی نہیں بلکہ ہر جگہ آپ کا ظہور ہے (بصائر حکیم الامت، ص۳۱۶)

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ، ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَا يَسْهُوْ فِيهِمَا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ (أبوداؤد) [1]

---

[1] رقم الحدیث ۹۰۵، کتاب الصلاۃ، باب کراهیة الوسوسة وحدیث النفس فی الصلاۃ، واللفظ لہ، مسند احمد، رقم الحدیث ۱۷۰۵۴.

فی حاشیۃ مسند احمد: صحیح لغیرہ.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

وفی حاشیة ابی داؤد: صحیح لغیرہ، وهذا إسناد حسن فی المتابعات والشواهد.

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے وضو کیا اور اچھی طرح (یعنی سنت کے مطابق) وضو کیا، پھر دو رکعتیں پڑھیں، جن میں سہو (وغفلت) کو اختیار نہیں کیا، تو اس کے گزشتہ (صغیرہ) گناہ معاف کر دیئے جائیں گے (ابوداؤد)

سہو کو اختیار نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دل کو کسی چیز میں اس طرح مشغول نہیں کیا، جس سے نماز کے ارکان، افعال اور اقوال میں سہو اور غفلت واقع ہو گئی۔

اور عموماً سہو، دنیا کی چیزوں کی طرف مشغول ہونے سے واقع ہوتا ہے۔ [1]

اور بعض احادیث میں اس طرح کی فضیلت اپنے آپ سے باتیں نہ کرنے کی صورت میں آئی ہے۔

چنانچہ خلیفۂ راشد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام، حضرت حمران رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: دَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرٰى مِثْلَ ذٰلِکَ، ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ غَسَلَ الْيُسْرٰى مِثْلَ ذٰلِکَ، ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ

---

[1] قوله " :لا يسهو "أعم من أن يكون السهو فی الأركان أو الأقوال أو الأفعال؛ والسهو لا يكون إلا من اشتغال القلب بأمور الدنيا، فإذا انقطع عن تعلقات الدنيا، وتوجه بكليته إلى الله، غفر له ما تقدم من ذنبه ما خلا الكبائر وحقوق العباد(شرح ابی داؤد للعینی، ج۴ص۱۲۷، کتاب الصلاة، باب :كراهة الوسوسة وحديث النفس فی الصلاة)

(وعن زيد بن خالد الجهنی) : هو من جهينة، نزل الكوفة ومات بها، روى عنه عطاء بن يسار وغيره، قاله الطيبی (قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :من صلى سجدتين ") : قال الطيبی :غلبت السجدة على سائر الأركان كما غلبت الركعة عليها (لا يسهو) : أی :لا يغفل (فيهما) : قال الطيبی :أن يكون حاضر القلب أو يعبد الله كأنه يراه (غفر الله له ما تقدم من ذنبه) : قيد بالصغائر، وإن كان ظاهره شمول الكبائر (رواه أحمد) : قال ميرک ورواه أبو داود بلفظ " :من توضأ فأحسن وضوءه ثم صلى ركعتين لا يسهو بينهما غفر له ما تقدم من ذنبه "اهـ .وقوله :بينهما أی :فيما بين أفعال الركعتين ;ليوافق قوله فيهما . والله تعالى أعلم(مرقاة المفاتيح، ج۲ص۵۱۴، ۵۱۵، کتاب الصلاة)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

وُضُوْئِیْ هٰذَا ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيْهِمَا نَفْسَهُ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ (مسلم) [1]

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے وضو کا پانی منگایا، پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو (گٹوں تک) تین مرتبہ دھویا، پھر کلی کی، اور ناک میں پانی ڈالا، پھر اپنے چہرے کو تین مرتبہ دھویا، پھر اپنے دائیں ہاتھ کو کہنی تک تین مرتبہ دھویا، پھر اپنے بائیں ہاتھ کو اسی طرح (کہنی تک تین مرتبہ) دھویا، پھر اپنے سر کا مسح کیا، پھر اپنے دائیں پاؤں کو ٹخنوں تک تین مرتبہ دھویا، پھر بائیں پاؤں کو اسی طرح (ٹخنوں تک تین مرتبہ) دھویا، پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا، پھر دو رکعتیں پڑھیں، جن میں اپنے آپ سے کوئی بات نہیں کی، تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے (مسلم، بخاری)

مذکورہ حدیث سے اختیاری وسوسوں سے بچ کر نماز پڑھنے کی عظیم فضیلت معلوم ہوئی، کہ اس طرح کی دو رکعت پڑھنے سے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، اور اہلِ علم حضرات کی تحقیق یہ ہے کہ اس سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں۔

اور اِن دو رکعتوں میں اپنے آپ سے کوئی بات نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے معاملات کی طرف اپنے ارادہ اور قصد سے توجہ نہیں کی، اور خشوع واخلاص اور دل کے استحضار کے ساتھ نماز پڑھی، جس میں دکھلاوا اور ریاء کاری وغیرہ شامل نہیں تھی۔

اور اگر کوئی دنیا کا خیال آ گیا، اور پھر اس نے اُس سے توجہ ہٹالی، تو یہ خشوع کے خلاف نہیں ہے۔

کیونکہ اس حدیث میں اپنے آپ سے کوئی بات نہ کرنے کا ذکر ہے، اور ظاہر ہے کہ یہ اپنے قصد وارادہ والا عمل ہے، جس میں انسان باختیارِ خود اپنے آپ سے بات کرتا ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ۲۲۶ ''۳'' كتاب الطهارة، باب صفة الوضوء وكماله، واللفظ لهٗ، بخارى، رقم الحديث ۱۹۳۴.

[2] (ثم قال) : أى :النبى -صلى الله عليه وسلم -حين فرغ من وضوئه (من توضأ نحو وضوئى هذا) أى جامعا لفرائضه وسننه (ثم يصلى ركعتين) : فيه استحباب ركعتين عقيب كل وضوء ولو صلى فريضة حصلت له هذه الفضيلة كما تحصل تحية المسجد بذلك (لا يحدث نفسه) : أى :لا يكلمها

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور اگر کوئی بات آخرت سے متعلق ذہن میں آئی، مثلاً تلاوت کئے جانے والے قرآن مجید کے معانی اور اذکار اور دعاؤں کی کیفیت وغیرہ کی طرف توجہ ہوگئی، تو یہ خشوع کے خلاف نہیں، جس کی مزید تفصیل آگے آتی ہے۔ ۱

یہ بات ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ مذکورہ احادیث وروایات میں اپنے اختیار سے وساوس سے بچنے اور سہو وغفلت اختیار نہ کرنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے، مگر وسوسوں وغیرہ پر کوئی حکم نہیں لگایا گیا، کہ وہ گناہ ہیں،

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(فيهما بشيء) من أمور الدنيا وما لا يتعلق بالصلاة، ولو عرض له حديث فأعرض عنه عفي له ذلك وحصلت له الفضيلة لأنه تعالى عفا عن هذه الأمة الخواطر التي تعرض ولا تستقر كذا قاله الطيبي .وقيل: أي بشيء غير ما يتعلق بما هو فيه من صلاته وإن تعلق بالآخرة وقيل بشيء من أمور الدنيا لأن عمر رضي الله تعالى عنه كان يجهز الجيش وهو في الصلاة يعني يكون قلبه حاضرا وقيل :معناه إخلاص الصلاة لله يعني لا تكون صلاته للرياء والطمع (غفر له) : بصيغة المجهول (ما تقدم من ذنبه) : أي :من الصغائر، ويفهم منه أن الغفران مرتب على الوضوء مع الصلاة .ومن الحديث المتقدم ترتبه على مجرد الوضوء لمزيد فضله .قال ابن الملك .وفيه أن للصلاة مزية على الوضوء دون العكس كما هو ظاهر مقرر، فإنه وسيلة وشرط لها، ويمكن أن يقال كل منهما مكفر أو الوضوء المجرد مكفر لذنوب أعضاء الوضوء ، ومع الصلاة مكفر لذنوب جميع الأعضاء ، أو الوضوء مكفر للذنوب الظاهرة، ومع الصلاة مكفر للذنوب الظاهرة والباطنة والله أعلم(مرقاة المفاتيح، ج ا ص ۳۴۸، كتاب الطهارة)

۱ قوله " :لا يحدث فيهما نفسه المعنى :لا يحدث بشيء في أمور الدنيا، وما لا يتعلق بالصلاة، ولو عرض له حديث فأعرض عنه،فبمجرد إعراضه عنه عفي له ذلك، وجعلت له هذه الفضيلة؛ لأن هذا ليس من فعله، وقد عفي لهذه الأمة عن الخواطر التي تعرض ولا تستقر.

وقال القاضي عياض :يريد بحديث النفس الحديث المجتلب والمكتسب،وأما ما يقع في الخاطر غالبا فليس هو المراد، وقوله " :لا يحدث نفسه "إشارة إلى أن ذلك الحديث مما يكتسب لإضافته إليه .وقال بعضهم :هذا الذي يكون من غير قصد يرجى أن تقبل معه الصلاة، ويكون دون صلاة من لم يحدث نفسه بشيء ؛ لأن النبي -عليه السلام -ضمن الغفران لمراعي ذلك؛ لأنه قل من تسلم صلاته من حديث النفس، وإنما حصلت له هذه المرتبة لمجاهدة نفسه من خطرات الشياطين، ونفيها عنه، ومحافظته عليها، حتى لم يشتغل عنها طرفة عين، وسلم من الشيطان باجتهاده، وتفريغه قلبه، ولو حدث نفسه فيما يتعلق بأمور الآخرة، كالفكر في معاني المتلو من القرآن العزيز،والمذكور من الدعوات والأذكار أو في أمر محمود أو مندوب إليه لا يضر ذلك، وقد ورد عن عمر -رضي الله عنه -أنه (قال :إني) لأجهز الجيش وأنا في الصلاة "، أو كما قال.

قوله " :غفر الله له ما تقدم من ذنبه "الغفر والغفران :الستر، ومنه المغفر لأنه يستر الرأس .وقال ابن الأثير " :أصل الغفر :التغطية،والمغفرة :إلباس الله تعالى العفو للمذنبين (شرح ابی داؤد للعینی، ج ا ص۲۸۷ ،باب في صفة وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

یا نہیں؟ لہٰذا وہ اس بحث سے خارج ہیں۔ ۱؎

نماز میں خیر کا ارادہ وتفکُّر مُضِر نہیں

البتہ نماز میں کسی چیز کا یاد آ جانا یا کسی خیر کے کام کو انجام دینے کا ارادہ کرنا یا کسی خیر کے کام اور بات کو سوچنا نماز کے خشوع کے خلاف اور مضر نہیں، بشرطیکہ نماز کے ارکان وافعال ٹھیک طرح ادا ہوتے رہیں، اور ان میں خلل اور نماز میں سہو واقع نہ ہو۔

چنانچہ حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْعَصْرَ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ سَرِيْعًا دَخَلَ عَلٰى بَعْضِ نِسَائِهِ، ثُمَّ خَرَجَ وَرَاٰى مَا فِيْ وُجُوْهِ الْقَوْمِ مِنْ تَعَجُّبِهِمْ لِسُرْعَتِهِ، فَقَالَ:ذَكَرْتُ وَاَنَا فِي الصَّلَاةِ تِبْرًا عِنْدَنَا، فَكَرِهْتُ اَنْ يُّمْسِيَ اَوْ يَبِيْتَ عِنْدَنَا

۱؎ اعلم أن الوسوسة ضرورية، واختيارية:

فالضرورية :ما يجرى فى الصدر من الخواطر ابتداء ، ولا يقدر الإنسان على دفعه، فهو معفو عن جميع الأمم،قال الله تعالىٰ :لايكلف الله نفسا الا وسعها.

والاختيارية :هى التى تجرى فى القلب، وتستمر، وهو يقصد ان يعمل به، ويتلذذ منه كما يجرى فى قلبه حب امرأة، ويدوم عليه، ويقصد الوصول إليها، وما أشبه ذلك من المعاصى، فهذا النوع عفا الله عن هذه الأمة خاصة تشريفا وتكريما لنبينا -عليه الصلاة والسلام -، وأمته، وإليه ينظر قوله تعالى : ولا تحمل علينا إصرا كما حملته على الذين من قبلنا.

وأما العقائد الفاسدة، ومساوء الأخلاق، وما ينضم إلى ذلك فإنها بمعزل عن الدخول فى جملة ما وسوست به الصدور (شرح الطيبى، ج۲ ص۵۱۶،كتاب الإيمان،باب فى الوسوسة، الفصل الاول، مطبوعة: مكتبة نزار المصطفىٰ الباز، المكة المكرمة، الرياض)

فالصواب ما قاله الطيبى من أن الوسوسة ضرورية، واختيارية، فالضرورية :ما يجرى فى الصدور من الخواطر ابتداء ، ولا يقدر الإنسان على دفعه، فهو معفو عن جميع الأمم، والاختيارية :هى التى تجرى فى القلب، وتستمر، وهو يقصد، ويعمل به، ويتلذذ منه كما يجرى فى قلبه حب امرأة، ويدوم عليه، ويقصد الوصول إليها، وما أشبه ذلك من المعاصى، فهذا النوع عفا الله عن هذه الأمة خاصة تعظيما، وتكريما لنبينا -عليه الصلاة والسلام -، وأمته، وإليه ينظر قوله تعالى :(ربنا ولا تحمل علينا إصرا كما حملته على الذين من قبلنا)وأما العقائد الفاسدة، ومساوء الأخلاق، وما ينضم إلى ذلك فإنها بمعزل عن الدخول فى جملة ما وسوست به الصدور اهـ.

وهو كلام حسن .ولهذا قيده النبى -صلى الله عليه وسلم -بقوله :(ما لم تعمل، أو تتكلم) إشارة إلى أن وسوسة الأعمال، والأقوال معفوة قبل ارتكابها، وأما الوسوسة التى لا تعلق لها بالعمل، والكلام من الأخلاق، والعقائد فهى ذنوب بالاستقرار(مرقاة المفاتيح، ج۱ ص۱۳۵، ۱۳۶،كتاب الإيمان،باب فى الوسوسة)

Idara Ghufran

فَأَمَرْتُ بِقِسْمَتِهِ (بخاری) [۱]

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی، جب آپ نے سلام پھیرا، تو جلدی سے کھڑے ہوئے اور اپنی کسی بیوی کے پاس تشریف لے گئے پھر واپس آئے، تو آپ نے لوگوں کے چہرے میں جلد تشریف لے جانے کی وجہ سے تعجب کے اثرات دیکھے، تو آپ نے فرمایا کہ میں نماز میں تھا، تو مجھے یاد آیا کہ ہمارے پاس سونا ہے میں نے برا سمجھا کہ اس کی موجودگی میں شام ہو یا رات گزرے، تو میں نے اس کو تقسیم کرنے کا حکم دیا (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں کسی خیر کا ارادہ کرنا اور فکر کرنا اور سوچنا نقصان دہ نہیں۔ [۲]

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنِّیْ لَأَقُوْمُ فِي الصَّلَاةِ أُرِيْدُ أَنْ أُطَوِّلَ فِيْهَا، فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ، فَأَتَجَوَّزُ فِيْ صَلَاتِيْ كَرَاهِيَةَ أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمِّهِ (بخاری) [۳]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نماز میں قیام کرتا ہوں، اور چاہتا ہوں کہ اس کو لمبا کروں، مگر بچے کے رونے کی آواز سن کر میں اپنی نماز میں تخفیف کر دیتا ہوں، اس بات کو

---

[۱] رقم الحديث ١٢٢١، كتاب الصلاة، باب يفكر الرجل الشىء فى الصلاة.

[۲] التفكر فى الصلاة فى أمر لا يتعلق بالصلاة لا يفسدها ولا ينقص من كمالها وأن إنشاء العزم فى أثناء الصلاة على الأمور الجائزة لا يضر(فتح البارى لابنِ حجر، ج٢ص٣٣٧، قوله باب من صلى بالناس فذكر حاجة فتخطاهم)

ذكر ما يستفاد منه :فيه :إباحة التخطى رقاب الناس من أجل الضرورة التى لا غنى للناس عنها، كرعاف وحرقة بول أو غائط وما أشبه ذلك .وفيه :السرعة للحاجة المهمة .وفيه :أن التفكر فى الصلاة فى أمر لا يتعلق بها لا يفسدها ولا ينقص من كمالها(عمدة القارى للعينى، ج٦ص١٦٢ ،باب من صلى بالناس فذكر حاجة فتخطاهم)

ويؤخذ منه أن عروض الذكر فى الصلاة فى أجنبى عنها من وجوه الخير، وإنشاء العزم فى أثنائها على الأمور المحمودة، لا يفسدها، ولا يقدح فى كمالها(ارشاد السارى لشرح صحيح البخارى، ج٢ص١٤٤ ،باب من صلى بالناس فذكر حاجة فتخطاهم)

(ذكرت) بصيغة الفاعل (وأنا فى الصلاة تبرا) بكسر فسكون الذهب لم يصف ولم يضرب (عندنا فكرهت أن يبيت عندنا فأمرت بقسمته) قبل المساء وفى رواية فقسمته وفيه أن التفكر فى الصلاة فيما لا يتعلق بها لا يفسدها ولا ينقص كمالها وأن إنشاء العزم فى أثنائها على ما يجوز لا يضر وإطلاق الفعل على الأمر وحل الاستنابة مع التمكن من المباشرة (فيض القدير للمناوى، رقم الحديث ٤٣٣٣، حرف الذال)

[۳] رقم الحديث ٧٠٧،كتاب الصلاة، باب من أخف الصلاة عند بكاء الصبى.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

برا سمجھ کر کہ اس کی ماں پر سختی کروں (بخاری)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنِّيْ لَأَدْخُلُ فِي الصَّلَاةِ وَأَنَا أُرِيْدُ إِطَالَتَهَا، فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ، فَأَتَجَوَّزُ فِيْ صَلَاتِيْ مِمَّا أَعْلَمُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ أُمِّهِ مِنْ بُكَائِهِ (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نماز میں داخل ہوتا ہوں تو اس کو طول دینا چاہتا ہوں مگر بچہ کا رونا سن کر اپنی نماز میں تخفیف کر دیتا ہوں، کیونکہ میں اس کے رونے سے اس کی ماں کی سخت پریشانی کو محسوس کرتا ہوں (بخاری)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ إِمَامٍ قَطُّ أَخَفَّ صَلَاةً، وَلَا أَتَمَّ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنْ كَانَ لَيَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ، فَيُخَفِّفُ مَخَافَةَ أَنْ تُفْتَنَ أُمُّهُ (بخاری) [2]

ترجمہ: میں نے کسی امام کے پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہلکی اور کامل نماز نہیں پڑھی اور بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم بچہ کا رونا سُن کر اس خوف سے کہ اس کی ماں پریشان ہو جائے گی نماز کو ہلکا کر دیتے تھے (بخاری)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ مَعَ أُمِّهِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ، فَيَقْرَأُ بِالسُّوْرَةِ الْخَفِيْفَةِ، أَوْ بِالسُّوْرَةِ الْقَصِيْرَةِ (مسلم) [3]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں کسی بچے کی اپنی ماں کے ساتھ رونے کی آواز سنتے تو چھوٹی سورت پڑھتے تھے (مسلم)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں مقتدیوں کے لئے خیر کی رعایت اور خیر کی طرف توجہ کرنا نماز کے خشوع کے خلاف نہیں، ورنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ماں اور بچے کی خاطر نماز میں تخفیف کو گوارا نہ

---

[1] رقم الحديث ٧٠٩، كتاب الصلاة، باب من أخف الصلاة عند بكاء الصبى.
[2] رقم الحديث ٧٠٨، كتاب الصلاة، باب من أخف الصلاة عند بكاء الصبى.
[3] رقم الحديث ٤٧٠" ١٩١" كتاب الصلاة، باب تخيف الصلاة لبكاء الصبى.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

فرماتے۔ [۱]

اوراس حدیث سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ نماز میں استغراق اوراس طرح منہمک ہوجانا مقصود نہیں کہ دائیں بائیں کا کچھ پتہ ہی نہ رہے، جیسا کہ بعض خشک مزاج اور کم علم حضرات سمجھتے ہیں۔

چنانچہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

> خشوع نماز کی روح ہے، اس کے حاصل کرنے کے لئے مشائخ نے بہت سے طریقے اور اعمال لکھے ہیں، تجربہ شاہد (وگواہ) ہے کہ اس کی کوشش میں زیادہ کھپ جانے سے تکان، پھر اکتاہٹ پیدا ہوجاتی ہے، اس لیے اس میں اعتدال (اور میانہ روی) چاہئے اور اس کی حد یہ ہے کہ جو الفاظ نماز میں زبان سے ادا کرتا ہے، وہ محض (اور صرف) یاد سے پڑھتا نہ چلا جائے، بلکہ ایک ایک لفظ پر اس طرح دھیان لگائے جیسے کچا حافظ قرآن کے الفاظ کو سوچ سوچ کر نکالتا ہے اور اس میں بھی اگر کسی وقت غفلت ہوجائے تو اس کی قلق (وپریشانی) اور آئندہ کی فکر چھوڑ کر فوراً اسی طریقہ پر آجائے کہ جو الفاظ زبان سے ادا کررہا ہے، اس پر دھیان لگادے، نماز میں استغراق (یعنی گُم ہوجانے) کی کیفیت مطلوب نہیں (یعنی شریعت کی طرف سے نماز میں گُم ہوجانے کی حالت کا مطالبہ نہیں) کہ اس کو اور کسی چیز کی خبر ہی نہ رہے، استغراق اور چیز ہے، خشوع اور چیز۔
>
> رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں استغراق نہیں ہوتا تھا، اس پر وہ حدیث شاہد (وگواہ) ہے جس میں فرمایا ہے کہ جماعتِ نماز کے وقت اگر کسی بچے کے رونے کی آواز آتی تھی، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو مختصر فرمادیتے تھے کہ بچے کی ماں اس کے رونے سے نماز میں

---

[۱] قوله (فأتجوز) أى أتخفف فى القراء ة (لوجد أمه) على فقد حضورها الجماعة ويحتمل أن هذا إذا كان عالما بحضور الأم فإنها إذا سمعت بكاء الولد وهى فى الصلاة يشتد عليها التطويل وربما يؤخذ منه أن الإمام يجوز له مراعاة من دخل المسجد بالتطويل ليدرك الركعة كما أن له أن يخفف لأجلهم ولا يسمى مثله رياء بل هو إعانة على الخير أو تخليص عن الشر (حاشية السندى على سنن ابنِ ماجه، ج ۱ ص ۳۱۲،باب الإمام يخفف الصلاة إذا حدث أمر)

فإذا جاز التخفيف والتجوز فى الصلاة لمثل ما فى هذا الحديث فكذلک يجوز ويجب من أجل الضعيف والكبير وذى الحاجة فكيف وقد ورد فيه النص الثابت والحمد لله (التمهيد لابنِ عبدالبر، ج۱۹ ص ۱۰، حرف العين،حديث ثان واربعون لابى الزناد)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

پریشان ہوگی۔

اگر استغراق کی کیفیت ہوتی تو بچے کے رونے کی آواز کیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوتی؟ اور حقیقت بھی یہ ہے کہ استغراق ایک غیر اختیاری حالت ہے اس میں ترقی نہیں ہوتی، ترقی اُن ہی اعمال میں ہوتی ہے جو اپنے اختیار سے کئے جاویں۔ خشوع بھی ایک اختیاری عمل ہے وہی مطلوب (اور شریعت کا حکم) ہے (مجالس حکیم الامت لمفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ ص۱۴۱و۱۴۲)

حضرت عروہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ عُمَرُ: إِنِّي لَأَحْسِبُ جِزْيَةَ الْبَحْرَيْنِ وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ (مصنف ابن ابی شیبة، رقم الحديث ۸۰۳۳، کتاب الصلاة، باب فی حديث النفس فی الصلاة)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نماز میں ہونے کی حالت میں بحرین کے جزیہ (یعنی غیر مسلموں سے معاہدہ کے تحت لئے جانے والے ٹیکس) کا حساب لگا لیتا ہوں (ابن ابی شیبہ)

حضرت ابو عثمان نہدی سے روایت ہے کہ:

قَالَ عُمَرُ: إِنِّي لَأُجَهِّزُ جُيُوشِي وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ (مصنف ابن ابی شیبة) [1]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نماز میں ہونے کی حالت میں اپنے لشکروں کو تیار کر لیتا ہوں (ابن ابی شیبہ)

دل و دماغ میں کسی سوچ اور فکر کا ہونا نماز اور غیر نماز میں ایک لازم چیز ہے، جس سے بچنا ممکن نہیں، اس لئے نماز میں اگر کوئی سوچ و فکر آخرت اور دین سے متعلق ہو، تو اس میں حرج نہیں، جب تک کہ نماز کے ارکان و اعمال میں خلل واقع نہ ہو، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں گزرا کہ وہ نماز میں جزیہ کا حساب اور لشکروں کی تیاری کر لیتے تھے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ۸۰۳۴، کتاب الصلاة، باب فی حديث النفس فی الصلاة.

[2] قال المهلب: الفكر فی الصلاة أمر غالب لا يمكن الاحتراز من جميعه، لما جعل الله للشيطان من السبيل إلى تذكيرنا ما يسهينا به عن صلاتنا، وخير ما يستعمل به الفكر فی الصلاة ما هو فيه من مناجاة ربه،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

البتہ اگر نماز کے کسی رکن وعمل میں خلل واقع ہوجائے، تو سجدہ سہو یا نماز کا اعادہ جو کچھ بھی لازم ہو، اس کا حکم ہوگا۔ ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ثم بعده الفكر فى إقامة حدود الله، كالفكر فى تفريق الصدقة كما فعل النبى، (صلى الله عليه وسلم) أو فى تجييش جيش الله، عز وجل، على أعدائه المشركين كما قال عمر(شرح صحيح البخارى لابنِ بطال، ج۳ص۲۰۹،باب يفكر الرجل الشىء فى الصلاة)

التفكر فى الصلاة فى أمر لا يتعلق بالصلاة لا يفسدها ولا ينقص من كمالها وأن إنشاء العزم فى أثناء الصلاة على الأمور الجائزة لا يضر(فتح البارى لابنِ حجر، ج۲ص۳۳۷، قوله باب من صلى بالناس فذكر حاجة فتخطاهم)

۱؎ عن إبراهيم ، عن همام ، قال :صلى عمر المغرب فلم يقرأ فيها ، فلما انصرف ، قالوا له : يا أمير المؤمنين ، إنك لم تقرأ ، فقال :إنى حدثت نفسى وأنا فى الصلاة بعير وجهتها من المدينة ، فلم أزل أجهزها حتى دخلت الشام ، قال :ثم أعاد الصلاة والقراء ة(مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث ۴۰۳۴،باب من كان يقول :إذا نسى القراءة أعاد،تعظيم قدرالصلاة للمروزى، رقم الحديث ۱۰۳۶)

عن الشعبى عن زياد بن عياض الأشعرى أن عمر صلى بهم المغرب فلم يقرأ شيئا فقال له أبو موسى يا أمير المؤمنين ما قرأت شيئا فأقبل على عبد الرحمن بن عوف فقال ما يقول قال صدق فأمر مؤذنه فأقام ولم يؤذن فلما فرغ من صلاته قال لا صلاة ليست فيها قراء ة إنما شغلنى عن الصلاة عير جهزتها إلى الشام فجعلت أفكر فى أحلاسها وأقتابها (مسائل الامام احمد رواية ابنه ابى الفضل صالح، رقم الرواية ۷۵۷)

قال المهلب التفكر أمر غالب لا يمكن الاحتراز منه فى الصلاة ولا فى غيرها لما جعل الله للشيطان من السبيل على الإنسان ولكن يفترق الحال فى ذلك فإن كان فى أمر الآخرة والدين كان أخف مما يكون فى أمر الدنيا.

قوله وقال عمر إنى لأجهز جيشى وأنا فى الصلاة وصله بن أبى شيبة بإسناد صحيح عن أبى عثمان النهدى عنه بهذا سواء قال بن التين إنما هذا فيما يقل فيه التفكر كأن يقول أجهز فلانا أقدم فلانا أخرج من العدد كذا وكذا فيأتى على ما يريد فى أقل شىء من الفكرة فأما أن يتابع التفكر ويكثر حتى لا يدرى كم صلى فهذا اللاهى فى صلاته فيجب عليه الإعادة انتهى وليس هذا الإطلاق على وجهه وقد جاء عن عمر ما يأباه فروى بن أبى شيبة من طريق عروة بن الزبير قال قال عمر إنى لأحسب جزية البحرين وأنا فى الصلاة وروى صالح بن أحمد حنبل فى كتاب المسائل عن أبيه من طريق همام بن الحارث أن عمر صلى المغرب فلم يقرأ فلما انصرف قالوا يا أمير المؤمنين إنك لم تقرأ فقال إنى حدثت نفسى وأنا فى الصلاة بعير جهزتها من المدينة حتى دخلت الشام ثم أعاد وأعاد القراء ة ومن طريق عياض الأشعرى قال صلى عمر المغرب فلم يقرأ فقال له أبو موسى إنك لم تقرأ فأقبل على عبد الرحمن بن عوف فقال صدق فأعاد فلما فرغ قال لا صلاة ليست فيها قراء ة إنما شغلنى عير جهزتها إلى الشام فجعلت أتفكر فيها وهذا يدل على أنه إنما أعاد لترك القراء ة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

میں یہ نہیں کہتا کہ (نماز میں) خیالات بالکل نہ آویں گے، اگر آویں گے تو ایسے آویں گے جیسے بہتے دریا میں تنکے اور بُلبُلے ہوتے ہیں کہ اِدھر آیا اور اُدھر گیا، اِدھر اُٹھا اُدھر بجھا وہ جمنے نہ پاویں گے، اور یہی مطلوب ہے، خیالات کا انقطاعِ کلی مطلوب نہیں (یعنی وسوسوں کے بالکل ختم ہوجانے کا شریعت نے حکم نہیں دیا) وساوس وخطرات بلاقصد تو مرتے دم تک بھی آویں تو خوف کی چیز نہیں کیونکہ حدیث میں ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِیْ مَا حَدَّثَتْ بِہٖ اَنْفُسُھَا.

(اللہ تعالیٰ میری امت سے ان خیالات کے گناہ کو درگزر فرماتے ہیں جو اُن کے دل پر خود وارد ہوں بلاقصد کے)

مگر یہ وہی خیالات ہیں جو خود آویں باقی خیالات کا لانا اور قصداً جمع کرنا یہ

اِنْ تُبْدُوْ امَافِیْۤ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْہُ یُحَاسِبْکُمْ بِہِ اللّٰہُ.

(اگر تم ظاہر کرو اپنے دل کی باتیں یا ان کو چھپاؤ اللہ تعالیٰ ان کا محاسبہ کریں گے تم سے) میں داخل ہے، اس پر مؤاخذہ (وگناہ) ہوگا، مثلاً غناء (یعنی موسیقی اور گانے) کا سننا ایک تو بے اختیار ہے کہ خواہ مخواہ کان میں آواز آرہی ہے، مگر یہ قصداً اس طرف توجہ نہیں کرتا یہ تو معاف ہے اور ایک اس کی طرف التفات (وتوجہ) کرنا، کان لگانا، اس سے مزے لینا یہ حرام ہے، بلکہ فقہاء نے لکھا ہے کہ:

''اَلتَّلَذُّذُ بِھَا کُفْرٌ''

(موسیقی سے مزے لینا کفر ہے)

یہ بہت سخت کلمہ ہے جو زجراً (وتنبیہاً) استعمال کیا گیا ہے (اگر چہ حقیقت میں کفر نہ ہو)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لا لكونه كان مستغرقا فى الفكرة ويؤيده ما روى الطحاوى من طريق ضمضم بن جوس عن عبد الرحمن بن حنظلة بن الراهب إن عمر صلى المغرب فلم يقرأ فى الركعة الأولى فلما كانت الثانية قرأ بفاتحة الكتاب مرتين فلما فرغ وسلم سجد سجدتى السهو ورجال هذه الآثار ثقات وهى محمولة على أحوال مختلفة والأخير كأنه مذهب لعمر ولهذه المسألة التفات إلى مسألة الخشوع فى الصلاة وقد تقدم البحث فيه فى مكانه (فتح البارى لابن حجر، ج۳، ص۹۰، قوله باب تفكر الرجل الشىء فى الصلاة)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اسی طرح کسی عورت یا اَمْرَد (و بے ریش لڑکے) کی طرف بلا ارادہ کے خیال پہنچ جاوے، یہ معاف ہے، ایک یہ کہ اس کی صورت کو سوچ سوچ کر یاد کرے یا اس سے تلذذ (اور لذت حاصل) کرے یہ گناہ ہے، اس سے بحث نہیں کہ کس درجہ کا گناہ ہے، اور نہ اس کی ضرورت ہے (دواء الغفلۃ ص۱۹)

خلاصہ یہ کہ نماز میں وسوسوں کا آنا خشوع کے خلاف نہیں، البتہ اپنے اختیار سے وساوس کو لانا خشوع کے خلاف ہے، جس سے نماز کی فضیلت وقبولیت میں کمی آجاتی ہے، اور اگر نماز میں کوئی خیر کی بات سوچی جائے، یا کسی خیر کے کام کا ارادہ کیا جائے، لیکن نماز کے کسی رکن اور عمل میں خلل واقع نہ ہو، تو یہ نقصان دہ نہیں اور خشوع کے خلاف بھی نہیں۔

نماز کی رکعتوں میں شک ہوجانے کی صورت میں حکم

اگر نماز کی رکعتوں میں شک پیدا ہو، اور پتہ نہ چلے کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں؟ اور یہ وسوسہ کے درجہ کی چیز نہ ہو، بلکہ حقیقت میں شک ہو، تو احادیث میں اس کا عمدہ حل بتلایا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاتِهِ، فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلّٰى ثَلَاثًا أَمْ أَرْبَعًا، فَلْيَطْرَحِ الشَّكَّ وَلْيَبْنِ عَلٰى مَا اسْتَيْقَنَ، ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ، فَإِنْ كَانَ صَلّٰى خَمْسًا شَفَعْنَ لَهُ صَلَاتَهُ، وَإِنْ كَانَ صَلّٰى إِتْمَامًا لِأَرْبَعٍ كَانَتَا تَرْغِيمًا لِلشَّيْطَانِ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہوجائے، اور وہ یہ نہ جان سکے کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں، مثلاً تین پڑھی ہیں یا چار؟ تو اسے چاہئے کہ وہ شک کو پھینک دے اور یقینی پہلو پر عمل کرے (یعنی شک والی کم تعداد کے پہلو کو اختیار کرلے، اور مزید رکعت ملالے) پھر سلام پھیرنے سے پہلے دو (سہو کے) سجدے کرے، پس اگر اس نے پانچ رکعات پڑھ لی ہوں، تو ان دو سجدوں کے ساتھ اس کی

---

[1] رقم الحدیث ۵۷۱ "۸۸" کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب السھو فی الصلاۃ والسجود لہ، مسند احمد، رقم الحدیث ۱۱۸۳۰۔
فی حاشیۃ مسند احمد: إسنادہ صحیح علی شرط البخاری.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

چھ رکعات ہو جائیں گی اور اگر پوری چار رکعات پڑھی ہوں، تو یہ دو سجدے شیطان کے لئے ذلت کا سبب بن جائیں گے (مسلم، مسند احمد)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيُلْقِ الشَّكَّ، وَلْيَبْنِ عَلَى الْيَقِيْنِ، فَإِذَا اسْتَيْقَنَ التَّمَامَ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، فَإِنْ كَانَتْ صَلَاتُهُ تَامَّةً كَانَتِ الرَّكْعَةُ نَافِلَةً وَالسَّجْدَتَانِ، وَإِنْ كَانَتْ نَاقِصَةً كَانَتِ الرَّكْعَةُ تَمَامًا لِصَلَاتِهِ، وَكَانَتِ السَّجْدَتَانِ مُرْغِمَتَيِ الشَّيْطَانِ (سنن أبى داود) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہوجائے، تو وہ شک کو پھینک دے اور یقینی پہلو پر عمل کرے، پس جب نماز پوری ہونے کا یقین ہوجائے، تو دو (سہو کے) سجدے کرے، پھر اگر اس کی نماز پوری ہوگئی تھی، تو یہ (اضافی) رکعت نفل بن جائے گی، اور دو سجدے ہو جائیں گے، اور اگر اس کی نماز ناقص تھی، تو یہ (ایک مزید پڑھی گئی) رکعت اس کی نماز کو پورا کرنے والی بن جائے گی، اور یہ دو سجدے شیطان کے لئے ذلت کا سبب بن جائیں گے (ابوداؤد)

بعض دوسری احادیث میں شک کو پھینکنے اور یقین پر عمل کرنے کی تفصیل بھی آئی ہے۔

چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِذَا سَهَا أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلَمْ يَدْرِ وَاحِدَةً صَلّٰى أَوْ ثِنْتَيْنِ فَلْيَبْنِ عَلٰى وَاحِدَةٍ، فَإِنْ لَّمْ يَدْرِ ثِنْتَيْنِ صَلّٰى أَوْ ثَلَاثًا فَلْيَبْنِ عَلٰى ثِنْتَيْنِ، فَإِنْ لَّمْ يَدْرِ ثَلَاثًا صَلّٰى أَوْ أَرْبَعًا فَلْيَبْنِ عَلٰى ثَلَاثٍ، وَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُّسَلِّمَ (ترمذی) ۲

---

۱ رقم الحديث ۱۰۲۴، كتاب الصلاة، باب إذا شک فی الثنتين والثلاث، من قال :يلقى الشک.
قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح، وهذا إسناد قوى من أجل ابن عجلان -وهو محمد -فهو صدوق لا بأس به، لكنه متابع (حاشية سنن ابى داوٗد)

۲ رقم الحديث ۳۹۸، ابواب الصلاة، باب فيمن يشک فی الزيادة والنقصان.
قال الترمذى:هذا حديث حسن صحيح،وقد روى هذا الحديث عن عبد الرحمن بن عوف، من غير هذا الوجه، رواه الزهرى، عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة، عن ابن عباس، عن عبد الرحمن بن عوف، عن النبى صلى الله عليه وسلم.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب کسی کو اپنی نماز میں شک ہو جائے، پس اسے معلوم نہ ہو سکے، کہ اس نے ایک رکعت پڑھی ہے، یا دو پڑھی ہیں، تو وہ ایک رکعت سمجھے، اور اگر یہ نہ معلوم ہو سکے، کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں، یا تین رکعتیں پڑھی ہیں، تو وہ دو رکعتیں سمجھے، اور اگر اسے یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار رکعتیں پڑھی ہیں، تو وہ تین رکعتیں سمجھے، اور سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے بھی (سہو کے) کرے (ترمذی)

اور ابنِ ماجہ میں یہ حدیث ان الفاظ میں ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي الثِّنْتَيْنِ وَالْوَاحِدَةِ، فَلْيَجْعَلْهَا وَاحِدَةً، وَإِذَا شَكَّ فِي الثِّنْتَيْنِ وَالثَّلَاثِ فَلْيَجْعَلْهَا ثِنْتَيْنِ، وَإِذَا شَكَّ فِي الثَّلَاثِ وَالْأَرْبَعِ فَلْيَجْعَلْهَا ثَلَاثًا، ثُمَّ لِيُتِمَّ مَا بَقِيَ مِنْ صَلَاتِهٖ حَتّٰى يَكُوْنَ الْوَهْمُ فِي الزِّيَادَةِ، ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ أَنْ يُّسَلِّمَ (ابن ماجه) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کسی کو دو اور ایک (رکعت) میں شک ہو تو اس کو ایک قرار دے اور جب دو اور تین (رکعت) میں شک ہو تو ان کو دو قرار دے اور جب تین اور چار (رکعت) میں شک ہو تو ان کو تین قرار دے، پھر اپنی باقی نماز پوری کرے، تاکہ وہم زیادہ پڑھنے کا ہی رہے (کم پڑھنے کا نہ رہے) پھر دو سجدے (سہو کے) کر لے، بیٹھ کر سلام پھیرنے سے پہلے (ابن ماجہ)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ نماز کی رکعتوں میں شک ہو جانے کی صورت میں یقینی پہلو کو اختیار کرنا چاہئے، اور آخر میں سجدہ سہو کرنا چاہئے۔

مثلاً ایک یا دو میں شک کی صورت میں یہ سمجھے کہ میں نے ایک رکعت پڑھی ہے، اور دو یا تین میں شک کی

---

[1] رقم الحديث ١٢٠٩، كتاب اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء فيمن شك في صلاته فرجع إلى اليقين، مسند ابي يعلىٰ، رقم الحديث ٨٣٩.

في حاشية ابن ماجه: حسن لغيره.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

وفی حاشیة مسند ابی یعلیٰ: إسناده صحیح.

صورت میں یہ سمجھے کہ میں نے دو رکعتیں پڑھی ہیں، اور تین یا چار میں شک کی صورت میں یہ سمجھے کہ میں نے تین رکعتیں پڑھی ہیں، اور اس کے مطابق عمل کرے، کیونکہ کم والا پہلو یقینی درجہ کا ہے، اور پھر سلام پھیرنے کے وقت سہو کے دو سجدے کرلے۔

اور کیونکہ یہ احتمال باقی رہا کہ ممکن ہے کہ حقیقت میں ایک رکعت زیادہ ہوئی ہو، اس لیے ہر اُس رکعت پر قعدہ بھی کرنا چاہیے جس میں قعدۂ اخیرہ ہونے کا شک ہو۔

سہو کے دو سجدے شیطان کو ذلیل کرنے کے لئے ہوں گے۔

شیطان آیا تھا غفلت ڈالنے کے لئے، لیکن اس کی حرکت کی وجہ سے مومن بندے کو مزید دو سجدوں کی توفیق ہوگئی، شیطان کو یہ گوارا نہیں ہے کہ اللہ کے بندے اللہ کی طرف متوجہ ہوں اور اس کی زیادہ عبادت کریں، اور خاص طور پر زیادہ سجدے کریں، اور اسی سجدہ کے انکار کی وجہ سے شیطان ذلیل وخوار ہوا، اس لئے شیطان کو سجدہ کی عبادت کرنے والے سے بہت چڑ ہے، اس لئے وہ آئندہ اس طرح کی جرأت کرنے سے ڈرے گا۔

اور مذکورہ بالا طریقہ پر تو شک کی صورت میں عمل کیا جاتا ہے، اور اگر کسی پہلو پر زیادہ رجحان ہو، مثلاً دو یا ایک رکعت پڑھنے میں ایک رکعت پڑھنے کی طرف زیادہ دل کا میلان اور رُجحان ہے، تو بعض دوسرے فقہائے کرام کے نزدیک اس صورت میں بھی مذکورہ طریقہ پر عمل کیا جائے گا، یعنی کم والے پہلو کو اختیار کرکے ایک مزید رکعت پڑھی جائے گی، اور آخر میں سجدہ سہو بھی کیا جائے گا، کیونکہ یہاں بھی یقینی پہلو کم رکعت والا ہی ہے۔ [1]

---

[1] إذا شک المصلی فی صلاته فلم یدر کم صلی أثلاثا أم أربعا، أو شک فی سجدة فلم یدر أسجدها أم لا، فإن الجمهور (المالکیة والشافعیة وروایة للحنابلة) ذهبوا إلی أنه یبنی علی الیقین وهو الأقل، ویأتی بما شک فیه ویسجد للسهو .ودلیلهم حدیث أبی سعید الخدری -رضی الله عنه -قال :قال رسول الله صلی الله علیه وسلم :إذا سها أحدکم فی صلاته فلم یدر واحدة صلی أو ثنتین فلیبن علی واحدة، فإن لم یدر ثنتین صلی أو ثلاثا فلیبن علی ثنتین، فإن لم یدر ثلاثا صلی أو أربعا فلیبن علی ثلاث، ولیسجد سجدتین قبل أن یسلم.ولحدیث إذا شک أحدکم فی صلاته فلیلق الشک، ولیبن علی الیقین، فإذا استیقن التمام سجد سجدتین، فإن کانت صلاته تامة کانت الرکعة نافلة والسجدتان، وإن کانت ناقصة کانت الرکعة تماما لصلاته، وکانت السجدتان مرغمتی الشیطان (الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج۲۴ ص ۲۳۵ الیٰ ۲۳۷،مادة ”سجود السهو“)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لیکن حنفیہ کے نزدیک اگر کسی کو اس طرح کا معاملہ پہلی دفعہ کے بعد پیش آیا ہو، تو غور کرکے جس پہلو کی طرف رُجحان زیادہ ہو، یعنی جتنی رکعت پڑھنے کا غالب گمان ہو، اس پر عمل کرنے کا حکم ہے، خواہ وہ تعداد کم ہو یا زیادہ، کیونکہ بعض احادیث میں غالب گمان پر عمل کرنے کا ذکر ہے۔ ۱

اور مذکورہ حکم اس وقت ہے جبکہ نماز ختم کرنے سے پہلے رکعت کی تعداد میں شک پیدا ہو، اور اگر نماز کا سلام پھیرنے کے بعد اس طرح کا شک ہو، تو پھر اس کو اہمیت نہیں دی جائے گی، اور اس پر عمل نہیں کیا جائے گا،

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

واختلف فی المراد بالتحری فقال الشافعية هو البناء علی اليقين لا علی الأغلب لأن الصلاة فی الذمة بيقين فلا تسقط إلا بيقين وقال بن حزم التحری فی حديث بن مسعود يفسره حديث أبی سعيد يعنی الذی أخرجه مسلم بلفظ وإذا لم يدر أصلی ثلاثا أو أربعا فليطرح الشک وليبن علی ما استيقن وروی سفيان فی جامعه عن عبد الله بن دينار عن بن عمر قال إذا شک أحدكم فی صلاته فليتوخ حتی يعلم أنه قد أتم انتهی (فتح الباری لابن حجر، ج۳ص۹۵، قوله باب إذا صلی خمسا)

۱ اور اگر پہلی مرتبہ اس طرح کا قضیہ پیش آیا ہو، تو حنفیہ کے نزدیک اس نماز کو دوبارہ پڑھنا چاہیے۔

(قوله وإن شک أنه کم صلی أول مرة استأنف وإن كثر تحری وإلا أخذ بالأقل) لقوله -عليه الصلاة والسلام- إذا شک أحدكم فی صلاته فليستقبل بحمله علی ما إذا كان أول شک عرض له توفيقا بينه وبين ما فی الصحيح مرفوعا إذا شک أحدكم فليتحر الصواب فليتم عليه بحمله علی ما إذا كان الشک يعرض له كثيرا وبين ما رواه الترمذی مرفوعا إذا سها أحدكم فی صلاته فلم يدر واحدة صلی أو ثنتين فليبن علی واحدة وإن لم يدر ثنتين صلی أو ثلاثا فليبن علی ثنتين فإن لم يدر ثلاثا صلی أو أربعا فليبن علی ثلاث وليسجد سجدتين قبل أن يسلم وصححه بحمله علی ما إذا لم يكن له ظن فإنه يبنی علی الأقل ويساعد هذا الجمع المعنی وهو أنه قادر علی إسقاط ما عليه دون حرج لأن الحرج بإلزام الاستقبال إنما يلزم عند كثرة عروض الشک له (البحرالرائق، ج۲، ص۱۱۷، باب سجود السهو)

قال -رحمه الله- (وإن كثر تحری) أی إن كثر شكه تحری وأخذ بأكبر رأيه لقوله -عليه الصلاة والسلام- من شک فی صلاته فليتحر الصواب والتحری طلب الأحری ولأنه يحرج بالإعادة فی كل مرة لا سيما إذا كان موسوسا فلا يجب عليه دفعا للحرج فتعين التحری قال -رحمه الله- (وإلا أخذ بالأقل) أی إن لم يكن له رأی بنی علی الأقل لقوله -عليه الصلاة والسلام- من شک فی صلاته فلم يدر أثلاثا صلی أم أربعا بنی علی الأقل؛ ولأن فی الإعادة حرجا علی ما ذكرنا وقد انعدم الترجيح بالرأی فتعين البناء علی اليقين حتی تبرأ ذمته بيقين ويقعد فی كل موضع يتوهم أنه آخر صلاته كی لا تبطل صلاته بترک القعدة، مثاله لو شک أنه صلی ثلاثا أم أربعا قعد قدر التشهد لاحتمال أنه صلی أربعا فيتم بالقعود ثم زاد ركعة أخری

Idara Ghufran

لاحتمال أنه صلى ثلاثا، ولو شك أنه صلى ركعة أو ركعتين أو ثلاثا أو أربعا أو لم يصل شيئا قعد قدر التشهد لاحتمال أنه صلى أربعا، ثم صلى أربع ركعات يقعد في كل ركعة منهن مقدار التشهد لما ذكرنا من الاحتمال (تبيين الحقائق، ج ۱، ص ۱۹۹، كتاب الصلاة، باب سجود السهو)

بلکہ اپنی نماز کو درست اور صحیح سمجھا جائے گا۔ [۱]

وسوسوں کی خاطر بآوازِ بلند یا مکرر الفاظ کی قرائت کرنا

بعض لوگ وسوسوں کی وجہ سے نماز میں بلند آواز سے تکبیرِ تحریمہ کہتے ہیں یا قرائت کرتے ہیں اور تسبیحات واذکار پڑھتے ہیں، اور بعض اوقات ایک ایک لفظ کو زور لگا لگا کر بار بار دوھراتے ہیں، جس سے دوسرے اور خاص کر برابر اور قریب میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے لوگوں کو اپنی نماز اور عبادت کو ادا کرنے میں خلل آتا ہے، اور احادیث میں اس طرح بلند آواز سے قرائت وذکر کر کے دوسرے کو خلل ڈالنے وایذاء پہنچانے کی ممانعت آئی ہے۔

چنانچہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اِعْتَكَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ، فَسَمِعَهُمْ يَجْهَرُوْنَ بِالْقِرَاءَةِ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ لَهٗ، فَكَشَفَ السُّتُوْرَ، وَقَالَ: إِنَّ كُلَّكُمْ مُنَاجٍ رَبَّهٗ فَلَا يُؤْذِيَنَّ بَعْضُكُمْ بَعْضًا، وَلَا يَرْفَعَنَّ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ بِالْقِرَاءَةِ أَوْ قَالَ: فِي الصَّلَاةِ (مسند احمد) [۲]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں اعتکاف فرمایا، پھر (اسی دوران

---

[۱] إذا شك بعد الفراغ من الصلاة أو غيرها من العبادات في ترك ركن منها، فإنه لا يلتفت إلى الشك، وإن كان الأصل عدم الإتيان به وعدم براءة الذمة، لكن الظاهر من فعل المكلفين للعبادات: أن تقع على وجه الكمال، فيرجح هذا الظاهر على الأصل (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱۲، ص ۱۹۵، مادة "تعارض")

وأما إذا وقع الشك بعد الفراغ من الصلاة بأن شك بعد السلام في ذوات المثنى أنه صلى واحدة أو شك في ذوات الأربع بعد السلام أنه صلى ثلاثاً أو أربعاً، أو في ذوات الثلاث شك بعد الصلاة أنه صلى ثلاثاً أو ثنتين، فهذا عندنا على أنه أتم الصلاة حملاً لأمره على الصلاح، وهو الخروج عن الصلاة في أولته ولو شك بعد ما فرغ من التشهد في القعدة الأخيرة على نحو ما بينا، فكذلك الجواب عمل على أنه أتم صلاته هكذا روى عن محمد رحمه الله (المحيط البرهاني، ج ۱، ص ۵۲۴، وص ۵۲۵، كتاب الصلاة، الفصل الثامن عشر في مسائل الشك)

منها فلو شك بعد الفراغ منها أنه صلى ثلاثا أو أربعا لا شيء عليه ويجعل كأنه صلى أربعا حملا لأمره على

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

الصلاح كذا في المحيط والمراد بالفراغ منها الفراغ من أركانها سواء كان قبل السلام أو بعده كذا في الخلاصة (البحرالرائق، ج۲، ص۱۱۷، كتاب الصلاة، باب سجود السهو)

۲ رقم الحديث ۱۱۸۹۶؛ابوداؤد، رقم الحديث ۱۳۳۲.

في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

آپ نے) لوگوں کو جہراً قرائت کرتے ہوئے سُنا اور آپ اپنے خیمے میں تھے، تو آپ نے (خیمہ کے) پردے کو ہٹایا، اور فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک اپنے رب سے مناجی (وسرگوشی کرنے والا) ہے، تو تم میں سے بعض بعض کو ہرگز بھی (بلند آواز کرکے) ایذاء نہ پہنچائیں، اور تم میں سے بعض بعض پر بآوازِ بلند قرائت ہرگز نہ کریں، یا یہ فرمایا کہ نماز میں (بآوازِ بلند قرائت نہ کریں) (مسند احمد)

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِعْتَكَفَ وَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: أَمَا إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ، فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ، فَلْيَعْلَمْ أَحَدُكُمْ مَا يُنَاجِي رَبَّهُ، وَلَا يَجْهَرُ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ بِالْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ (مسند احمد، رقم الحديث ۴۹۲۸) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کے دوران خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص بھی نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے، تو وہ اپنے رب سے مناجات (وسرگوشی) کرتا ہے، اس لئے تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ تم اپنے رب سے مناجات (وسرگوشی) کررہے ہو؟ اور تم نماز میں ایک دوسرے سے اونچی قرائت نہ کیا کرو (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ نماز میں قرائت وذکر کرنے والا اپنے رب سے مناجات وخطاب کرتا ہے، جس کو سنانے کے لئے آواز کو بلند کرنے کی ضرورت نہیں، لہٰذا بلند آواز کرکے دوسروں کی نماز وعبادت میں خلل ڈالنا بے جا عمل ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْفَعَ الرَّجُلُ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ قَبْلَ الْعَتَمَةِ وَبَعْدَهَا، يُغَلِّطُ أَصْحَابَهُ فِي الصَّلَاةِ (مسند احمد) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی قرآن کو بلند آواز سے

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

پڑھے، عشاء سے پہلے یا اس کے بعد، کہ وہ اپنے ساتھیوں کو نماز میں مغالطہ ڈالے (مسند احمد)

---

۱ فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحیح

۲ رقم الحدیث ۸۱۷.

فی حاشیة مسند احمد: حسن لغیره .

معلوم ہوا کہ نماز میں اتنی آواز سے قرائت کرنا اور اذکار کا پڑھنا منع ہے، کہ دوسروں کو تکلیف پہنچے، اور دوسروں کی عبادت میں خلل آئے۔

لیکن وسوسوں میں مبتلاء بعض لوگ نماز کی قرائت اور اس کے اذکار و کلمات کے سلسلہ میں بے جا غلو اور تکلف سے کام لے کر اپنی نماز کو سنت کے طریقے سے ہٹا دیتے ہیں، اور بعض مکروہ یا فاسد بھی کر بیٹھتے ہیں، چنانچہ بعض لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ تکبیر تحریمہ سے سلام پھیرنے تک ایک ایک لفظ، حرف یا کلمہ کو بار بار دہرانے کا عمل اس خیال سے کرتے ہیں کہ شاید پہلے الفاظ ادا نہ ہوئے ہوں یا ان کو صحیح مخرج سے ادا نہیں کیا جا سکا ہو، اور اسی وجہ سے بعض اوقات وہ اپنی آواز کو اتنا بلند کرتے ہیں کہ ساتھ والے لوگوں کو نماز ادا کرنا دوبھر ہو جاتا ہے۔

یہ سب غلو والی باتیں اور وسوسہ اور وہم کی اتباع ہے۔

سیدھا سادہ طریقہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ توجہ کے ساتھ اذکار و کلمات ادا کئے جائیں اور شیطان کے بہکاوے میں آ کر بار بار اس عمل کو نہ دہرایا جائے، اور اپنے ذہن سے اس خوف و ڈر کو نکال دیا جائے کہ مجھ سے الفاظ و کلمات اور حروف صحیح ادا نہیں ہوئے، ورنہ آج اگر پہلی دفعہ کی ادائیگی میں وسوسہ آ رہا ہے، آگے چل کر دوسری اور پھر تیسری مرتبہ میں بھی تسلی نہیں ہوگی، اور یہ سلسلہ اسی طرح آگے بڑھتا رہے گا، جس کے بعد بعض اوقات تنگ آ کر نماز ہی کو چھوڑنے کی نوبت آ سکتی ہے، اور شیطان اپنے سب مقاصد میں کامیاب ہو سکتا ہے، کبھی نماز سنت کے خلاف کروا کر، کبھی مکروہ، کبھی ضائع اور کبھی بالکل ہی محروم کروا کر۔

پس اس قسم کے وساوس سے نجات کا راستہ یہی ہے کہ انہیں بارِ خاطر میں نہ لایا جائے اور زبان سے ادا کئے جانے والے کلمات و اذکار کی طرف توجہ و استحضار رکھا جائے اور صرف اپنے کانوں تک سرسری آواز پہنچتے رہنے کو کافی سمجھا جائے، اور آواز بلند کر کے قریب والوں کی نماز و عبادت میں خلل کا باعث نہ بنا جائے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ وسوسوں کے پیروکاروں کو اس سے کم آواز میں یا اذکار و کلمات کو صرف

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ایک مرتبہ پڑھنے میں تسلی واطمینان نہیں ہوتا، تو اُنہیں یادرکھنا چاہئے کہ اس طرح کے اطمینان وتسلی کا شریعت نے حکم نہیں دیا، لہٰذا اس کو اہمیت دینے کی ضرورت نہیں۔

اور وسوسوں کی وجہ سے نماز کو بے جا لمبا کرنا اور اپنے آپ کو بے جا تکلیف ومشقت میں ڈالنا بھی شریعت کی نظر میں پسندیدہ نہیں۔

چنانچہ حضرت محجن بن ادرع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا فِي الْمَسْجِدِ يُطِيْلُ الصَّلَاةَ فَأَتَاهُ فَأَخَذَ بِمَنْكِبِهِ ثُمَّ قَالَ : إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ رَضِيَ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ الْيُسْرَ وَكَرِهَ لَهَا الْعُسْرَ قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَإِنَّ هٰذَا أَخَذَ بِالْعُسْرِ وَتَرَكَ الْيُسْرَ وَنَشَلَهُ نَشْلًا فَمَا رُئِيَ بَعْدَ ذٰلِكَ (مسند الحارث) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ ایک آدمی مسجد میں بہت لمبی نماز پڑھتا ہے، تو اس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، پھر اس کے مونڈھے کو پکڑا، پھر فرمایا کہ بے شک اللہ عزوجل اس امت کے لئے یُسر (یعنی سہولت وآسانی) کو پسند کرتا ہے، اور اس امت کے لئے عُسر (وتنگی) کو ناپسند کرتا ہے، یہ بات آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی، اور اس آدمی نے (غیر معمولی لمبی نماز پڑھ کر) عُسر (وتنگی) کو اختیار کیا ہے، اور یُسر (یعنی سہولت وآسانی) کو چھوڑ دیا ہے، جس نے اس کو کمزور کر دیا، پس اس کے بعد اس شخص کو (اس طرح مسجد میں لمبی نماز پڑھتے ہوئے) نہیں دیکھا گیا (مسند الحارث)

فقط۔ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ.

محمد رضوان

مؤرخہ ۲۱/صفر المظفر/ ۱۴۳۵ھ بمطابق 25/دسمبر/2013ء بروز بدھ

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

---

[1] رقم الحديث ۲۳۷، كتاب الصلاة، باب النهي عن أن يتكلف من العبادة ما يثقل عليه.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کیا آپ جانتے ہیں؟ مفتی محمد رضوان

* 1 دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

شراب نوشی والی جگہ یا شرابی کے پاس بیٹھنے کی ممانعت

اسلام میں شراب نوشی حرام، کبیرہ گناہ اور ملعون عمل ہے، اور ایسے گناہ و باعثِ لعنت عمل والی جگہ حاضر ہونا گناہ ہے، اس لئے جس دسترخوان، یا میز وغیرہ پر شراب پی جارہی ہو، وہاں بیٹھنا بھی منع ہے۔

چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلَا يَقْعُدْ عَلٰى مَائِدَةٍ يُشْرَبُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ

(مسند احمد، رقم الحديث ١٤٦٥١) [۱]

ترجمہ: اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، تو اسے چاہیے کہ وہ ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے کہ جس پر شراب پی جارہی ہو (مسند احمد)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَجْلِسْ عَلٰى مَائِدَةٍ يُدَارُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ

(مستدرک حاکم، رقم الحديث ٧٧٧٩) [۲]

ترجمہ: اور جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، تو وہ ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا دور چل رہا ہو (حاکم)

اور خلیفۂ راشد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلَا يَقْعُدَنَّ عَلٰى مَائِدَةٍ يُدَارُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ (مسند

---

[۱] في حاشية مسند احمد: حسن لغيره، وبعضه صحيح.

[۲] قال الحاكم: هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "

وقال الذهبي: على شرط مسلم

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

احمد، رقم الحدیث ۱۲۵) [۱]

ترجمہ: اے لوگو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، تو اسے چاہیے کہ وہ ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے کہ جس پر شراب کا دَور چل رہا ہو (مسند احمد)

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مَطْعَمَيْنِ : اَلْجُلُوْسِ عَلٰى مَائِدَةٍ يُشْرَبُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ أَوْ يَأْكُلُ الرَّجُلُ وَهُوَ مُنْبَطِحٌ عَلٰى بَطْنِهٖ (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۷۱۷۱) [۲]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قسم کے کھانوں کی جگہ سے منع فرمایا، ایک تو ایسے دسترخوان پر بیٹھنے سے کہ جس پر شراب پی جارہی ہو، دوسرے آدمی کے پیٹ کے بل مونڈھا ہو کر کھانے سے (حاکم)

اس طرح کی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [۳]

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ شراب نوشی والی جگہ اور بطورِ خاص ایسے دسترخوان پر بیٹھنا منع ہے کہ جس پر شراب پی جارہی ہو۔ اسی سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ ایسے ہوٹل میں کھانا کھانا اور مشروب پینا وغیرہ بھی منع ہے، جہاں شراب نوشی کا استعمال ہوتا ہے، البتہ اگر سخت مجبوری ہو، تو پھر ممکنہ حد تک شراب اور پی جانے والی مخصوص جگہ اور اس کے برتنوں سے بچتے ہوئے، ایسے ہوٹل میں حلال و پاک کھانا پینا جائز ہے۔

اور اسی سے فقہائے کرام نے یہ مسئلہ بھی اخذ کیا ہے کہ شراب نوشی کا ارتکاب کرنے والے شخص کی مجالست اور صحبت کو اختیار کرنا بھی گناہ ہے، کیونکہ اولاً تو شرابی شخص، اللہ کی رحمت اور فرشتوں کے قُرب سے محروم رہتا ہے، جس کی صحبت میں برکت و نورانیت نہیں ہوتی، دوسرے اکثر و بیشتر شراب اور نشہ کی عادت ولت

[۱] فی حاشیۃ مسند احمد: حسن لغیرہ.

[۲] قال الحاکم: هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "
وقال الذھبی: علی شرط مسلم

[۳] عَنْ مَكْحُولٍ الشَّامِيِّ، سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ :قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَقْعُدُ عَلَى مَائِدَةٍ يُشْرَبُ عَلَيْهَا الْخَمْرَ(مسند الشامیین للطبرانی، رقم الحدیث ۳۴۶۹)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

دوسرے شرابی یا نشہ کرنے والے شخص کی صحبت میں بیٹھنے سے پڑتی ہے، اور اچھی و بُری صحبت کے اچھے بُرے اثرات، ایک مسلمہ اُصول ہے، مثل مشہور ہے کہ:

''خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے''

اور ''صحبتِ صالح تُرا صالح کند، وصحبتِ طالع ترا طالع کند'' [1]

---

[1] یحرم مجالسة شراب الخمر وهم يشربونها، أو الأكل على مائدة يشرب عليها شيء من المسكرات خمرا كان أو غيره، لقول النبي صلى الله عليه وسلم :(من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يقعد على مائدة يشرب عليها الخمر) (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۵، ص۲۷، مادة: الاشربة، حكم مجالسة شاربى الخمر)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

عبرت کدہ　﴿اِنَّ فِیُ ذٰلِکَ لَعِبۡرَۃً لِّاُولِی الۡاَ بۡصَارِ﴾　ابوجویریہ

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت یوسف علیہ السلام (قسط۴۳)

حضرت یوسف علیہ السلام کے بچپن میں دیکھے گئے خواب کی تعبیر

حضرت یوسف علیہ السلام کے والدین اور برادرانِ یوسف جب حضرت یوسف کے دربار میں پہنچے، تو حضرت یوسف نے اپنی طرف سے والدین کی تعظیم کی، تخت پر بٹھلایا، لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کو حضرت یوسف علیہ السلام کی تعظیم وتکریم کرانی تھی، اس لئے اس زمانہ کے دستور کے مطابق والدین اور سب بھائی حضرت یوسف کے آگے سجدہ میں گر پڑے۔ [۱]

---

[۱] یہ سجدہ تعظیمی تھا، جو بقول حافظ ابن کثیر حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک جائز رہا، البتہ شریعت محمدیہ میں ممنوع وحرام قرار دیا گیا۔ جیسا کہ احادیث کثیرہ اس پر شاہد ہیں۔

بعض مفسرین نے اس جگہ سجدہ کے معنی متبادر مراد نہیں لیے، محض جھک جانے کے معنی لیے ہیں، بعض کہتے ہیں کہ یہ سجدہ یوسف کو نہ تھا بلکہ یوسف کی عزت وعظمت دیکھ کر سب نے اللہ کے سامنے سجدہ شکر ادا کیا۔

وقوله :ورفع أبويه على العرش قال ابن عباس ومجاهد وغير واحد :يعنى السرير، أى أجلسهما معه على سريره، وخروا له سجدا أى سجد له أبواه وإخوته الباقون .وكانوا أحد عشر رجلا، وقال يا أبت هذا تأويل رء ياى من قبل أى التى كان قصها على أبيه من قبل، إنى رأيت أحد عشر كوكبا الآية، وقد كان هذا سائغا فى شرائعهم إذا سلموا على الكبير يسجدون له، ولم يزل هذا جائزا من لدن آدم إلى شريعة عيسى عليه السلام، فحرم هذا فى هذه الملة، وجعل السجود مختصا بجناب الرب سبحانه وتعالى، هذا مضمون قول قتادة وغيره.

وفى الحديث أن معاذا قدم الشام فوجدهم يسجدون لأساقفتهم، فلما رجع سجد لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ما هذا يا معاذ؟ فقال إنى رأيتهم يسجدون لأساقفتهم، وأنت أحق أن يسجد لك يا رسول الله، فقال :لو كنت آمرا أحدا أن يسجد لأحد، لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها لعظم حقه عليها.وفى حديث آخر :أن سلمان لقى النبى صلى الله عليه وسلم فى بعض طرق المدينة، وكان سلمان حديث عهد بالإسلام، فسجد للنبى صلى الله عليه وسلم فقال :لا تسجد لى يا سلمان، واسجد للحى الذى لا يموت ، والغرض أن هذا كان جائزا فى شريعتهم، ولهذا خروا له سجدا، فعندها قال يوسف :يا أبت هذا تأويل رء ياى من قبل قد جعلها ربى حقا أى هذا ما آل إليه الأمر، فإن التأويل يطلق على ما يصير إليه الأمر، كما قال تعالى :هل ينظرون إلا تأويله يوم يأتى تأويله أى يوم القيامة يأتيهم ما وعدوا به من خير وشر.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَرَفَعَ اَبَوَيۡهِ عَلَى الۡعَرۡشِ وَخَرُّوۡا لَهٗ سُجَّدًا‌ ۚ وَقَالَ يٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاۡوِيۡلُ رُءۡيَاىَ مِنۡ قَبۡلُ قَدۡ جَعَلَهَا رَبِّىۡ حَقًّا‌ؕ وَقَدۡ اَحۡسَنَ بِىۡۤ اِذۡ اَخۡرَجَنِىۡ مِنَ السِّجۡنِ وَجَآءَ بِكُمۡ مِّنَ الۡبَدۡوِ مِنۡۢ بَعۡدِ اَنۡ نَّزَغَ الشَّيۡطٰنُ بَيۡنِىۡ وَبَيۡنَ اِخۡوَتِىۡ‌ ؕ اِنَّ رَبِّىۡ لَطِيۡفٌ لِّمَا يَشَآءُ‌ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡعَلِيۡمُ الۡحَكِيۡمُ(سورة يوسف ، رقم الآية ۱۰۰)

یعنی ”اور (حضرت یوسف علیہ السلام نے) اپنے والدین کو تخت پر اونچا بٹھایا اور ان کے آگے سب سجدہ میں گر پڑے، اور حضرت یوسف نے کہا کہ اے والد! میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے، اسے میرے رب نے سچ کر دکھایا اور اس نے مجھ پر احسان کیا جب مجھے قید خانے سے نکالا اور آپ کو گاؤں سے لے آیا اس کے بعد کہ شیطان مجھ میں اور میرے بھائیوں میں جھگڑا ڈال چکا، بے شک میرا رب جس کے لیے چاہتا ہے مہربانی فرماتا ہے بے شک وہی جاننے والا حکمت والا ہے“

حضرت یوسف علیہ السلام نے یہاں پر اللہ تعالیٰ کے احسانات ذکر فرمائے اور اللہ تعالیٰ کی لطیف تدبیر کی طرف توجہ دلائی کہ کس طرح مجھ کو قید سے نکال کر ملک کا حاکم ومختار بنا دیا اور اس جھگڑے کے بعد جو شیطان نے ہم بھائیوں میں ڈال دیا تھا جب کہ کوئی امید دوبارہ ملنے کی نہ رہی، کیسے اسباب ہمارے ملنے کے فراہم کر دیے۔

اس موقع پر اپنے مصائب وتکالیف کا کچھ ذکر نہ کیا، نہ کوئی حرف شکایت زبان پر لائے، بلکہ بھائیوں کے واقعہ کی طرف بھی ایسے عنوان سے اشارہ کیا کہ کسی فریق کی زیادتی یا تقصیر ظاہر نہ ہونے پائے کہ مبادا بھائی سن کر شرمندہ ہوں۔ (جاری ہے......)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقوله: قد جعلها ربي حقا أي صحيحة صدقا يذكر نعم الله عليه، وقد أحسن بي إذ أخرجني من السجن وجاء بكم من البدو أي البادية. قال ابن جريج وغيره: كانوا أهل بادية وماشية، وقال: كانوا يسكنون بالعربات من أرض فلسطين من غور الشام، قال: وبعض يقول: كانوا بالأولاج من ناحية شعب أسفل من حسمى، وكانوا أصحاب بادية وشاء وإبل .

من بعد أن نزغ الشيطان بيني وبين إخوتي إن ربي لطيف لما يشاء أي إذا أراد أمرا قيض له أسبابا وقدره ويسره إنه هو العليم بمصالح عباده، الحكيم في أقواله وأفعاله وقضائه وقدره وما يختاره ويريده(تفسير ابنِ كثير،تحت سورة يوسف ، رقم الآية ۱۰۰)

Idara Ghufran

طب وصحت

مفتی محمد رضوان

تلبینہ یعنی جَو (Barley) کے حریرہ کی افادیت

احادیث میں جَو (Barley) کے تلبینہ Talbina وحریرہ کی بڑی افادیت آئی ہے، خاص طور پر کمزوروں اور مریض لوگوں کے لئے، اس کی بہت افادیت بیان کی گئی ہے۔

آگے اس کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

تلبینہ، مریض کے دل کی تسکین اور غم کے ازالہ کا باعث ہے

حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّهَا كَانَتْ تَأْمُرُ بِالتَّلْبِیْنِ لِلْمَرِیْضِ وَلِلْمَحْزُوْنِ عَلَى الْهَالِكِ، وَكَانَتْ تَقُوْلُ: إِنِّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: إِنَّ التَّلْبِیْنَةَ تُجِمُّ فُؤَادَ الْمَرِیْضِ، وَتَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزْنِ (بخاری، رقم الحدیث ۵۶۸۹)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مریض کے لئے اور کسی کے فوت ہونے کی وجہ سے غمزدہ کے لئے تلبینہ کا حکم دیتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تلبینہ مریض کے دل کو تسکین دیتا ہے اور ایک حد تک غم کو دور کرتا ہے (بخاری)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهَا كَانَتْ إِذَا مَاتَ الْمَیِّتُ مِنْ أَهْلِهَا، فَاجْتَمَعَ لِذٰلِكَ النِّسَاءُ، ثُمَّ تَفَرَّقْنَ إِلَّا أَهْلَهَا وَخَاصَّتَهَا، أَمَرَتْ بِبُرْمَةٍ مِنْ تَلْبِیْنَةٍ فَطُبِخَتْ، ثُمَّ صُنِعَ ثَرِیْدٌ فَصُبَّتِ التَّلْبِیْنَةُ عَلَیْهَا، ثُمَّ قَالَتْ: كُلْنَ مِنْهَا، فَإِنِّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اَلتَّلْبِیْنَةُ مُجِمَّةٌ لِفُؤَادِ الْمَرِیْضِ، تَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزْنِ (بخاری، رقم الحدیث ۵۴۱۷)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا جب کوئی رشتہ دار فوت ہوجاتا، اور عورتیں جمع ہوتیں، پھر جب عورتیں واپس چلی جاتیں، اور صرف گھر کی اور خاص عورتیں رہ جاتیں، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تلبینہ بنانے کا حکم دیتیں، پھر تلبینہ پکایا جاتا، پھر ثرید بنا کر تلبینہ اس پر ڈال دیا جاتا، پھر فرماتیں کہ اسے کھاؤ اس لئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تلبینہ مریض کے دل کو تسکین دیتا ہے اور ایک حد تک غم کو دور کرتا ہے (بخاری)

ثرید دراصل اس کھانے کو کہا جاتا جس میں روٹی کو سالن میں چور لیا جاتا ہے، اور بعض اوقات اس میں گوشت بھی شامل ہوتا ہے۔ [۱]

اس طرح کا کھانا لذت والا ہونے کے ساتھ ساتھ زود اور جلد ہضم ہوتا ہے اور چبانے کی مشقت بھی زیادہ پیش نہیں آتی۔ [۲]

تلبینہ دراصل جو (Barley) کے آٹے سے مخصوص طرح پر تیار کیا جاتا ہے، جس کا طریقہ آگے آتا ہے۔

---

[۱] (ث ر د) : الثَّرِيدُ فَعِيلٌ بِمَعْنَى مَفْعُولٍ وَيُقَالُ أَيْضًا مَثْرُودٌ يُقَالُ ثَرَدْتُ الْخُبْزَ ثَرْدًا مِنْ بَابِ قَتَلَ وَهُوَ أَنْ تَفُتَّهُ ثُمَّ تَبُلَّهُ بِمَرَقٍ وَالِاسْمُ الثُّرْدَةُ (المصباح المنير فی غریب الشرح الکبیر، تحت مادة ث ر د)

قَوْله :(الثَّرِيد) ، فِي الأَصْل :الْخبز المكسور، يُقَال :ثردت الْخبز ثرداً أَي كسرته فَهُوَ ثريد ومثرود، والإسم :الثردة بِالضَّمِّ (عمدة القاری، كِتابُ المَنَاقِبِ، بابُ فَضْلِ عائِشَةَ رَضِی الله تعَالَی عَنْهَا)

قَوْلُهُ بَابُ الثَّرِيدِ:بِفَتْحِ الْمُثَلَّثَةِ وَكَسْرِ الرَّاءِ مَعْرُوفٌ وَهُوَ أَنْ يُثْرَدَ الْخُبْزُ بِمَرَقِ اللَّحْمِ وَقَدْ يَكُونُ مَعَهُ اللَّحْمُ وَمِنْ أَمْثَالِهِمُ الثَّرِيدُ أَحَدُ اللَّحْمَيْنِ وَرُبَّمَا كَانَ أَنْفَعَ وَأَقْوَى مِنْ نَفْسِ اللَّحْمِ النَّضِيجِ إِذَا ثُرِدَ بِمَرَقَتِهِ (فتح الباری لابن حجر، كتاب الْأَطْعِمَة ،بَابُ الثَّرِيد)

(اثردوا) بهمزة وصل مضمومة فمثلثة فراء مضمومة أمر ارشاد أی فتوا الخبز فی المرق فإن فيه سهولة المساغ وتيسير التناول ومزيد اللذة ويقال الثريد أحد اللحمين (ولو بماء) مبالغة فی تأكيد طلبه والمراد ولو مرقا يقرب من الماء قيل وأول من ثرد إبراهيم الخليل عليه الصلاة والسلام .قال الزمخشری :ثردت الخبز أثرده وهو أن تفته ثم تبله بمرق وتشرقه فی وسط الصحيفة وتجعل له رقبة (فيض القدير للمناوی، تحت رقم الحديث ١٦٠)

[۲] وَالسِّرُّ فِيهِ أَنَّ الثَّرِيدَ مَعَ اللَّحْمِ جَامِعٌ بَيْنَ الْغِذَاءِ وَاللَّذَّةِ وَالْقُوَّةِ، وَسُهُولَةِ التَّنَاوُلِ، وَقِلَّةِ الْمُؤْنَةِ فِی الْمَضْغِ، وَسُرْعَةِ الْمُرُورِ فِی الْمِرِّیءِ، فَضُرِبَ بِهِ مَثَلًا لِيُؤْذِنَ بِأَنَّهَا أُعْطِتْ مَعَ حُسْنِ الْخُلُقِ وَالْخَلْقِ، وَحَلَاوَةِ النُّطْقِ فَصَاحَةَ اللَّهْجَةِ وَجَوْدَةَ الْقَرِيحَةِ، وَرَزَانَةَ الرَّأْیِ، وَرَصَانَةَ الْعَقْلِ، وَالتَّحَبُّبَ إِلَی الْبَعْلِ، فَهِیَ تَصْلُحُ لِلتَّبَعُّلِ وَالتَّحَدُّثِ وَالِاسْتِئْنَاسِ بِهَا، وَالْإِصْغَاءِ إِلَيْهَا، وَحَسْبُكَ أَنَّهَا عَقِلَتْ عَنِ النَّبِیِّ -صَلَّی اللَّهُ تَعَالَی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- مَا لَمْ تَعْقِلْ غَيْرُهَا مِنَ النِّسَاءِ، وَرَوَتْ مَا لَمْ يَرْوِ مِثْلُهَا مِنَ الرِّجَالِ، وَمِمَّا يَدُلُّ عَلَی أَنَّ الثَّرِيدَ أَشْهَی الْأَطْعِمَةِ عِنْدَهُمْ وَأَلَذُّهَا قَوْلُ الشَّاعِرِ :إِذَا مَا الْخُبْزُ تَأْدِمُهُ بِلَحْمٍ ...فَذَاكَ أَمَانَةَ اللَّهِ الثَّرِيدُ (مرقاة المفاتيح، بَابُ بَدْءِ

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

الْخَلْقِ وَذِکْرِ الْأَنْبِیَاءِ عَلَیْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ)

مذکورہ احادیث میں تلبینہ کی یہ افادیت بیان کی گئی کہ اس سے مریض کے دل کو تسکین حاصل ہوتی ہے، اور کافی حد تک رنج وغم دور ہوتا ہے۔

اور بیماری کی وجہ سے مریض کی جو رطوبتیں خشک ہوجاتی ہیں، تلبینہ سے وہ خشکی دور ہوتی ہے، اور معدہ کی فاسد رطوبات سے صفائی ہوجاتی ہے۔ [1]

حضرت محمد بن سائب کی والدہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ عَائِشَةَ، رَضِیَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ : کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ أَهْلَهُ الْوَعْکُ أَمَرَ بِالْحِسَاءِ فَصُنِعَ ثُمَّ یَأْمُرُهُ فَیَحْسُوْ مِنْهُ وَکَانَ یَقُوْلُ : إِنَّهُ لَیَرْتُوْ عَنْ فُؤَادِ السَّقِیْمِ - أَوْ یَسْرُوْ عَنْ فُؤَادِ السَّقِیْمِ - کَمَا تَسْرُوْ إِحْدَاکُنَّ الْوَسَخَ عَنْ وَجْهِهَا بِالْمَاءِ (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۷۱۲۲، سنن ابن ماجه، رقم الحدیث ۳۴۴۵، بَابُ التَّلْبِیْنَةِ) [2]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی گھر والے کو جب بخار ہوتا، تو حریرہ کا حکم فرماتے، پھر حریرہ تیار کیا جاتا، جس کے مریض کو کھانے

---

[1] (مجمة) بالتشديد وفتح الميمين أى مريحة قال القرطبى :روى بفتح الميم والجيم وبضم الميم وكسر الجيم فعلى الأول مصدر أى جمام وعلى الثانى اسم فاعل من أجم وفى رواية البخارى تجم بضم الجيم (لفؤاد المريض) أى تريح قلبه وتسكنه وتقويه وتزيل عنه الهم وتنشطه بإخمادها للحمى من الإجمام وهو الراحة فلا حاجة لما تكلفه بعض الأعاظم من تأويل الفؤاد برأس المعدة فتدبر ونفع ماء الشعير للحى لا ينكره إلا جاهل بالطب (تذهب ببعض الحزن) فإن فؤاد الحزين يضعف باستيلاء اليبس على أعضائه وعلى معدته لقلة الغذاء والحساء يرطبها ويغذيها ويقويها لكن كثيرا ما يجتمع بمعدته خلط مرارى أو بلغمى أو صديدى والحساء يجلوه عن المعدة قال ابن حجر :النافع منها ما كان رقيقا نضيجا غليظا نيئا(فيض القدير شرح الجامع الصغير،تحت رقم الحديث ۳۴۰۹)

[2] قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ.

وقال الذهبى فى التلخيص: صحيح.

وقال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح. أم محمَّد بن السائب انفرد بالرواية عنها ابنها، وقال عنها الحافظ ابن حجر فى "التقريب :"مقبولة .وباقى رجال الإسناد ثقات.

وأخرجه الترمذى ۲۱٦۰، والنسائى فى (الكبرى) ۷۵۲۹، من طريق إسماعيل ابن علية، بهذا الإسناد.

وقال :حسن صحيح .وهو فى مسند أحمد ۲۴۰۳۵.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

وأخرجه بنحوه البخاری ۵۴۱۷ و ۵۶۸۹، ومسلم ۲۲۱۶، والترمذی ۲۱۶۱ من طریق الزهری، عن عروة بن الزبیر، عن عائشة وفیه: إن التلبینة تُجِمُّ فؤاد المریض، وتذهب ببعض الحزن (حاشیة ابنِ ماجه)

کا آپ حکم فرماتے ،اوررسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ حریرہ بیمار وکمزور کے دل کو بڑھاتا (وتقویت دیتا) ہے یا بیمار کے دل کو (رنج وغم وغیرہ سے) اس طرح دھو دیتا ہے، جس طرح تم میں سے کوئی پانی سے اپنے چہرہ کے میل کچیل کو دھو دیتا ہے (ابنِ ماجہ)

اس حدیث میں حریرہ سے مراد تلبینہ ہی ہے۔

مذکورہ حدیث میں تلبینہ یاجَو (Barley) کے آٹے کے حریرہ کی یہ افادیت بیان کی گئی ہے کہ وہ مریض کے دل کو تسکین دیتا ہے اور رنج وغم کو دور کرتا ہے، اوراس قسم کی چیزوں سے دل کو دھو دیتا ہے، اور بعض احادیث میں پیٹ کو دھونے یعنی صاف کرنے کا بھی ذکر آیا ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔ [1]

تلبینہ، پیٹ کے میل کچیل کو دھونے کا باعث ہے

حضرت اُمِ کلثوم سے روایت ہے کہ:

عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا،أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: عَلَيْكُمْ بِالْبَغِيْضِ النَّافِعِ التَّلْبِيْنَةِ وَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّهُ لِيَغْسِلُ بَطْنَ أَحَدِكُمْ كَمَا

---

[1] التلبینة :حساء یعمل من دقیق، أو من نخالة، وربما یجعل فیها عسل، سمیت تلبینة تشبیها باللبن، لبیاضها ورقتها .قوله :مجمة، أی :یسرو عنه همه، وفی الحدیث فی السفرجل أنها تجم الفؤاد، أی :تریحه، وتکمل نشاطه(شرح السنة،للبغوی،باب الثرید والتلبینة)

(کان إذا أخذ أهله) أی أحدا من أهل بیته (الوعک) أی الحمی أو ألمها (أمر بالحساء) بالفتح والمد طبیخ یتخذ من دقیق وماء ودهن (فصنع) بالبناء للمفعول (ثم أمرهم فحسوا وکان یقول أنه لیرنو) بفتح المثناة التحتیة وراء ساکنة فمثناة فوقیة أی یشد ویقوی (فؤاد الحزین) قلبه أو رأس معدته (ویسرو عن فؤاد السقیم) بسین مهملة أی یکشف عن فؤاده الألم ویزیله (کما تسرو إحداهن الوسخ بالماء عن وجهها) أی تکشفه وتزیله...... (ت) فی الطب (ک) فی الأطعمة کلهم (عن عائشة) وقال الترمذی :حسن صحیح وقال الحاکم :صحیح وأقره الذهبی(فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۶۵۴۲)

(وعن عائشة -رضی الله تعالی عنها -قالت :کان رسول الله -صلی الله علیه وسلم -إذا أخذ أهله) : أی أهل بیته (الوعک) : بفتح فسکون أی الحمی أو شدتها (أمر بالحساء) : بفتح ومد طبیخ معروف یتخذ من دقیق وماء ودهن ویکون رقیقا یحسی، کذا فی النهایة .وذکر بعضهم السمن بدل الدهن وأهل مکة یسمونه بالحریرة، (فصنع) بصیغة المجهول (ثم أمرهم فحسوا) : بفتح السین أی فشربوا (منه) ، وصیغة الجمع إما للمشارکة فی الأکل أو فی الحمی (وکان یقول " :إنه) : أی الحساء (لیرتو) : بفتح الیاء وسکون الراء وضم الفوقیة أی یشد ویقوی (فؤاد الحزین) : أی قلبه (ویسرو) : بفتح فسکون فضم أی:

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

يكشف ويرفع الضيق والتعب (عن فؤاد السقيم كما تسرو) : بالتأنيث وجوز التذكير أی تزيل وتدفع (إحداكن الوسخ بالماء عن وجهها، رواه الترمذی، وقال :هذا حديث حسن صحيح) . وكذا رواه ابن ماجه والحاكم(مرقاة المفاتيح، ج۷ص ۲۷۲۶، كتاب الاطعمة)

يَغُسِلُ الُوَسَخَ عَنُ وَجُهِهِ بِالُمَاءِ قَالَ: وَكَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشُتَكٰى أَحَدٌ مِّنُ أَهُلِهِ لَمُ تَزَلُ الُبُرُمَةُ عَلَى النَّارِ حَتّٰى يَقُضِیَ عَلٰى أَحَدِ طَرَفَيُهِ إِمَّا مَوُتٌ أَوُ حَيَاةٌ (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۷۴۵۵،و رقم الحديث ۸۲۴۵) [۱]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم بغیض (یعنی ناپسند کئے جانے والی) مگر نافع (یعنی فائدہ پہنچانے والی) تلبینہ ضرور استعمال کرو، اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے کہ یہ تمہارے پیٹ کو اس طرح دھودیتی ہے، جیسے پانی چہرہ کے میل کو دھودیتا ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں میں سے کسی کو جب کوئی شکایت (یا بیماری وغیرہ کی تکلیف) ہوتی تھی، تو وہ (تلبینہ تیار کرنے کے لئے) پتھر کی ہانڈی کو آگ پر اس وقت تک رکھواتے تھے، یہاں تک کہ (مریض کے) دو کاموں میں سے ایک ہوجاتا، یا موت یا زندگی (حاکم)

تلبینہ کو بغیض یعنی ناپسند کئے جانے والی اس لئے قرار دیا کہ مریض اس کو دوسری دوائیوں کی طرح ناپسند کرتا ہے، مگر یہ مریض کے لئے انتہائی نافع ہے۔ [۲]

---

[۱] قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرُطِ الشَّيُخَيُنِ فَقَدِ احُتَجَّ مُسُلِمٌ بِمُحَمَّدِ بُنِ السَّائِبِ، وَاحُتَجَّ الُبُخَارِیُّ بِأَيُمَنَ بُنِ نَابِلٍ الُمَكِّیِّ ثُمَّ لَمُ يُخَرِّجَاهُ.

وقال الذهبی فی التلخيص: صحيح(تحت رقم الحديث ۷۴۵۵)

قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ عَلَى شَرُطِ الُبُخَارِیِّ، وَلَمُ يُخَرِجَاهُ.

وقال الذهبی فی التلخيص: على شرط البخاری(تحت رقم الحديث ۸۲۴۵)

[۲] قوله :(هو البغيض) بالباء الموحدة وبالمعجمتين على وزن عظيم من البغض، يعنی :يبغضه المريض مع كونه ينفعه كسائر الأدوية(عمدة القاری للعينی، ج ۲۱ ص۲۳۸، باب التلبينة للمريض)

(عليكم بالبغيض النافع) أی كلوه أو لازموا استعماله قالوا :وما البغيض النافع يا رسول الله قال :(التلبينة) بفتح فسكون حساء يعمل من دقيق فيصير كاللبن بياضا ورقة وقد يجعل فيه عسل والبغيض كعظيم من البغض سماه به لأنه مبغوض للمريض مع كونه ينفعه كسائر الأدوية وحكى عياض أنه وقع له فی رواية المروزی بنون بدل الموحدة قال :ولا معنى له وذلک لأنه غذاء فيه لطافة سهل التناول للمريض فإذا استعمله اندفعت عنه الحرارة الجوعية وحصلت له القوة الغذائية بغير مشقة (فوالذی نفسی بيده إنه) أی هذا الطعام المسمى بها وفی رواية إنها (ليغسل بطن أحدكم كما يغسل الوسخ عن وجهه بالماء) تحقيق لوجه الشبه قال الموفق البغدادی :إذا شئت منافع التلبينة فاعرف منافع ماء الشعير سيما إذا كان نخالة فإنه يجلو وينفذ بسرعة ويغذی غذاء لطيفا وإذا شرب حارا كان أحلى وأقوى نفوذا >تنبيه <قال الراغب :

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

النافع هو ما يعين على بلوغ الشيء كالفضيلة والسعادة والخير والشفاء والنافع فى الشىء ضربان ضرورى وهو ما لا يمكن الوصول إلى المطلوب إلا به كالعلم والعمل الصالح للمكلف فى البلوغ إلى النعيم الدائمى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت اسحاق بن ابی طلحہ سے مرسلاً روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي التَّلْبِيْنِ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ (بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث بن أبى أسامة، رقم الحديث ۵۵۹، باب فى التلبينة)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تلبینہ کے بارے میں فرمایا کہ یہ ہر مرض کے لئے شفاء ہے(مسندالحارث)

یہ حدیث سند کے اعتبار سے مرسل ہے، یعنی اس میں روایت کرنے والے صحابی کا نام مذکور نہیں، ممکن ہے کہ تلبینہ کو مبالغہ کے طور پر ہر مرض کے لئے شفاء کا باعث بتلایا گیا ہو، اور مطلب یہ ہو کہ مریض کے لئے کئی چیزوں کی افادیت کا باعث ہے۔

تلبینہ، بنانے کا طریقہ

تلبینہ بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ عمدہ جو (Barley) کا ایسا آٹا کہ جس کے ساتھ اس کی اپنی بھوسی یعنی چھلکا بھی پیسا گیا ہو، اس میں تقریباً پانچ گنا صاف پانی شامل کر کے معتدل اور درمیانی آگ پر پکایا جائے، اور جب پانی کے تقریباً چار حصے خشک ہو کر پانچواں حصہ باقی رہ جائے، تو اس حریرہ کو بقدرِ حاجت استعمال کیا جائے۔ [۱]

بعض اوقات تلبینہ میں حسبِ ضرورت اور مریض کی حسبِ خواہش شہد یا دودھ بھی شامل کر لیا جاتا ہے، جس کی افادیت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے، لیکن ایسا کرنا ضروری نہیں۔ [۲]

تلبینہ کے خواص

تلبینہ کی اصل افادیت اسی وقت حاصل ہوتی ہے، جب اس کو آگ پر پکایا جائے، اور پتلا حریرہ بنایا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وغير ضرورى وهو الذى قد يسد غيره مسده كالسكنجبين فى كونه نافعا فى قمع الصفراء ومن ما هنا(هـ ك) فى الطب (عن عائشة) قال الحاكم: صحيح وأقره الذهبى ورواه عنها النسائى أيضا(فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۵۵۱۶)

[۱] قال ابن القيم: هذا ماء الشعير المغلى وهو أكثر غذاء من سويقه نافع للسعال قامع لحدة الفضول مدر للبول جدا قامع للظمأ مطف للحرارة وصفته أن يرض ويوضع عليه من الماء العذب خمسة أمثاله ويطبخ بنار معتدلة إلى أن يبقى خمساه(فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۲۵۴۲)

[۲] (التلبينة) بفتح فسكون حساء يتخذ من دقيق أو نخالة وربما جعل بعسل أو لبن وشبهه باللبن فى بياضه

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

سمی بالمرة من التلبین مصدر لبن القوم إذا سقاهم اللبن حکی الزیادی عن بعض العرب لبناهم فلبنوا أی سقیناهم اللبن فأصابهم منه شبه سکر. ذکره الزمخشری (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، تحت رقم الحدیث ۳۴۰۹)

جائے، کچی اور گاڑھی شکل میں وہ افادیت حاصل نہیں ہوتی۔

اور جَو (Barley) کا پانی اس حریرہ سے الگ چیز ہے، جَو کا پانی دراصل ثابت جَو (Barley) سے کچی حالت میں بنایا جاتا ہے، جس کی افادیت بھی طبی اعتبار سے مسلم ہے۔

اور جَو (Barley) کا حریرہ اس کے چھلکے سمیت پسے ہوئے آٹے کو پانی میں پکا کر بنایا جاتا ہے، جس کی افادیت جَو (Barley) کے پانی سے زیادہ ہو جاتی ہے۔

تلبینہ غذائی اعتبار سے ایک لطیف اور نرم غذا شمار ہوتی ہے، جس کو ہضم کرنے میں مریض کو مشکلات پیش نہیں آتیں، اور غذا کے مقاصد بہتر طریقہ سے حاصل ہوتے ہیں، تلبینہ مریض کے جسم میں بہتر طریقہ سے سرایت کرتا ہے، اور اس کی فوت شدہ صلاحیتوں اور حرارتِ غریزیہ کو بحال کرنے میں مدد دیتا ہے، اور معدہ کو تقویت وجلاء بخشتا ہے، اور مریض کی تسکین کا ذریعہ اور رنج وغم دور کرنے کا باعث بنتا ہے۔ ۱؎

جَو (Barley) ویسے بھی بذاتِ خود انتہائی مفید غلہ شمار ہوتا ہے، جس میں کولیسٹرول کو کم کرنے اور دل ودماغ کے امراض سے حفاظت، اور شوگر و کینسر وغیرہ کی بیماری کو دور کرنے کی خاصیت پائی جاتی ہے۔

۱؎ التَّلْبین: هو الحِسَاءُ الرقیقُ الذی هو فی قِوَامِ اللَّبن، ومنه اشتُق اسمُه، قال الهَرَوِیُّ: سمیت تَلبینةً لشبهها باللَّبن لبیاضِها ورقتِها، وهذا الغِذَاءُ هو النافع للعلیل، وهو الرقیقُ النضیج لا الغلیظ النِّیءُ، وإذا شئتَ أن تعرِفَ فضل التَّلْبینَةِ، فاعرفْ فضل ماء الشعیر، بل هی ماءُ الشعیر لهم، فإنها حِساء متَّخذ من دقیق الشعیر بنُخالته، والفرق بینها وبین ماء الشعیر أنه یُطبخ صِحاحاً، والتَّلبینَة تُطبخ منه مطحوناً، وهی أنفع منه لخروج خاصیَّةِ الشعیر بالطحن، وقد تقدَّم أنَّ للعاداتِ تأثیراً فی الانتفاع بالأدویة والأغذیة، وکانت عادةُ القوم أن یتخذوا ماء الشعیر منه مطحوناً لا صِحاحاً، وهو أکثرُ تغذیةً، وأقوى فعلاً، وأعظمُ جلاءً، وإنما اتخذه أطباءُ المدن منه صِحَاحاً لیکونَ أرقَّ وألطفَ، فلا یَثقُل على طبیعة المریض، وهذا بحسب طبائع أهل المدن ورَخاوتِها، وثِقلِ ماءِ الشعیر المطحون علیها. والمقصودُ: أنَّ ماء الشعیر مطبوخاً صِحاحاً یَنفُذُ سریعاً، ویَجلُو جَلاءً ظاهراً، ویُغذی غِذاءً لطیفاً. وإذا شُرِب حاراً کان جلاؤه أقوى، ونفوذُه أسرَع، وإنماؤه للحرارة الغریزیة أکثرَ، وتلمیسُه لسطوح المَعِدَة أوفق.

وقولُه صلى الله علیه وسلم فیها": مجمةٌ لفؤاد المریض"، یُروى بوجهین؛ بفتح المیم والجیم، وبضم المیم، وکسر الجیم. والأول: أشهر. ومعناه: أنها مُریحةٌ له، أی: تُریحهُ وتسکِّنُه من "الإِجْمام "وهو الراحة. وقولُه": تُذهب ببعض الحُزْن"، هذا والله أعلم لأن الغم والحزن یُبَرِّدان المزاجَ، ویُضعفان الحرارةَ الغریزیة لمیلِ الروح الحامل لها إلى جهة القلب الذی هو عسلاً لم یضر به. والثانی: متى تناوله، أضرَّ به. والثالث: یضرُّ به قلیلاً. فالعادةُ رکنٌ عظیم فی حفظ الصحة،

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ومعالجةِ الأمراض، ولذلک جاء العلاجُ النبویُّ بإجراء کل بدن علی عادته فی استعمال الأغذیة والأدویة وغیرِ ذلک(زادالمعاد لابنِ القیم، فصل :فی هَدْیه فی علاج الحُمّٰی)

اخبارِادارہ

مولانا محمد امجد حسین

H ادارہ کے شب وروز F

r ......۲۳/صفر، یکم، ۸، ۱۵، ۲۲/ ربیع الاول بروز جمعہ متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کی نشستیں ہوئیں۔

r ......۲۳/صفر بروز جمعہ حضرت مدیر صاحب اپنی والدہ اور اہلِ خانہ کے ساتھ اسلام آباد کی ایک تفریح گاہ میں بعد نمازِ جمعہ تشریف لے گئے۔

r ......۲۵/صفر، ۳، ۱۰، ۱۷/ ربیع الاول اتوار کو دن میں ہفتہ وار اصلاحی مجلس ہوئی، بعد عصر طلبہ کرام کے لئے ہفتہ وار اصلاحی بیان ہوا۔

r ......۲۶/صفر بروز پیر حضرت مدیر صاحب جناب ہلال صاحب کی دعوتِ ولیمہ میں ٹوپی رکھ آڈیٹوریم میں عشائیہ پر مدعو تھے، مولانا محمد ناصر ہمراہ تھے۔

r ......۲۹/صفر جمعرات کو حضرت مدیر صاحب، ملک شبیر صاحب کی والدہ کے جنازہ میں شریک ہوئے، اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے۔ آمین۔

r ......یکم/ ربیع الاول جمعہ کو حضرت مدیر صاحب نے بعد نمازِ جمعہ مسجد امیر معاویہ کوہاٹی بازار میں ایک صاحب کا نکاحِ مسنون پڑھایا۔

r ......۳/ ربیع الاول کو جناب حاجی افتخار صاحب (صرافہ بازار) کی والدہ کا انتقال ہوا، حضرت مدیر صاحب ان کے جنازہ میں بعد عشاء شریک ہوئے، اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے۔ آمین

r ......۹/ ربیع الاول ہفتہ، مولانا انصر باجوہ صاحب اور مولانا عبدالرحیم چاریاری صاحب دارالافتاء میں تشریف لائے اور حضرت مدیر صاحب سے ملاقات ومجالست ہوئی۔

r ......۱۱/ ربیع الاول پیر، حضرت مفتی سید عبدالقدوس ترمذی صاحب (جامعہ حقانیہ، سرگودھا) اور حضرت مولانا اشرف صاحب (سرگودھا) تشریف لائے، دارالافتاء میں حضرت مدیر صاحب کے ساتھ علمی مجلس رہی، بعد ظہر معزز مہمان رخصت ہوئے، راولپنڈی میں آپ ایک دینی ادارہ میں مدعو تھے۔

r ......۱۳/ ربیع الاول بدھ، مسجدِ غفران میں بعد نمازِ عشاء درسِ قرآن کا آغاز ہوا (بحمداللہ بعد عصر درسِ حدیث کا سلسلہ پہلے سے جاری ہے)

r ......۱۵/ ربیع الاول بعد جمعہ حضرت مدیر صاحب نے جناب بلال صاحب، جناب اشفاق صاحب اور جناب ماجد صاحب (کوہاٹی بازار) کے والد صاحب کا جنازہ پڑھایا، اللہ تعالیٰ تمام مرحوم کی مغفرت فرمائے، اسی دن

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

حضرت مدیر صاحب نے عصر کے وقت ڈھوک کھبہ میں جناب حاجی یوسف صاحب کے بیٹے حافظ عمیر صاحب کے گھر میں اُن کا نکاحِ مسنون پڑھایا۔

اخبارِ عالم C C @ حافظ غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

?21/دسمبر/2013ء، بمطابق ۱۷/صفرالمظفر/1435ھ: پاکستان: سی این جی کی بندش، حکومتی پالیسی معطل، 77 سی این جی سٹیشنز کو گیس فراہمی کا حکم، فیصلے کا اطلاق پوٹھوہار ریجن پر ہوگا ?22/دسمبر: پاکستان: 6 ماہ میں بجلی چوروں کیخلاف 10 ہزار 844 مقدمات درج ?23/دسمبر: پاکستان: ارکانِ اسمبلی کے ٹیکس گوشواروں میں تضادات کا انکشاف ?24/دسمبر: پاکستان: لیفٹنٹ جنرل جاوید اقبال کور کمانڈر بہاولپور، ضمیرالحسن ایڈ جوٹنٹ جنرل تعینات ?25/دسمبر: پاکستان: پاک، بھارت ڈی جی ایم اوز کی 14 سال بعد ملاقات، کنٹرول لائن پر جنگ بندی، ہاٹ لائن رابطے مؤثر بنانے پر اتفاق ?26/دسمبر: پاکستان: ارکانِ پارلیمنٹ کے اثاثے عوام کے لئے مشتہر، نواز شریف 1.88 ارب، عمران خان 6 کروڑ کے مالک ?27/دسمبر: بنگلہ دیش، عام انتخابات سے قبل ملک بھر میں فوج تعینات، اپوزیشن رہنما خالدہ ضیاء نظر بند ?28/دسمبر: پاکستان: بلدیاتی انتخابات، پرنٹنگ کارپوریشن سمیت 7 سرکاری اداروں کا بیلٹ پیپرز کی چھپائی سے انکار، اضافی 3 ہفتے مانگ لئے ?29/دسمبر: پاکستان: بھارت کنٹرول لائن پر غیر قانونی تعمیرات نہیں کرے گا، پاک بھارت سرحدی حکام کا 5 روزہ اجلاس ختم ?30/دسمبر: پاکستان: وزیر اعظم نے پیسکو، خیبر پختونخوا کو دینے کی منظوری دے دی، پیشکش قبول نہیں، پرویز خٹک ?31/دسمبر: پاکستان: ریکوری میں بڑے پیمانے پر کمی، گردشی قرضے پھر 230 ارب سے تجاوز کر گئے ? یکم/جنوری/2014ء: پاکستان: طالبان سے مذاکرات، وزیر اعظم نے سمیع الحق کو ٹاسک دے دیا، حکومتی ٹیم بھی تشکیل ?02/جنوری: پاکستان: بجلی چوروں کو 7 سال قید، اور ایک کروڑ تک جرمانہ ہوگا، صدارتی آرڈیننس جاری ?03/جنوری: پاکستان: مشرف کو عدالت جاتے ہوئے دل کی تکلیف، فوجی ہسپتال منتقل، ایک روز کے لئے استثنٰی ?04/جنوری: پاکستان: اسلام آباد، اہل سنت والجماعت کے رہنما مفتی منیر معاویہ قاتلانہ حملے میں ساتھی سمیت جاں بحق ?05/جنوری: پاکستان: مشرف کا نام ای سی ایل سے نکالنے کے لئے صہبا پرویز کی چوتھی درخواست وزارتِ داخلہ نے مسترد کر دی ?06/جنوری: بنگلہ دیش کے متنازعہ انتخابات میں عوامی لیگ کامیاب، اپوزیشن نے نتائج مسترد کر دیئے، پرتشدد ہنگامے، 21 ہلاک، خالدہ ضیاء کی پارٹی نے آج سے ہڑتال کی کال دے دی ?07/جنوری: پاکستان: تیراہ، توپ کا گولہ کاٹنے کی کوشش میں دھماکہ، 10 افراد جاں بحق ?08/جنوری: پاکستان: مدت ختم ہونے کے بعد 45 دن میں بلدیاتی الیکشن، قبروں کی بے حرمتی پر 10 سال کی سزا، قائمہ کمیٹی میں ترمیمی بل منظور ?09/جنوری: پاکستان: پی آئی سمیت

Idara Ghufran

3 ادارے فروخت کرنے کی منظوری ? 10/ جنوری: پاکستان: کراچی، بم حملے میں ایس ایس پی چوہدری اسلم پسمیت 3 جاں بحق ? 11/ جنوری: پاکستان: حکومت، کارخانہ مالکان کے درمیان مذاکرات کامیاب، کھاد کی قیمت میں 114 روپے بوری کمی ? 12/ جنوری: پاکستان: 60 فیصد سے کم نمبر لینے والے طلبہ فیل، نئی تعلیمی پالیسی، 95 فیصد سے کم نتائج پر اساتذہ کی سالانہ انکریمنٹس بند، پالیسی وزیرِ اعلیٰ کو ارسال ? 13/ جنوری: پاکستان: شانگلہ، وزیر اعظم کے مشیر امیر مقام پر بم حملہ، 6 افراد جاں بحق، پشاور، اے این پی رہنما سمیت 3 قتل ? 14/ جنوری: پاکستان: وزیر اعظم نے 35 اداروں کے سربراہوں کی تقرری کا اختیار کمیشن سے لے کر متعلقہ اداروں کو دے دیا ? 15/ جنوری: پاکستان: (تعطیلِ اخبارات) ? 16/ جنوری: پاکستان: نواب شاہ، المناک حادثہ میں 19 طلباء سمیت 22 افراد جاں بحق ? 17/ جنوری: پاکستان: پشاور، تبلیغی مرکز میں دھماکہ، 9 افراد جاں بحق، 65 زخمی، نوشہرہ تبلیغی مرکز کے باہر بم کو ناکارہ بنادیا گیا ? 18/ جنوری: پاکستان: راجن پور، ریلوے ٹریک پر دھماکہ، خوشحال ایکسپریس کی 4 بوگیاں الٹ گئیں، 4 مسافر جاں بحق، 60 زخمی ? 19/ جنوری: پاکستان: سرگودھا، اہل سنت والجماعت کے رہنما مولانا عبدالحمید حملے میں زخمی، 2 محافظ جاں بحق ? 20/ جنوری: پاکستان: بنوں، فوجی قافلے پر حملہ، 23 اہلکار جاں بحق، 66 زخمی، طالبان نے ذمہ داری قبول کرلی۔

(علمی و تحقیقی سلسلہ نمبر ۲۶)

غیرُ اللہ کی نذر و نیاز و ذبح کا حکم

ما اُہل بہ لغیر اللہ، نذر لغیر اللہ و تقرب لغیر اللہ کی تشریح و توضیح اور متعلِّقہ پہلوؤں پر علمی و تحقیقی کلام، غیرُ اللہ کے نام پر اور غیرُ اللہ کا تقرُّب حاصل کرنے کے لئے جانور ذبح کرنے کا حکم، غیرُ اللہ کے نام پر یا غیرُ اللہ کے قُرب کے لئے زندہ جانور کو مخصّص و نامزد کرنے کا حکم، غیرُ اللہ کے قُرب کے لئے جانور کے علاوہ دوسری چیزوں کی نذر و نیاز کا حکم، بیماری، آفت یا مصیبت و حادثہ کے وقت مخصوص بکرا ذبح و صدقہ کرنے کا حکم، قربانی اور ذبح کی نذر و منت ماننے سے متعلق چند اہم مسائل۔

مصنّف: مفتی محمد رضوان

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530